



فقیر محمد عارف قادری علی گڑھ

# تاریخ مدینہ منورہ

پبلشرز

ملک سراج الدین اینڈ سنز - پبلشرز

کشمیری بازار، لاہور (پاکستان)

اس کتاب کے مجملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ تالیفات قدسیہ بابک ایجنسی لاہور

# تاریخ مدنیہ منورہ

مؤلف

حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب نامی قریشی ہاشمی

ناشران

قریشی بابک ایجنسی لاہور

ملنے کا پتہ  
ملک سرانج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

تعداد ۱۰۰۰

بار چہارم

قیمت: ۳ روپے

طابع :	ملک سراج الدین
مطبوعہ :	دین محمدی پریس لاہور
مقام اشاعت :	ملک سراج الدین اینڈ سنز
	پبلشرز۔ لاہور (۸)





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# عرض حال

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

خدا در انتظارِ حمد نیست      محمد چشمِ برادرِ ثنا نیست  
محمد حامدِ حمدِ خدا بس      خدا مدحِ شانِ مصطفیٰ بس

قریشی بک ایجنسی لاہور کے مالک مشفق مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب قریشی نے بہت سی نادر اسلامی کتب تالیف کر اگر شائع کی ہیں۔ جن میں سے چھ سات کے مؤلف ہونے کا مجھے بھی شرف حاصل ہے۔ چند ماہ ہوئے مجھے انہوں نے تاریخ مدینہ کے تالیف کرنے کی فرمائش کی جو عین میری مراد و مقصود تھی۔ اگرچہ انجمن دائرہ الاصلاح کے کاموں سے بہت کم فرصت ملتی ہے۔ مگر ان کا مدینہ منورہ کے متعلق ارشاد ایسا نہ تھا۔ کہ اس کے لئے وقت نہ نکالا جاتا۔ لہذا میں تالیف کے کام میں مشغول ہو گیا۔ چند اوراق لکھے تھے۔ کہ مجھے ایک ضروری



کام کے لئے لاہور سے رتہ پیراں میں جانا پڑا۔ جس کی وجہ سے کتاب کی تالیف میں دیر ہو گئی۔ واپس لاہور آکر باوجود عظیم الفرصت ہونے کے دوبارہ اس کام میں مشغول ہو گیا۔ جہاں جہاں اس مقدس شہر کے متعلق قابل اندراج حالات معلوم ہوئے ہیں نے درج کر دیئے۔ ممکن ہے کہ اور بھی اضافہ ہوتا۔ مگر اس خیال سے کہ کتاب کا حجم زیادہ نہ ہو جائے۔ اسی پر تمت بالخیر کہتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کتاب کو جو خلوص دل سے لکھی گئی ہے۔ مقبول عام بنائے اور مسلمانوں کو اس سے مستفیض کرے۔

اس کتاب کی تالیف میں علاوہ متعدد تاریخی کتب سے استفادہ کے ہیں نے انگریز سیاح کپتان رچرڈ فرڈیرک برٹن کے سفرنامہ الموسوم بہ "حج حرمین الشریعتین" (۱۸۵۷ء) جسے کپتان موصوف نے افغانی لباس میں مسلمان بن کر تالیف کیا تھا کا بھی مطالعہ کیا اور پنجابی حاجی ڈاکٹر نور حسین صاحب کے "رفیق الحجاج" (۱۹۰۵ء) اور مدراسی حاجی خان بہادر محمد ابراہیم صاحب نقشبندی کے "سفر حرمین الشریعتین" سے بھی مدد لی ہے۔ وہی کے سیاح خواجہ حسن نظامی کے سفرنامہ نامہ کا بھی مطالعہ کیا ہے مگر اس میں مدینہ منورہ کے متعلق کوئی مفید بات نہ ملی۔ خدا تعالیٰ مجھے بھی مدینہ منورہ کی زیارت نصیب کرے۔ تاکہ جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے آنکھوں سے دیکھ کر نور و سرور حاصل کروں۔

سعادت حج بیت اللہ کی نامی اگر باؤں تو سیدھا اسجگہ سے جانب بتر چلا جاؤں  
 کھڑا ہو کر ادب سامنے اس سبز گنبد کے لگاؤں میں ترحم یا نبی اللہ کے نورے  
 ابو بکر و عمر پہنچان کر کہہ دیں یہ حضرت کے کہ یار ان نبی کا خادم آپہنچا ہے قسمت کے  
 خفیہ المذنبیں! یہ مستحق ہے خاص رحمت ہمارے حب رکھتا ہے امتحان جنت کا  
 نظر رحمت کی اسپر رحمتہ للعالمین کیجئے!  
 یہ جو کچھ منہ سے مانگے یا نبی اللہ دلا دیجئے

غلام دستگیر نامی ہاشمی حاکی  
 روز یکشنبہ ۲۳ ستمبر ۱۹۲۳ء  
 مطابق ۱۱ سفر ۱۳۴۲ھ ہجری



# دیباچہ طبع ثانی

الحمد للہ کہ تاریخ مدینہ منورہ کے پہلے ایڈیشن کو سرکار مدینہ علیہ افضل التعمیۃ کے عشاق نے قریشی بک ایجنسی کی الماریوں سے نکال کر اپنے کتب خانہ کی زینت بنا لیا۔ مشفق مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب یہ کب گوارا کر سکتے تھے کہ ان کا کتب خانہ اس کتاب سے خالی ہو۔ جس میں حضور علیہ السلام کے محبوب شہر اور اس کے مقدس مکینوں کا ذکر مبارک ہو۔ وہ میرے پاس ایک نسخہ جو باقی بچا لے کر بے تابانہ آٹھے کہ اس میں جو ترمیم کرنی ہے کر دیجئے تاکہ پھر چھپوا کر اپنی الماریوں کو معزز کروں۔

میں نے اسے لے کر پھر ایک نظر دیکھا اس کے پچانوے صفحے تو قرن اولیٰ کے مبارک واقعات پر مشتمل ہیں۔ اس میں ترمیم کی گنجائش نہیں باقی میں اس مقدس شہر اور اس کی متبرک عمارات کا ذکر ہے جو مقدس ہستیوں کے قرب کی وجہ سے قابل احترام ہو گئی ہیں۔

کعب شاعر نے جب حضور علیہ السلام کے سامنے ہو کر حضور کی شان میں موزوں کیا ہوا قصیدہ بانت سعاد سنایا اور جب وہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ پیرزادہ محمد حسین صاحب عارف نے یوں کیا ہے۔



خدا کا نور ہے وہ مطلع ہدایت ہے خدا کی تیغ ہے تیغ مہند مسلول  
 تو حضورؐ نے خوش ہو کر اپنی بیٹی چادر اتار کر اس پر ڈال دی۔ یہ  
 چادر محض ایک کپڑا تھی مگر حضور علیہ السلام کے جسم کے لگنے سے وہ  
 متبرک ہو گئی تھی اور اسے تمام صحابہ نے متبرک جانا۔ کعب کو اس  
 کے عوض بڑی بڑی قیمتیں ملتی رہیں۔ مگر اس نے اس کی مفارقت  
 گوارہ نہ کی اور آخر حضرت معاویہؓ کی قسمت جاگی اور وارثان کعب  
 بنیس ہزار درہم لے کر اسے ہدیہ کرنے پر رضا مند ہو گئے۔ یہ چادر  
 نبی امیہؓ اور نبی عباسؓ کے خزانہ میں رہی اور پھر سلاطین روم کے توشہ  
 خانہ میں محفوظ کی گئی۔ اب ترکی میں موجود ہے۔

الغرض جو شے کسی بزرگ سے متعلق ہو وہ متبرک ہو جاتی ہے  
 مسجدیں کیوں قابل ادب ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بظہر منسوب  
 ہیں۔

روضہ نبویؐ کی کیوں مسلمانوں کے دلوں میں عظمت ہے۔ اسلئے  
 کہ حضور علیہ السلام اس میں آرام فرما ہیں۔ اسی طرح قبۃ اہلبیت اور  
 قبۃ بنات البنی کی حرمت قلوب مسلمین میں تھی۔ یہ قبۃ نہایت عقیدت  
 واحترام سے سلاطین ترکی نے تعمیر کرائے تھے۔ نجدیوں نے سوا سو  
 سال پیشتر انہیں منہدم کر دیا تو ترکوں نے پھر بنا دیا۔ ایسا کیوں کیا  
 صرف اسی واسطے کہ ان بزرگوں کی یادگار قائم رہے۔ جنہوں نے  
 اشاعت و خدمت دین میں اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ پس ان کے

ماثر و مقابر و مساجد کا احترام دین حقہ کا احترام ہے۔ اس سے اغیار کے قلوب پر بھی ان کی عظمت و وقار کا سکہ بیٹھتا ہے۔

جب میں نے یہ کتاب لکھی تھی اس وقت حجاز پر شریف حسین کی حکومت تھی۔ جو بخدی یلغار کا شکار ہو گیا۔ اور بدوؤں نے حاجیوں کو نہایت تنگ کیا۔ جس وقت میں اس کتاب کے پروف پڑھ رہا تھا۔ بخدی طائف اور حجاز پر قابض ہو گئے۔ گذشتہ سال سے وہ مدینہ منورہ کے مقدس شہر پر قابض ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار متعلقین کے سب آثار مٹا چکے ہیں۔ اور ترکوں نے جن چیزوں کو لاکھوں روپے صرف کر کے از سر نو قائم کیا تھا۔ ان کا نشان تک باقی نہیں رکھا۔

میں نے مساجد و مقابر کو ویسا ہی بیان کیا ہے جیسا کہ وہ ترکوں اور شریف کے وقت میں موجود تھیں۔ تاکہ پڑھنے والوں کو معلوم ہو کہ اس مقدس شہر کی عظمت ان کے دلوں میں کیسی تھی اور بعد میں آنے والوں کے دل میں کس قدر بغض و حسد بھرا پڑا ہے۔

نماند ستمگار بدروزگار بماند بدولت پائدار

ب

از درگاہ حضرت آئینۂ لاہور۔ روز جمعہ ۲۱ ذوالحجہ ۱۳۴۵ھ

مطابق ۳۱ جون ۱۹۲۷ء



# دیباچہ طبع ثالث

(محترم الحاج محمد منیر قریشی مصنف داستان حریمین)  
 زیر نظر تصنیف مولانا غلام دستگیر نامی مرحوم و مغفور کی ایک  
 اہم تاریخی اور مذہبی یادگار ہے۔ آپ نے اس کتاب میں ان احوال  
 و کوائف کی نشاندہی کی ہے جو ترکوں کی حکومت میں سادی ساری  
 تھے۔ نیز آل سعود کے اقتدار حاصل کرنے کی روداد بھی صفحہ قرطاس  
 پر آگئی ہے۔ ان دونوں نظام ہائے حکومت کا موازنہ بھی کیا گیا  
 ہے۔ لیکن حریمین شریفین پر اب سعودی حکمرانی کو ثلث صدی  
 گزر چکی ہے اور سیاسی لحاظ سے یہ ملک کافی مضبوط بنیادوں پر  
 قائم ہو چکا ہے۔ اور اس کے نظم و نسق میں بڑی حد تک اصلاح  
 ہو چکی ہے۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ترک سلاطین اپنے آپ کو خادم  
 الحرمین کہلاتے تھے۔ اور سعودی حکمران ”ملک الحجاز“ کے لقب  
 کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن اس سے قطع نظر یہ حقیقت مسلم ہے کہ  
 حجاج کرام کو بہت طرح کی سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ عصر حاضر  
 کی جدید ترین ایجادات سے پوری طرح استفادہ کیا جا رہا ہے۔  
 حجاز میں کشادہ سڑکیں۔ پانی کی فراہمی۔ موٹروں کی آسائش اور  
 ہوائی جہازوں کا استعمال بہت عام ہوتا دیکھ کر یہی معلوم ہوتا



ہے۔ کہ آپ کسی نہایت ترقی یافتہ ملک میں سفر کر رہے ہیں۔  
 زیر زمین پٹروں کے ذخائر اور سونے کی کانوں نے ملک میں مال  
 و زر کی افراط پیدا کر دی ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ شخصی حکومت میں  
 اس دولت کا زیادہ حصہ حکمران خاندان کی جیبوں میں چلا جاتا ہے  
 کبھی وہ زمانہ تھا کہ حجاج کرام سے الٹا ٹیکس وصول کیا جاتا تھا  
 جس سے حکومت ان کے انتظام و انصرام میں کوشش کرتی تھی۔  
 آج یہ ٹیکس بالکل منسوخ ہو چکا ہے۔ سفر حج ہر طرح کے خطرات سے  
 محفوظ و مامون ہے۔ ہوائی جہاز سے جانے والوں کو کم سے کم وقت  
 میں حج سے فراغت پا کر واپس آنے کی سہولت حاصل ہے۔ لیکن  
 اس مشین دُور میں صرف بہ مجبوری ہوائی جہاز سے سفر حج کر لیا  
 جائے تو کوئی حرج نہیں۔ معمولاً بحری یا خشکی کے راستے سے سفر  
 کرنے میں جو سُردر حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہوائی سفر میں حاصل نہیں  
 ہو سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ پیدل حج سب  
 سے زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ چنانچہ پھر جانور کی سواری پر۔  
 پھر موٹر لاریوں پر اور بحری جہازوں پر اور اس کے بعد ہوائی  
 جہاز کا درجہ ہے۔ غرضیکہ دیار محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ  
 میں جتنی تکالیف پیش آئیں گی اتنی ہی شوق کی ایزادی کا باعث  
 ہوں گی۔

مصنف کتاب ہذا مولانا غلام دستگیر نامی کی ذات کو خراج

تحسین ادا کرنا اس کم علم کی طاقت سے باہر ہے۔ آپ ایک درو  
 دل رکھنے والے درویش منش انسان تھے۔ آپ شجرہ نویسی میں  
 خاص شغف رکھتے تھے۔ اور تواریخ کہنے میں آپ کو پوری دسترس  
 حاصل تھی۔ خاص طور پر شیعہ سنی اتحاد کے داعی تھے اور آپ نے  
 تواریخ سے ثبوت فراہم کئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 تمام اصحاب آپس میں شیر و شکر ہو کر رہتے تھے۔ وہ آپس میں  
 رشتہ داریاں کرتے اور اپنی اولاد کے نام ایک دوسرے کے نام  
 پر رکھتے تھے جو کہ محبت نامہ کی نشانی ہے۔ آپ نے قابل قدر  
 تاریخی لٹریچر شائع کیا ہے۔ اپنے خاندان کے حالات با نام تاریخ جلیہ  
 شائع کئے۔ علاوہ ازیں تقریباً ایک سو کے قریب دوسری تصانیف  
 چھوڑی ہیں۔ ان میں سے مشہور یہ ہیں۔ شیر و شکر۔ قند مکمر۔  
 اسلامی قانون وراثت۔ انیس الوارثین۔ کلید تقسیم وراثت۔ اصلاح  
 معاشرہ۔ اصلاح رسوم۔ حضرت معاویہؓ۔ دعوت صلح۔ تاریخ مدینہ  
 منورہ۔ تاریخ مکہ معظمہ۔ تعلیم الاخلاق۔ نروال پرویز۔ حیدر گڑ۔  
 سوانح غازی علم الدین شہید۔ حیات میانمیر صاحب۔ حیات مجدد الف  
 ثانی۔ حیات اشرف۔ حیات گنج شکر وغیرہ۔ آپ نے گلستان سعدی  
 و بوستان سعدی۔ نیز مفتوی مولانا روم۔ سفینۃ الاولیاء۔ گنج اسرار اور  
 سیاحت کشمیر وغیرہ کو بھی اردو کا قالب دیا ہے۔ آپ ایک ماہ صاحب  
 فراش رہ کر قمری حساب سے اسی برس عمر پاکر مورخہ ۱۶ دسمبر

۱۹۴۱ء کو دائمی اجل کو لٹیک کہ گئے۔

اس تصنیف کے آخر میں مدینہ منورہ کے جدید حالات کے متعلق ایک مختصر مضمون عاصی راقم کی طرف سے تحریر کر کے شامل کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ کتاب کسی لحاظ سے قشعہ نہ رہ جائے۔ زمانہ کی اقدار بدلتی جا رہی ہیں۔ آپ دیکھیں گے قدیم زمانہ کے حالات اور موجودہ حالات میں کتنا واضح فرق ہے۔ کئی باتیں جو کبھی عیب تھیں۔ آج رواج پا گئی ہیں۔

تھا جو ناخوب تبدیلیں وہی خوب ہوا

اگر آج نامی زندہ ہوتے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے۔ کہ آل سعود بھی اب اس تہذیبی دور سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی اور اپنی وضع کو چھوڑتے ہی بن پڑی ہے۔ ریاض کا نیا محل ”النصیریہ“ پانچ کروڑ ڈالر کی لاگت سے تیار ہوا ہے۔ اور بے انتہا برقی روشنی سے مزین رہتا ہے۔ سعودی حرم کی خواتین امریکہ میں بغیر پردہ کے شاپنگ کرتی ہیں۔ شہزادوں کی زندگی بڑی پُر تعیش گزرتی ہے۔ مختصر یہ کہ زندگی کے ہر پہلو میں انقلاب آ گیا ہے۔ ستمبر ۱۹۴۳ء۔



# قرآن شریف میں ذکر تیرب

مدینہ منورہ کا نام رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہاں متکون ہونے سے پیشتر یثرب تھا۔ قرآن شریف میں صرف ایک دفعہ اہل یثرب سے خطاب ہوا ہے۔ اور وہ سہمہ کے غزوہ احزاب کے موقع پر جب کہ تمام مشرکین عرب جیتے بنا کر چوبیس ہزار سے زیادہ لشکر کے ساتھ یثرب پر حملہ آور ہوئے تھے فوج اسلام بمقابلہ اعدائے نہایت قلیل تھی۔ اور ان میں منافقین بھی شامل تھے۔ جو غلامانہ مسلمانوں کے ساتھ تھے۔ لیکن موسم کی شدت رسد کی قلت متواتر فاقے۔ راتوں کی بخوابی۔ بیشتر فوجوں کا ہجوم۔ منافق و ایماندار کے امتحان کے لئے کافی تھا۔ مومنین کا خدا اور رسول کے وعدوں پر ایمان تھا۔ اور وہ فتح اسلام پر یقین کامل رکھے ہوئے تھے۔ برخلاف اس کے منافق جن کا مدار ظاہری اسباب پر تھا۔ غنیم کی کثرت دیکھ کر پریشان ہو رہے تھے اور کبھی باور نہیں کرتے تھے کہ اتنا بڑا بھاری لشکر کبھی شکست یاب ہو سکتا ہے پس وہ مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور اجازت مانگی۔ کہ ہمارے گھر محفوظ نہیں ہیں۔ ہم کو مقام جنگ سے شہر یثرب میں واپس چلے جانے کی اجازت دیجائے۔ انہی

منافقوں کی نسبت اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے۔

وَأَذِيقُوا الْمُنَافِقِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضًا وَعَدْنَا لَهُمْ  
وَمِنْ سُوْلِهِ الْأَعْرُورَ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ يَا أَهْلَ  
الْأَمْثَمِ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ  
إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ أَوْ سَاحِلُ عَوْرَتِنَا هِيَ الَّتِي يُؤَيِّدُ مِنْ  
الْآخِرَةِ أَمْ لَا يَكْفُرُ الْإِنْسَانُ بِمَا كَفَرَ  
یعنے جب دشمن کی کثرت سے قلوب پر خوف و ہراس مستولی ہوا  
تو منافقوں نے اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض تھا کہا  
کہ ہمارے ساتھ خدا اور رسول کا وعدہ محض دھوکا تھا۔ انہیں منافقوں  
اور کھوٹے دل والوں میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے یثرب والو  
تمہارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اور ایک  
فریق ان میں سے یہ کہہ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگنے لگا  
کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔ حالانکہ وہ کھلے نہیں تھے اور فقط  
اُن کو بھانکا مقصود تھا۔

خدا اور رسول صلعم کا وعدہ نصرت سچا تھا۔ آخر کار بتائید ایزدی  
دشمنوں کو شکست ہوئی۔ اور وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگے چھاچھے  
خدا سے تعالیٰ مسلمانوں کو اعدا کی اس شکست کی یاد دلا کر شکر  
کرنے کی بدیں الفاظ تلقین کرتا ہے کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا  
اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَكُمْ مُجْتَمِعُونَ فَآزَلْنَا  
عَلَيْهِمْ رِجَالًا وَمُؤَدَّةَ الْأَمْرِ تَرَوْهَا (احزاب) ترجمہ: مسلمانو!

خدا کے اُس احسان کو یاد کرو۔ جبکہ تم پر فوجیں آپڑیں تو ہم نے ان پر اندھی بھیجی اور فوجیں بھیجیں جو تم کو دکھائی نہیں دیتی تھیں۔“

یہ ”غزوہ خندق“ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیم کے حملوں سے بچاؤ کے لئے یشرب کے شاہی رُخ کی طرف ہو کھلا ہوا تھا قریباً تین ہزار گز لمبی اور پانچ گز گہری خندق کھدوائی۔ جو تین ہزار صحابہ کے مبارک ہاتھوں سے بیس دن کے عرصہ میں تکمیل کو پہنچی۔ حضور علیہ السلام تین دن کے فاقہ کے باوجود خود مٹی پھینکنے کا کام کرتے رہے۔ سردی کا موسم ہے۔ بھوک سے پیٹ پر پتھر بندھے ہیں۔ شکم مبارک پر گرد آٹ رہی ہے۔ مگر حفاظت دین کا جوش ہے کہ سب مصائب پر غالب آ رہا ہے نہ دشمنوں کی کثرت کا ڈر ہے نہ تکالیف کا اندیشہ۔

## قرآن شریف میں مدینہ

مدینہ عربی زبان میں شہر کو کہتے ہیں قرآن شریف میں یہ لفظ جہاں جہاں استعمال ہوا ہے۔ ہم بیان کئے دیتے ہیں۔  
(۱) حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام کو جب حکم الہی ہوا کہ



وہ جا کر فرعون کو تبلیغ دین کریں اور بنی اسرائیل کو اس کے پیچھے  
 ظلم سے مخلصی دلائیں تو فرعون نے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا  
 معجزہ ہے جس سے تمہارا بنی ہونا تسلیم کیا جاسکے آپ نے وہیں  
 اپنا عصا پھینکا جو فوراً ثعبان (ازدہا) بن گیا۔ فرعون نے کہا کہ یہ  
 بڑے علم والا جادوگر ہے۔ ہم بھی اس کے مقابل جادوگر لائیں گے  
 چنانچہ جادوگروں نے آکر مسمریزیم کے کچھ جوہر دکھلائے اور سبیل  
 کے مصنوعی سانپ بنا کر ڈال دیئے۔ حضرت موسیٰ نے بھی بحکم الہی  
 اپنی لاشی زمین پر ڈال دی جو واقعی ازدہا بن کر ساحروں کے  
 مصنوعات کو نگلنے لگ گئی۔ جادوگر سجدے میں گر پڑے اور  
 رب موسیٰ پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے کہا۔ اَمْنْتُمْ بِهِ  
 قَبْلَ اَنْ اَدْعٰنَ لَكُمْ اِنَّ هٰذَا الْمَكْرُ مَكْرٌ مُّؤَيَّدٌ فِی الْمَدِیْنَةِ  
 لَخَرِجُوا مِنْهَا اَهْلُهَا فَتَسُوْفَ تَعْلَمُوْنَ پ ۹۔ یعنی کیا  
 اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ تم موسیٰ پر ایمان  
 لے آئے۔ بیشک یہ ایک مکر ہے جو تم نے اس فتنہ میں کیا ہے  
 تاکہ یہاں کے رہنے والوں کو یہاں سے نکال دو پس تم عنقریب  
 (اس شہرارت کا نتیجہ) جان لو گے۔

(۲) پ ۲ رکوع ۲۔ کے شروع میں اللہ تعالیٰ مہاجرین انصار  
 میں سے پہلے سبقت کرنے والوں اور نیکی میں ان کی پیروی  
 کرنے والوں کو اپنی خوشنودی کی سند عطا کرنے انہیں باغات جنت

میں ہمیشہ رہنے کی خوشخبری سنا کر فرماتا ہے کہ وَمَنْ حَوَّلَكُمْ مِنَ  
 الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَقَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ  
 تَفْ لَا تَعْلَمُهُمْ حَتَّىٰ تَعْلَمَهُمُ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ  
 يَرْدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ج یعنی وہ دیہاتی جو اسے نبی  
 کریم (تمہارے گروہیں ان میں سے بعض اور بعض مدینے والے  
 منافق ہیں (اور) نفاق پر اڑ گئے ہیں۔ تم انہیں نہیں جانتے مگر  
 ہم انہیں جانتے ہیں۔ عنقریب ہم انہیں (دنیا میں ہی) دوبار عذاب  
 کریں گے بلکہ پھر وہ (آخرت میں) ایک بہت بڑے عذاب کی طرف  
 واپس کئے جائیں گے۔

یہاں مدینہ سے خاص مدینہ الرسول مراد ہے۔

(۳) اسی پارہ کے چوتھے رکوع کے ابتداء میں پھر مدینہ منورہ  
 کا ذکر بدیں الفاظ سے مآکانَ لَا أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَمِنْ حَوْلِهِمْ  
 مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَفُوا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا  
 بِأَنْفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ ط۔ یعنی مدینہ والوں کو اور ان دیہاتیوں کو  
 جو ان کے آس پاس رہتے ہیں۔ یہ سننا دار نہیں کہ (جہاد) میں  
 رسول اللہ کے پیچھے رہ جائیں۔ اور نہ (یہ سننا دار ہے) کہ اپنی جانوں  
 کو رسول کی جان (پر نثار کر دینے سے) بچائیں۔

بلکہ یہ وعدہ آئی خود حضور علیہ السلام کی موجودگی اور صحابہ کرام کی خلافت راشدہ میں پورا  
 ہو گیا۔ اور منافقین نیست و نابود ہو گئے۔ اور غاص مومنین کا عرب و عجم میں غلبہ ہو گیا۔

یہاں غزوہ بتوک جسے حبش عسرت بھی کہتے ہیں، میں پیچھے رہ جانے والے تین مسلمانوں کی توبہ قبول کر کے اہل مدینہ اور بدوؤں کو خدا ہدایت فرماتا ہے کہ تم نبیؐ کا ساتھ نہ چھوڑا کرو۔ اور نہ ہی اپنی جانوں کو اسپر نثار کرنے سے دریغ کیا کرو۔ جو تکلیف تم فی سبیل اللہ برداشت کرو گے یا اپنے طریق سے کافروں کو غصہ میں لاؤ گے۔ اللہ اس کے عوض ایک نیک کام تمہارے نامہ اعمال میں لکھ دے گا۔ کیونکہ وہ نیک کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

۱۱ مدینہ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتوک کی طرف جہاد کرنے تشریف لے گئے تو منافقین اس خیال سے ساتھ نہ گئے۔ کہ مسلمان اس بے سرد سامانی سے ایک بڑی سلطنت کے مقابلہ کو نکلتے ہیں؟ تو مارے جائینگے یا قید ہو کر کسی جرمیزے میں بھیج دیئے جائینگے اس لئے ہم کیوں محنت میں جانیں گزائیں ان منافقین کے بھڑکے اکثر تین خالص مومن بھی غافل ہو گئے اور ساتھ نہ گئے ان کے نام کعب بن مالک، اطلال بن امیہ اور مرہ بن ربیع تھے۔ مسلمانوں کا قیصر روم پر کچھ ایسا رعب چھایا کہ وہ مقابلہ ہی کو نہ آیا۔ مسلمان کامیاب و کامران مدینہ طیبہ کو واپس لوٹے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پیچھے رہنے والے اصحاب کو بڑی آزمائش میں ڈالا۔ مسلمانوں کو ان کے ساتھ کلام کرنے کی ممانعت کر دی۔ سمجھتے کہ ان کی بیویوں نے بھی ان سے زن و شہوانی تعلقات منقطع کر لئے زمین ان پر تنگ ہو گئی۔ جیسا بیویوں نے ان پر دروڑے ڈالے کہ ہمارے پاس آ جاؤ اور عزت پاؤ، انہوں نے جواب دیا کہ تمہاری عنایت و التفات سے ہمیں اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے التفانی لاکھ درجے بہتر



۱۴) سورہ یوسف پارہ ۱۲ رکوع ۱۴ کے شروع ہی میں لفظ مدینہ آیا ہے۔ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَنظِرُهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ۔ اس میں مدینہ سے وہ شہر مصر مراد ہے جس میں حضرت یوسفؑ برادران یوسف کی مہربانی سے بک کر عزیز مصر کی اہلیہ کے محبوب بنے تھے۔ اور زمان مصر نے جب اسے غلام پر فریفتہ ہونے کا طعنہ دیا تھا تو اس نے ان کے ہاتھوں میں چھریاں دیکر یوسفؑ کو ان کے سامنے جلوہ گر کیا تھا اور انہوں نے بخود ہو کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور کہا تھا۔ حَاشَ لِلّٰہِ مَا هَذَا بَشَرًا اِنْ هَذَا اِلَّا اَمَلٌ کُوْنِمْ۔ حَاشَ لِلّٰہِ یہ بشر نہیں ہے یہ تو ایک بزرگ فرشتہ ہے۔

(۵) اسی طرح پارہ ۴ رکوع ۴ میں قوم لوط کے ذکر میں درج ہے  
وَجَاءَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ يَسْتَبْشِرُونَ وَقَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضِيفُكُمْ  
فَلَا تَفْضَحُوا ۖ وَالْقَوْمَ الْأَكْثَرُونَ ۖ یہاں اہل مدینہ  
سے قوم لوط کے شہری لوگ مراد ہے جن کی جڑ کاٹنے کو فرشتے  
بشکل مہمانانِ حضرت لوط آئے تھے اور ان کی بستی کو اذیت کر دیا  
تھا اور کنکریلے پتھر برسا کر لوطیوں کی ہستی مٹا دی تھی ۛ

(صفحہ ۱۰ سے آگے)۔ خوشترے پس وہ مشغول استغفار رہے یہاں تک کہ پچاس روز کے بعد ان کی دعا قبول ہوئی۔ الحمد للہ علیہ والکے ۛ

(۷) قرآن مجید میں پارہ ۱۵ میں بھی مدینہ اصحاب کہف کے قصے میں آیا ہے۔ جب انہوں نے لمبی نیند سے بیدار ہو کر روپیہ دیکر شہر سے قیمتا کھانا لینے کے لئے اپنے میں سے ایک کو بھیجا تھا اور وہاں انہوں نے زمانہ ہی بدلا ہوا دیکھا تھا۔ الفاظ قرآن یہ ہیں۔ فَاَبْعَثُوا احَدَكُمْ بِكُوبِهِمْ فَكُلُوا مِنْهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرُوْا اَيُّهَا اَزْكَى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ احَدًا۔

(۸) وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا۔ (۱) یہاں اس شہر کا ذکر ہے جس میں حضرت موسیٰ اور خضرؑ کو کسی نے کھانا نہیں دیا تھا۔ مگر حضرت خضرؑ نے ایک گرتی دیوار کو بغیر مزدوری درست کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ صالح باپ کے دو یتیم بچوں کی ملک تھی۔ اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا جو جوان ہو کر ان کے کام آتا تھا۔

(۹) انیسویں پارہ کے انیسویں رکوع میں جو وَكَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةَ رَهْطٍ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ہ مذکور ہے اس میں حضرت صالحؑ کی قوم ثمود کا ذکر ہے جس کے شہر میں ۹ شہر یہ لوگ بستے تھے جنہوں نے اپنے پیغمبر اور اس کے مومنین پر سب خون مارنے کی تجویز کی مگر خدا کا رسول اور

مؤمنین سلامت رہے اور مخالفین سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

(۹) وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَضَلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا

فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ ۖ أَحَدُهُمَا بِرَأْسِ يَدَيْهِمَا

موتے کے شہر میں داخل ہونے اور وہاں دو آدمیوں کو لڑتے

دیکھ کر اپنے کی حمایت کرتے ہوئے فرعونی آدمی کو گھونسا مار

کر مار ڈالنے کا ذکر ہے پھر اسی رکوع میں دوبارہ اور بھی لفظ

مدینہ اسی شہر مصر ہی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۱۰) لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

وَالْكَاذِبُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَيُغَيِّرَنَّهُمْ ثُمَّ لَا جِأَ وَرَافِقُكَ

فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۚ سَالُوْهُمْ أَيُّهَا النَّافِقُونَ أَيُّكُمْ تَقِيعُوا ۚ أَلَا تَتْلُوا

تَقِيْعًا ۚ بَلَّ تَرْجَمَهُ ۚ۔ اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں

کفر کی بیماری ہے۔ اور وہ لوگ جو مدینہ میں بُری تہریں مشہور

کیا کرتے (اپنی حرکات سے) باز نہ آئیں گے تو ہم بیشک ضرور

تمہیں (اسے نبی) ان (کے لڑنے) پر مستعد کریں گے۔ پھر وہ مدینہ

میں تمہارے قریب بہت ہی کم رہیں گے۔ انہیں لعنت کی جائے

گی۔ جہاں وہ رہیں گے پکڑے جائیں گے اور خوب قتل کئے جائیں

گے۔ یہاں مدینہ سے خاص مدینہ منورہ مراد ہے اللہ

تعالیٰ اس آیت مبارکہ میں منافقوں کو قنبہ فرماتا ہے کہ اگر وہ

شرارتوں سے باز نہ آئے تو وہ مدینہ سے نکال دیئے جائیں گے



ذیل و خوار ہو کر رہیں گے۔

اس آیت کو پڑھ کر ان لوگوں کو ان صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ منافق کہنے سے توبہ کرنی چاہیے جو نہ صرف حضورؐ کی زندگی میں رفیق رہے بلکہ حیات ظاہری کے بعد بھی وہ حضورؐ ہی کے پاس آرام فرما ہیں۔ اگر وہ معاذ اللہ منافق ہوتے تو حسبِ عدہ قرآنی مدینہ میں نہ رہ سکتے اور جہاں جاتے پکڑے جاتے اور قتل کئے جاتے مگر برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ مقرب صحابہؓ مدینہ میں نہایت عزت و اخلاص سے رہے اور مدینہ ہی کی پاک سرزمین میں رسول اللہ کے قرب میں قیامت تک رہیں گے۔ **ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ**

(۱۱) **وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ يَسْعَى قَالَ لِقَوْمِ**  
**اَتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ تَتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ يَمْتَدُونُ**  
سورہ یسین ۶۷۔ یہاں مدینہ سے شہر انطاکیہ مراد ہے۔ جہاں پہلے حضرت مسیح کے دو حواری آئے اہل شہر نے انہیں جھٹلایا پھر ایک تیسرے سے انکو تقویت دی گئی اس کی بھی انہوں نے تکذیب کی پھر ایک اور شخص شہر کے اس سرے سے دوڑتا ہوا آیا اور آ کر اہل انطاکیہ سے کہنے لگا کہ اے میری قوم کے لوگو پیغمبروں کی پیروی کرو اور اس شخص کی پیروی کرو جو تم سے اجر نہیں مانگتا

اور وہ سب لوگ ہدایت یافتہ ہیں اس چوتھے شخص کی بھی شہر والوں نے نہ سنی بلکہ اسے مار ڈالا اس کے انتقام میں اللہ تعالیٰ نے ایک سخت آواز سے اہل الطاہر کو ہلاک کر ڈالا جیسا کہ اسی سورہ میں مذکور ہے۔

(۱۲) يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَنُخْرِجَنَّكَ أَوَّاعًا مِنْهَا الْكَافِرِينَ ط وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلَّهِ الْمُنَاقِبَاتُ لَا يَعْلَمُونَ ۝ ۱۳ ترجمہ: منافق کہتے ہیں کہ اگر (اب کی مرتبہ) ہم مدینہ کی طرف لوٹ گئے تو یقیناً (جو ہم میں) زیادہ زور آور (ہو گا وہ) کمزور کو وہاں سے نکال دیگا حالانکہ بزرگی اللہ ہی کو ہے اور اس کے رسول اور مسلمانوں کو لیکن منافق نہیں جانتے اس جگہ اللہ تعالیٰ منافقوں کی شہرتوں کا راز طشت از بام کرتا ہے کہ وہ کس طرح مسلمانوں کو خارج از ملت کرنے کے خیالی پلاؤ پکانے ہیں۔ حالانکہ مسلمان ذلیل و خوار نہیں ہو سکتے یہ قرآن کی پیشین گوئی بھی حرف بحرف پوری ہوئی مسلمان مدینہ میں لحد نبی و خلفائے راشدین نہایت تزک و احتشام سے رہے اور منافقوں کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے۔

جائیو! آپ قرآن شریف میں جہاں بھی مدینہ منورہ کا نام دیکھیں گے آپ کو معلوم ہو گا کہ اس شہر میں منافقوں کا بسیرا نہیں ہو سکتا۔ اور یہ مقدس شہر مومنین صالحین کے لئے خاص

ہے۔ یہی وہ شہر ہے جہاں اسلام کے آفتاب نے نصف النہار پر  
پہنچ کر تمام عالم کو منور کر دیا اور لغات و کفر کا نام و نشان مٹا دیا۔



## احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و فضیلت مدینہ

مدینہ وہ مبارک شہر ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ  
اکرام علیہم الرضوان نے اپنا مامن و مسکن قرار دیا جو اسلام کے عروج  
واقبال کا سرچشمہ بنا۔ حضور علیہ السلام سے اس کی تعریف میں بہت  
سے ارشادات منقول ہیں ان میں سے چند ذیل میں درج کئے  
جاتے ہیں:-

۱۱، المدینہ خیر لہم لو كانوا یعلمون - لا یدعھا رغبۃ  
لا یدل اللہ فیھا من ہو خیر منہ ولا یتب احد علی لا  
واٹھا وجہدھا الا کنت شفیعاً لہ یوم القیامۃ یعنی مدینہ  
لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ کاشکے وہ اس کی بندگی کو جانیں (جو  
کوئی از دوسرے اعراض) مدینہ منورہ کی اقامت کو چھوڑ دے گا۔ تو  
اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کو اس کی جگہ وہاں لے آئیگا اور جو کوئی  
اس میں رہ کر شدت و تکلیف کو برداشت کرے گا تو میں قیامت  
کے دن اسکا شفیع ہوں گا۔



(۲) اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَحَلَّهَا حَرَامًا وَاَنَا حَرَمْتُ الْمَدِيْنَةَ  
 مَا بَيْنَ مَا بَيْنَهَا اَنْ لَا يَهْرَاقَ فِيْهَا دَمٌ وَلَا يَحْلُ فِيْهَا سَلَاحًا  
 لِّقِتَالٍ وَلَا يَخْبُطُ فِيْهَا شَجَرَةٌ اِلَّا لِعَلْفٍ يَعْنِي تَحْقِيقَ حَضْرَتِ  
 اِبْرَاهِيْمَ نَے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں مدینہ کو اس کی دو طرف کے  
 درمیان حرمت کا مقام قرار دیتا ہوں۔ اس میں خونریزی نہ کی جائے  
 اور نہ اس میں جنگ کے لئے ہتھیار اٹھائے جائیں اور نہ اس میں  
 درختوں کو گرایا جائے مگر پیارہ کے لئے۔

(۳) اُخْرَتْ لِقَرْيَتَيْنِ تَاكُلُ الْقَرْيَتَيْنِ يَقُولُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ  
 تَنْفِي النَّاسِ كَمَا يَنْفِي الْكِبْرِيْخِثُ الْحَدِيْدَ۔ يَعْنِي مجھے بستیوں  
 پر غالب آنے والے مدینہ جسے لوگ یثرب کہتے ہیں کی طرف حکم  
 (ہجرت) ہوا ہے۔ وہ ان لوگوں کو جو برے ہیں۔ اس طرح دور کرے  
 گا۔ جس طرح کہ بھٹی لوہے کی زنگ کو۔

(۴) لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِي الْمَدِيْنَةُ شَوَارِهَا كَمَا يَنْفِي الْكِبْرِيْ  
 خِثُ الْحَدِيْدَ۔ عِثْقِي قِيَامَتٍ قَائِمٌ نَہ ہوگی جب تک کہ مدینہ برے  
 لوگوں کو اپنے میں سے اس طرح نکال پھینکے جس طرح کہ بھٹی لوہے  
 کی میل کو دور کر دیتی ہے۔

(۵) لَا يَكِيْدُ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ اَحَدٌ نَّالًا اَتَمَاعَ كَمَا يَتَمَاعُ الْمَلْحُ  
 فِي الْمَاءِ۔ يَعْنِي جو کوئی اہل مدینہ کو فریب دے گا وہ اس طرح نابود  
 ہو جائے گا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(۷) من استطاع ان يموت في المدينة فليمت بها فانها شفيع لمن يموت بها۔ یعنی جس کسی سے ہو سکے وہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص اس میں جان دے گا۔ میں اسکی شفاعت کروں گا۔

(۸) ان الايمان ليأرنها الى المدينة كما تافد الحية الى حجرها۔ منقذ عليه۔ یعنی تحقیق ایمان مدینہ کی طرف اس طرح ممکن ہو گا۔ جس طرح سانپ اپنے سوراخ میں۔

(۹) قال عمر الخطاب رضي الله سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو بالواد الحقيق يقول امانى الليامة اقامت من ربى فقال صل في هذا الوادى المبارك۔ یعنی حضرت عمر سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے وادی عقیق میں فرمایا۔ کہ آج رات فرشتے نے خدا کی طرف سے آکر مجھے کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھو۔

## مدینہ منورہ کی خصوصیات

مدینہ منورہ وہ شہر ہے جہاں صحابہ کرام قلیل تعداد میں بحیثیت حضور علیہ السلام ہجرت کر کے رونق افروز ہوئے مشرکین کے حملوں کو مجدد القادری روکا۔ ان پر غالب آئے۔ اسلام کے پھیلانے کے لئے آگے بڑھے اور تمام دنیا میں حق کا ڈنکا بجا دیا۔ یہ مبارک

شہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اپنے اندر چند خصوصیتیں رکھتا ہے جو اس کے لئے خاص ہیں۔ حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری مرحوم مغفور نے ان کو گنا دیا ہے۔ ہم یہاں ناظرین کتاب کے اضافہ معلومات کے لئے ان کو درج کرتے ہیں۔ وہ خصوصیات یہ ہیں :-

(۱) مدینہ میں ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح و شام نازل ہو کر درود شریف پڑھتے ہیں۔

(۲) مدینہ میں ایک نماز ایک ہزار رکعت اور بروائت دیگر پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے۔ اور ایک نیکی پچاس ہزار نیکی کے برابر ہے۔

(۳) مدینہ کی مٹی میں حضور علیہ السلام کے قدموں کی برکت سے خاک شفا ہے۔

(۴) مدینہ میں ستویں سے نوے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور باقی ۱۰ ساری دنیا میں۔

(۵) مدینہ کے باشندے روزِ محشر سب پہلے محشور ہوں گے۔ اور سب سے اول ان کی شفاعت ہوگی۔

(۶) مدینہ میں حاضر ہونے سے سارے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

(۷) مدینہ میں مکہ معظمہ سے دو گنی برکت کے لئے حضور علیہ السلام نے وعاد مانگی تھی۔

لَا صَلَوةَ فِي مَسْجِدِكَ هَذَا اَفْضَلُ مِنْ اَنْ صَلَوةً فِي سِوَا هَا اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ (الحديث)



(۸) مدینہ میں حاضر ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

(۹) مدینہ میں رحمۃ اللعالمین کا دربار فیض آثار ہے ائمہ اہلبیت اور صحابہ اکرام کے مکانات و مزارات ہیں۔

(۱۰) مدینہ میں حضور کے روضہ اور منبر کے درمیان بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(۱۱) مدینہ منورہ میں حاضر ہونے سے حدیث کا تشدد والوہال الاالی ثلثۃ للمساجد کی تعمیل ہوتی ہے۔

(۱۲) مدینہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے سے حضور بذات خود جواب دیتے ہیں۔

(۱۳) مدینہ میں حاضر ہونے سے تمام افکار و غموم رفع ہو کر دل کو تسکین و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

(۱۴) مدینہ میں ستونِ حناتہ موجود ہے۔ جو حضور علیہ السلام کے فراق میں چٹخیں مار کر رویا تھا۔

(۱۵) مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر محراب اور مسجد موجود ہے۔

(۱۶) مدینہ منورہ میں جو برکت ہے وہ روئے زمین پر اور کہیں نہیں۔

(۱۷) مدینہ منورہ کے باشندے ساری دنیا سے خوش خلق ہیں۔

(۱۸) مدینہ منورہ میں تقریباً کل روئے زمین کے مسلمان موجود ہیں۔

(۱۹) مدینہ میں حاضر ہونے سے اسلامی شانِ فتوکت معلوم ہوتی ہے۔

(۲۰) مدینہ میں بادشاہ و مساکین سب دربار نبی میں برابر کھڑے رہتے ہیں۔

(۲۱) مدینہ میں نہ شراب ملتی ہے نہ تمار بازی ہوتی ہے۔

(۲۲) مدینہ میں کوئی بازاری عورت زانیہ نہیں ہے۔

(۲۳) مدینہ میں ہر قسم کی ترکاریاں موجود ہیں۔ اور ہر چیزِ ناپو جو اژدہام سستی ہے۔

(۲۴) مدینہ منورہ میں ایک جگہ ہے جو بیت اللہ بلکہ عرشِ اعلیٰ سے بھی افضل ہے۔ (روضہ بنی محمد مصطفیٰ صلعم)

(۲۵) مدینہ میں قطع نظر اور خوبیوں کے ایک ایسا متبرک مکان ہے جو دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔

(۲۶) مدینہ میں سنگِ دل سے سنگِ دل مسلمان بھی پہلا جائے تو اس کا دل بھی واپس جانے کو نہیں چاہتا۔

(۲۷) مدینہ میں سوائے مسلمانوں کے اور کسی قوم کا گذر نہیں۔

(۲۸) مدینہ میں ہزار ہا عاشقانِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تعلقاتِ دنیاوی چھوڑ کر اسی در کے ہو رہے ہیں۔ اور یہ شعر

در رلب ہے ۛ

یا محمدؐ تیرا در چھوڑ کہاں جائیں غریبؑ بادشاہی تو بہتر ہے گدائی تیری  
(۲۹) مدینہ میں قیامت تک ایماندار لوگ رہیں گے۔

(۳۰) مدینہ سے اسلام نکلا اور تمام دنیا سے پھر پھرا کر اسی جگہ  
واپس آجائے گا۔

(۳۱) مدینہ میں قیامت تک عالم موجود رہیں گے۔

(۳۲) مدینہ میں وصال۔ طاعون اور دابة الارض وغیرہ قیامت  
تک داخل نہ ہونے پائیں گے۔ کیونکہ وہاں دروازوں پر فرشتے  
محافظت کے لئے کھڑے ہوں گے۔

(۳۳) مدینہ میں ایک قبرستان ہے۔ جہاں کے مدفونوں  
کے واسطے بہشت کی بشارت آچکی ہے۔ (جنت البقیع)

(۳۴) مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر ایک چھوٹا سا کنواں ہے  
جو کوثر کے نام سے موسوم ہے۔ جس کا پانی پینے سے ظاہری  
یا طبعی بیماریوں سے شفا ہو جاتی ہے۔

(۳۵) مدینہ میں حاضر ہو کر انسان قسم کھالے کہ میں بہشت  
میں ہوں تو وہ اپنی قسم میں سچا ہوتا ہے۔

(۳۶) مدینہ میں ایک ایسا نورانی گنبد ہے جس کی زیارت  
کرنے کے وقت عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک  
روحیں و نور شوق سے پرواز کر جاتی ہیں۔ جیسے حضرت شہید می



ہندی وغیرہ جیسی صد ہا مثالیں موجود ہیں۔  
 (۳۷) مدینہ کی خدمت گزاری اور جاروب کشتی کو بڑے  
 بڑے بادشاہ مثل سلطان روم وغیرہ اپنے لئے فخر و مباہات  
 کا موجب سمجھتے رہے ہیں۔

(۳۸) مدینہ میں حاضر ہونے سے اس خدائی حکم کی تعمیل  
 ہوتی ہے۔ جو قرآن شریف میں وَكُؤُاْ تَقْرَءُ اِذْ ظَلَمُواْ الظَّالِمِ  
 جَاؤُكَ الخ سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۳۹) مدینہ کی کچھوریں ساری دنیا سے لذیذ اور شیریں تھیں۔  
 (۴۰) مدینہ میں وہ رحمتہ للعالمین موجود ہیں۔ جن پر ایک  
 مرتبہ درود شریف پڑھنے سے دس مرتبہ رحمت نازل ہوتی  
 ہے۔

(۴۱) مدینہ میں حاضر ہونے سے اس فرمان نبوی کی تعمیل ہوتی  
 ہے جس میں ارشاد ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری  
 زیارت کی اس نے گویا میری حیات میں زیارت کی۔  
 (۴۲) مدینہ میں بوجہ ادب حضور علیہ السلام کوئی کسی کو بلند آواز  
 سے نہیں پکارتا۔

(۴۳) مدینہ میں لڑائی جھگڑے کے وقت متخاصمین درود شریف  
 پڑھنے سے فوراً لڑائی بند کر دیتے ہیں۔

(۴۴) مدینہ میں ایک ایسی مسجد قبا ہے جو سب سے پہلے بنائی گئی

(۴۵) مدینہ کے سوا اور کسی جگہ کے مولود کو چالیس یوم بعد ولادت دربار نبوی میں احضار کا فخر حاصل نہیں۔ جو بدیں غرض پیش کیا جاتا ہے کہ "یا حضرت آپ کا اُمتی حاضر ہے۔"

(۴۶) مدینہ میں مرنے کے بعد ہر مردہ درگاہ نبوی میں پیش کیا جاتا ہے کہ یا حضرت آپ کا غلام حاضر ہے۔

(۴۷) مدینہ میں فوت ہونے سے ہر مسلمان شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(۴۸) مدینہ کے درخت اور شکار امن میں ہوں۔

(۴۹) مدینہ کے رہنے والوں کو تکلیف دینے والے کے لئے عذاب الہی مقرر ہے۔

(۵۰) مدینہ کی مسجد کی شان میں اُسَسَّ عَلَى التَّقْوَىٰ نازل ہوا تھا۔

(۵۱) مدینہ میں وہ مسجد ہے جس کی زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتہ میں ایک بار ضرور کیا کرتے تھے۔

(۵۲) مدینہ کی کھجوریں نریاق کا کام دیتی اور جادو سے محفوظ رکھتی ہیں۔

(۵۳) مدینہ میں تقریباً ہر گھر میں کنواں موجود ہے۔

(۵۴) مدینہ میں ہر ایک ملک کے لاکھوں اُمتی دست بستہ کھڑے ہو کر ہر نماز پنجگانہ کے بعد الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللہ

پڑھتے ہیں۔

(۵۵) مدینہ میں شہر کے اندر باہر متعدد نہریں جاری ہیں۔

(۵۶) مدینہ میں سات کنوئیں ہیں جن کے پانی میں شفا ہے

حجّاج تبرگان کا پانی اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں۔

(۵۷) مدینہ میں نائب السلطان یعنی شیخ الحرم اپنے ہاتھ سے

نماز عصر کے بعد حجرہ مبارک میں شمع جلا کر حق نیابت سلطانی  
ادا کرتا ہے (خدا اس کو پھر یہ شرف نصیب کرے)

(۵۸) مدینہ میں خطیب بروز جمعہ منبر اشرف پر چڑھ کر خطبہ میں

جَبِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامُ عَلٰی هٰذَا النَّبِیِّ پڑھ کر روضہ مبارک

کی جانب انگلی سے اشارہ کرتے ہیں تو لاکھوں عاشقانِ رسول

کے دلوں پر خیر پھیر جاتا ہے اور وہ حالتِ بخود میں اپنے رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے لگ جاتے ہیں۔

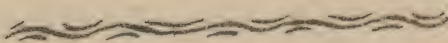
(۵۹) مدینہ میں ہر قسم کی کجوریں ہیں۔ ان میں سے ایک ایسی

قسم کی ہے جن کو کافر جلا کر لائے تھے کہ یا حضرت یہ بار آور ہو

گی تو ایمان لائیں گے۔ اور ایک ایسی ہی بغیر گھٹلی کے ہے۔

(۶۰) مدینہ میں دو نہریں ہیں ایک شیریں ایک تلخ۔ جو

ایک کنوئیں میں اکٹھی ہو کر پھر الگ ہو جاتی ہیں۔





## مکہ افضل ہے یا مدینہ؟

بعض علماء کے اختلاف کے بعد علماء اکرام در حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ اور بہت سے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم امام مالک اور اکثر علماء مدینہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ مدینہ مکہ سے (یا منشائے کعبہ شریف) افضل ہے۔ مگر مرقہ حضرت محبوب خد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ اور عرش سے بھی افضل احادیث صحیحہ میں وارد ہے کہ پیدائش ہر آدمی کی اس مٹی سے ہوتی ہے۔ جہاں وہ دفن ہوا لہذا مدینہ کی خاک پاک کو جس سے حضور علیہ السلام کا جسم مطہر خلق ہوا۔ روئے زمین پر شرف حاصل ہے علاوہ ازیں مدینہ کی افضلیت مسلمانوں کے نزدیک مسلم ہونے کے مندرجہ ذیل دلائل ہیں:-

(۱) حضور علیہ السلام نے مدینہ کے لئے ایسی ہی دعا مانگی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے مانگی۔ وہ دعا مسلم شریف میں یوں مرقوم ہے کہ جب درختوں میں پہلا پھل لگتا۔ تو لوگ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کرتے۔ حضور اسے ہاتھ میں لے کر یوں دعا فرماتے کہ اے خدا ہمارے پھلوں میں برکت دے۔ ہمارے صاع (پیمانوں) میں

برکت دے۔ ہمارے مد (مہمان) میں برکت دے۔ ابراہیم تیرا بندہ  
نبیل اور تیرا نبی تھا۔ میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں  
نے مکہ کے لئے دُعا کی میں مدینہ کے لئے دُعا مانگتا ہوں کہ مکہ  
سے دو چند برکت مدینہ میں عطا کر۔“

(۲) حضور علیہ السلام نے اس کو سارے بلاد سے زیادہ پسند  
فرمایا اور اسی کو اپنا مدینہ اور اقامت گاہ قرار دیا۔  
(۳) حضور علیہ السلام کو جن فتوحات کی امید تھی وہ مدینہ ہی میں  
حاصل ہوئیں۔

(۴) حضور علیہ السلام سے جتنے کمالات کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ان کا  
مدینہ ہی میں حصول ہوا۔

(۵) مدینہ ہی میں دین کی ترویج اور قوت اسلام حاصل ہوئی  
(۶) اول و آخر کی سب نیکیاں مدینہ ہی سے نکلیں۔ اور  
کمالات ظاہر و باطن وہیں سے ظاہر ہوئے۔

(۷) حدیث محولہ بالا کی رو سے اسی زمین سے افضل البشر  
بعد الانبیاء یا لتحقيق ابوبکر صدیق اور خلیفہ سرفراز و کامیاب  
امیر المؤمنین عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر صحابہ  
کرام و آل و اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کی  
پیدائش ٹھہری۔

لہذا ثابت ہوا کہ جو نرسگی مدینہ منورہ کو حاصل ہے وہ کسی

مقام کو نہیں کیا ہی خوب کہا ہے مولانا حانی نے ۵  
 جس شہر نے پائی تیری ہجرت سعادت کعبہ سے کشش اسکی بہر اک دلیں سوا  
 یہ اسی خاک پاک کی بطفیل شاہ لولاک کشش ہے کہ بہر  
 مسلمان اس سرزمین میں مرنا اپنے لئے بہت بڑی سعادت کا  
 موجب جانتا ہے خدا اس سعادت سے بہر ایک مسلمان کو  
 بہرہ اندوز کرے۔ آمین!

## مدینہ منورہ کی قدیم تاریخ

مدینہ منورہ کے قدیم تاریخی حالات مفصل معلوم نہیں ہو  
 سکے جو کچھ معلوم ہوا ہے حسب ذیل ہے۔  
 طوفانِ نوح کے بعد اسنی اہل کشتی جب پھر خشکی پر سلامت  
 اترے تو وہ بڑھتے بڑھتے اطرافِ بابل میں منتشر ہو گئے۔ انہی  
 میں سے ایک جماعت مدینہ کی طرف آئی جن کا سردار یثرب  
 نامی ایک شخص تھا۔ اسی نے یثرب آباد کیا۔ اور اسی کے نام  
 پر یہ شہر نامزد ہوا۔ یہ آباد کار عاققہ یا عمالیق کے نام سے پکار  
 جاتے تھے۔ کیوں کہ ان کا نسب عملاق بن ارفخشذ بن سام بن  
 نوح سے ملتا تھا۔

جابرین شام اور فراعنہ مصر بھی انہی آباد کارانِ مدینہ کی



اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ جو یثرب سے اٹھ اٹھ کر شام و مصر میں جا آباد ہوئے۔ ان لوگوں کی عمریں لمبی ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ چار چار سو برس تک پہنچتی تھیں۔ حضرت موسیٰ جب اصرہ برائے حج تشریف لائے تو انکے ہمراہی یہود میں سے ایک گروہ یہیں رہ گیا۔ اس نے بڑی ترقی کی اور مدینہ میں مدارس علمیہ قائم کر کے نوریت کی تعلیم دینے لگے۔

تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ بخت النصر نے بیت المقدس خراب اور ویران کرنے کے بعد مصر پر حملہ کر کے بادشاہ مصر کو اس لئے قتل کر ڈالا کہ اس نے نبی اسرائیل کے کچھ لوگوں کو اپنے پاس پناہ دی تھی۔ اس کے بعد نبی اسرائیل بھاگ کر حجاز میں پناہ گزین ہو گئے اور یثرب کے پاس آباد ہو کر انہوں نے اپنی کئی بستیاں۔ خیبر۔ فدک۔ وادی السبوع۔ وادی القری۔ قریطہ وغیرہ آباد کیں۔ انکے بزرگوں کی وصیت تھی کہ جب خاتم النبیین مبعوث ہوں تو ان کی اطاعت سے منہ نہ پھرنے۔ مگر جب آفتاب رسالت نے طلوع کیا تو انہوں نے بزرگوں کے وصایا پر عمل نہ کیا۔ اور کمال سرکشی دکھائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جزیرۃ العرب سے جو ان کا مامن و مسکن تھا۔ ان کا نشان مٹ گیا اور اب بھی سوائے جدہ و یثرب کے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کبھی تشریف ہی نہیں لے گئے۔ عرب کے کسی شہر میں ایک  
بھی یہود آباد نہیں۔

عرب جو اس وقت بت پرست اور ستارہ پرست تھے  
ان کی ایک جماعت نے یہود کا مذہب اختیار کر لیا۔ اور  
اپس میں مل جل کر رہنے لگے۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام  
وارد مدینہ منورہ ہوئے تو یہاں یہود آباد تھے۔ ایک اور  
قبیلہ قحطان کے خاندان سے یہاں سکونت پذیر تھا۔ جو  
در اصل یمن کا رہنے والا تھا۔ اور یہاں اس نے اپنے  
علاقہ میں سیلاب آنے کی وجہ سے سکونت اختیار کی تھی۔  
اوس اور خنزرج اس خاندان کے دو قبیلے تھے جن میں  
خانہ ہنگی نمودار ہوئی۔ ان کے سردار قریش کو اپنا ہمدرد  
بنانے کے لئے مکہ معظمہ میں آنے جانے لگے تھے۔ کہ حضور  
علیہ السلام مبعوث ہر سال ہوئے۔ آپ نے انہیں وعظ  
و پند سے مستفیض فرمایا۔ جس سے ان کے دل نور اسلام  
سے منور ہو گئے۔ اور حضور علیہ وسلم کے ایسے شیدائے  
کہ حضور کو اپنے ہاں ہی لے آئے۔ اور حضور کے قدیم مہمت  
لڑوم سے یشرب کو مدینۃ النبی کہلانے کا شرف حاصل  
ہوا۔

# یشرب میں آفتابِ سالت کا نور کس طرح پہنچا

جب مکے میں سعید روجہیں رکھنے والے حضرات (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ وغیرہ ہم) مشرف باسلام ہو چکے اور باقی اہل مکہ کی فی الفور سعادت اندوزی کی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔ تو حضور علیہ السلام نے مکہ سے باہر تشریف لے جا کر مسافروں اور قافلہ والوں میں سلسلہ تبلیغ شروع کر دیا۔ اسی سلسلہ میں یشرب کے ایک شخص سوید بن صامت نامی سے ملاقات ہوئی۔ جو اپنی قوم میں بلقب کامل مشہور تھا۔ سلکِ نظم میں حکمت کے موتی پرویا کرتا۔ حضور کے سامنے اس نے اپنے اشعار پڑھے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ اچھا کلام ہے۔ لیکن جو کلام اللہ ہمیں یاد دے وہ اس سے افضل نرا اور سراپا ہدایت و نور ہے۔ چنانچہ جب اس نے قرآن مجید کو سنا تو وہ فوراً مشرف باسلام ہو گیا۔ مگر جب وہ یشرب پہنچا تو قوم خنجر نے اسے شہید کر دیا۔

اسی طرح قریش کی طرف نبی خنجر نے معاہدہ کرنے کے لئے ایک سفارت بھیجی۔ جس میں ایک نوجوان ایاس بن



معاذ نامی تھا۔ حضورؐ نے اس کے سامنے اسلام کے فضائل بیان فرمائے۔ اور فرقان حمید کی تلاوت سے اس کے دل میں نور ایمان بھر دیا۔ مگر یہ نوجوان بھی یثرب واپس جا کر چند روز بعد فوت ہو گیا۔ وقت رحلت اس کے لب پر ذکر الہی جاری تھا۔

ابوذر غفاریؓ نے حضرتؐ کی بعثت کی خبر سن کر اپنے بھائی انیس کو تصدیق کے لئے روانہ کیا۔ جس نے جا کر بتایا کہ بھائی محمدؐ واقعی خدا کے رسول ہیں۔ انکا کام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ یہ سن کر ابوذرؓ بے پایاؤں مہم پہنچے۔ حاضر خدمت نبوی ہوئے۔ نور اسلام سے اپنے سینہ کو متور کیا اور علانیہ کعبہ میں گئے۔ جہاں کفار قریش کا مجمع تھا اور ان کو سنا کر بلند آواز سے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ یہ سن کر مشرکین حضرت غفاریؓ کے اسی طرح گلے کا ہار ہو گئے۔ جس طرح وہ اس سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کے ہوئے تھے۔ اور مار مار کر آپ کو نڈھال کر دیا۔ اتنے میں عباسؓ آ گئے اور قریش کو یہ کہہ کر ہٹایا کہ یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے۔ جس کے پاس نم کھجوروں کی تجارت کرنے جایا کرتے ہو۔ یہ سن کر لوگ ان کو چھوڑ کر ہٹ گئے۔ دوسرے دن پھر حضرت ابوذرؓ کی

طبیعت نے جوش مارا۔ اور آپ نے بار دوم رد و بر وئے مشرکین  
 باواز بلند کلمہ شہادت پڑھا۔ قریش پھر آپ سے باہر ہو گئے۔  
 اور مثل سابق زد و کوب شروع کر دی اس دفعہ بھی عباس رضی  
 نے آکر چھوڑا اور آپ اپنے وطن یثرب کو مراجعت فرما گئے  
 اس طرح یثرب میں نور اسلام کی جھلک مدینہ کے جند سینوں  
 کو منور کر چکی تھی کہ اللہ نبوت یعنی ہجرت کے دو سال  
 پہلے مکہ سے چند میل پر سے بایام حج بمقام عقبہ حضور علیہ السلام  
 نے چند آدمیوں کو گفتگو کرتے سنا جو یہ چھ آدمی تھے (۱) ابوامایہ  
 اسود بن زرارہ (۲) عوف بن الحارث (۳) رافع بن مالک۔  
 (۴) قطیبہ بن عامر بن حدیدہ (۵) عقبہ بن عامر بن نابی (۶)  
 جابر بن عبد اللہ۔ حضورؐ کی تبلیغ نے ان سعادتمندوں پر فوراً  
 اثر کیا۔ اور یہ ہر شش خوش نصیب انسان مشرف باسلام ہو  
 گئے اور یثرب میں پہنچ کر دین حقہ کے سچے متاد نظر آئے ان  
 کے ذریعے حضور علیہ السلام کا گھر گھر ذکر خیر ہونے لگا۔ اور  
 آئندہ سال یعنی نبوت کے بارہویں برس یثرب کے بارہ  
 باشندے بخدمت نبوی مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے اور ان شرائط  
 پر بیعت کی :-

(۱) ہم خدائے واحد کی عبادت کیا کریں گے اور کسی کو اس  
 کا شریک نہیں بنائیں گے۔ ۲۔ چوڑی اور زنا نہیں کریں گے

(۳) اپنی لڑکیوں کو قتل نہیں کریں گے۔ (۴) کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے۔ اور نہ کسی کی چغلی کیا کریں گے۔ (۵) نبی کی اطاعت ہر اچھی بات میں کیا کریں گے۔

جب یہ بارہ نیک نخت لوگ وطن کو واپس جانے لگے تو حضور نے ان کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیرؓ کو روانہ فرمایا۔

انہوں نے یثرب میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ بنی عبد الاشہل اور بنی نظر کے سردار سعد بن معاذ اور اسید بن حصیر یہ دیکھ کر چونکے اور مخالفت میں ہتھیار سنبھال کر نکلے۔ مگر حضرت مصعبؓ کی زبان سے کلام الہی کی عظمت کا ان کے دلوں پر ایسا سکہ بیٹھا کہ مسلمان ہو کر سعد بن زرارہ کے گھر سے نکلے اور مونہ خالذ کر کے ساتھ ایک ہی دن میں اس کے قبیلہ بنی عبد الاشہل کے تمام زن و مرد بھی مسلمان ہو گئے اور اس کا متعدی اثر بمساعی مصعبؓ انصار کے تمام قبیلوں میں ساری ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے سال ۳۱ سالہ نبوت کو جو سعید رو حیں حاضر خدمت بنوی ہوئیں۔ ان کی تعداد ۵۷۰۰ تھی (۳۱ مرد اور ۵۴۰۰ عورتیں) ان کے حاضر ہونے کا مقصد علاؤ حصول ویدار فیض آثار جناب رسالت پناہی کے یہ بھی تھا۔ کہ حضورؐ کو اپنے شہر یثرب میں آنے کی دعوت دیں اور منظوری



لے کر واپس لوٹیں۔

## حضور علیہ السلام کو نثر تشریف لے چلنے کی دعوت

نثر کے ۵۰ مشتاقانِ دیدار کا مجمع حضور علیہ السلام سے اسی مقام عقبہ پر ملاتی ہوا۔ جہاں کہ دو سال پہلے ان کے چھ افراد دیدار سرکار مصطفوی سے بہرہ یاب ہوئے تھے۔ انہوں نے پہلے عرض کیا کہ ہمیں اپنی زبان مبارک سے کلام الہی سنا کر مستفیض فرمائیں۔ چنانچہ حضور سے کلام اللہ سن کر ان کے قلوب ایمان و یقین کے نور سے لبریز ہو گئے۔ اس کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ ہماری تمنا ہے کہ حضور ہمارے شہر تشریف لے چلیں۔ اور وہیں سکونت پذیر ہوں۔ حضور کے استفسار پر انہوں نے عہد کیا کہ وہ دین حقہ کی اشاعت میں حضور کی پوری پوری مدد کریں گے۔ اور آپ کے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل و عیال کی طرح کریں گے۔ اس کے عوض میں وہ بہشت کی بشارت سن کر بہت مسرور ہوئے اور جب ان کو یہ تسلی دی گئی کہ حضور ان کی رفاقت کبھی نہ چھوڑیں گے۔ اور حضور کا مرنا جینا ان کے ساتھ ہوگا۔ تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ وہ عاشقانِ صداقت نشان

بنیابانہ اُسٹھے اور بڑے مہرہ نشاط کے ساتھ حضور کے ساتھ  
 جان نثاری کی بیعت اسلام کی۔ حضور علیہ السلام نے اشاعت  
 دین کے لئے اُن میں سے بارہ نقیب مقرر فرمائے اسی طرح  
 جس طرح کہ حضرت عیسیٰ علی نبیاد علیہ السلام نے فرمائے تھے۔  
 ان میں سے ۹ اشخاص تو قبیلہ خزرج کے تھے۔ اور تین قبیلہ  
 اوس کے۔

## ہجرت یثرب میں قریش کی مزاحمت

قریش دین اسلام کے سخت دشمن بنے ہوئے تھے۔ جب  
 ان کو معلوم ہوا کہ یثرب سے ۵۷ آدمی حضور علیہ السلام کی  
 زیارت کر کے دولت ایمانی سے مالا مال ہو کر واپس چلے ہیں۔  
 تو انہوں نے مزاحم ہوتا چاہا۔ مگر وہ پہلے ہی نکل چکے تھے۔  
 بارہ نقیبوں میں سے ایک سعد بن عبادہ پر انہوں نے  
 قابو پالیا۔ اور مکہ لا کر انہیں سخت اذیتیں دیں۔ اخیر حبیبہ  
 بن مطعم اور عاتث بن امیہ نے تجارتی تعلقات کی وجہ سے  
 اگر انہیں مخلصی دلائی۔ اور یہ یثرب پہنچے۔ جو مسلمان مکہ  
 کے باشندے تھے وہ پوری آزادی سے عبادت الہی نہیں  
 کر سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اجازت ہجرت مانگی۔

مشرکین نہیں چاہتے تھے کہ یہ توحید پرست ان کے قابو سے نکل جائیں۔ اس لئے وہ سخت مزاحم ہوئے۔ حضرت صہیب رومی کو مجبور کیا کہ وہ ہزاروں روپیہ کو خیر باد کہیں تو مکہ سے باہر قدم نکالیں۔ چنانچہ انہوں نے مذہبی آزادیوں پر سب مال متاع کو قربان کر دیا۔ جب حضور کو صہیب کے اس کام کی اطلاع ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ صہیب نے اس سودہ میں نفع کمایا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ اپنے شوہر ابو سلمہ اور بچے سلمہ کو ساتھ لے کر مکہ سے رخصت ہوئیں۔ مشرکین نے اطلاع پا کر انہیں جبراً واپس کر دیا۔ بنو مغیرہ نے جو ام سلمہ کے خاندان کے لوگ تھے۔ ان کو اور بنو عبد الاسد سلمہ کو اپنے ہاں لے گئے۔ مگر ابو سلمہؓ نے دین کی محبت میں نہ بیوی کی مفارقت کی پروا کی نہ بیٹے کے چھین جانے کا غم کیا۔ اور تنہا یثرب کو چل دیئے۔ ام سلمہؓ برابر سال بھر اس جگہ جاتیں جہاں وہ شوہر اور فرزند سے جدا کر دی گئی تھیں اور دل کی بھڑاس نکال کر آجائیں۔ آخر ان کے چچیرے بھائی نے ترس کھا ہر دو قبائل کو اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ بچہ کو لے کر اپنے شوہر کے پاس یثرب چلی جائیں چنانچہ وہ تنہا ایک اونٹ پر سوار ہو کر منزل مقصود



پر پہنچ گئیں۔

ایک حضرت عمرؓ تھے۔ جنہوں نے کفار کو لٹکار کر ہجرت کی۔ اور ہشام صحابی کے ساتھ شرب پہنچ گئے۔ ابو جہل اور حرث جو ہشام کے اخیانی بھائی تھے۔ تعاقب میں پہنچے۔ اور مفارقت میں والدہ کے حال زبون کا قصہ سنا کر واپس چلنے پر آمادہ کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے سمجھایا بھی کہ یہ قریب معلوم ہوتا ہے۔ ان سے بچتے رہنا۔ مگر وہ ماں کا برا حال سن کر روانہ ہو پڑے۔ راہ میں دونوں ان کو دھوکے سے قید کر کے مکہ واپس لے آئے۔ آخر حضور علیہ السلام نے خود مدینہ پہنچ کر ولید بن مغیرہ کو مکے بھیجا اور وہ ہشام کو نکال کر لے گئے۔ صاحبان! آپ نے دیکھ لیا کہ مشرکین مکہ کو مسلمانوں سے کس قدر دشمنی تھی۔ وہ نہیں پسند کرتے تھے۔ کہ یہ ان کی آنکھوں سے ادھیل ہو کر بھی خدائے واحد کی پرستش کریں۔ مگر انجام کار حق ہی کی فتح ہوئی۔ اور ابو جہل اور اس کے ساتھ تمام مخالفین اسلام تھوڑے ہی عرصہ میں نیست و نابود ہو گئے۔ اور مسلمانوں نے افتخار الاعلوان ان کنتم موئین کی تر آتی پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہونے دیکھ لیا۔

الحمد لله على ذلك۔

# حضور علیہ السلام کی ہجرت یثرب کو

حضور علیہ السلام کے اکثر صحابہؓ جب مکہ سے ہجرت کو کے  
جائے و یثرب پہنچ گئے اور مدینہ میں مشہور صحابہؓ میں سے صرف  
حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ وغیرہ ہی رہ گئے تو کفار  
قریش نے حضورؐ کی قلتِ اعوان کو غیبت سمجھا۔ اور اپنے  
دارالندوہ میں مشورہ کرنے کے بعد یہ قرار دیا کہ سب قبیلوں  
سے جوان منتخب کئے جائیں۔ جو صبح کی نماز کے لئے اٹھتے ہی  
حضورؐ کا تنواروں کے واروں سے کام تمام کر دیں تاکہ اس  
متفقہ فیصلہ کے سامنے نہ بنی ہاشم کو زہرہؓ چون و چرا ہو سکے  
اور نہ صحابہؓ میں سے کوئی ہاتھ ہلا سکے۔ حضورؐ کو ان کی شہزادوں  
کا پہلے ہی بندر لایہ وحی علم ہو چکا تھا۔ اور آپؐ اپنے صاحبِ  
راز دار حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ذکر کر کے سامان سفر کو  
چکے تھے۔ اس لئے آپؐ اسی رات جس کی صبح کو آپؐ کے  
شہید کرنے کی سازش کی گئی تھی۔ سورۃ لیس پڑھتے ہوئے  
کفار کے پہرے میں سے نکل کر حضرت صدیقؓ کے ہاں  
تشریف لائے۔ حضرت علیؓ کو امانتوں وغیرہ کی واسطی کے  
لئے پیچھے چھوڑ دیا۔ اور ابو بکرؓ کے گھر سے ۲۷ صفر ۱۲ نبوت

کو بروز پنجشنبہ مطابق ۱۲ ستمبر ۴۲۲ھ مکہ کو خیر باد کہہ کر اپنے  
 یار غار کے ہمراہ چار پانچ میل سفر کر کے کوہ ثور کی غار میں  
 پہنچے۔ حضرت ابو بکرؓ کا بیٹا عبداللہ رات کی تاریکی میں آتا  
 اور اہل مکہ کی سازشوں سے مطلع کر جاتا۔ عبدالرحمن بن ابوبکرؓ  
 (برادر ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی) کا غلام عامر بن فہیرہ اور  
 ریوڑ چرانے آتا۔ دودھ دہ کر دے جاتا۔ اور واپسی پر حاضر  
 خدمت نبوی ہوئے والوں کے نقش پا مٹا جاتا۔ تاکہ گفتار  
 کھوج لگا کر کہیں نبی و صدیقؓ کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ اسی  
 طرح تین دن رات ہوتا رہا۔ چوتھی رات کو حضرت صدیق  
 اکبرؓ کے گھر سے دو اونٹنیاں پہنچ گئیں۔ جن کو اسی خدمت  
 کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ ایک پر حضور مجتہد یار غار خود سوار  
 ہوئے اور دوسری پر عامر بن فہیرہ اور عبداللہ بن اریقہ  
 (جسے راہ تہانے کے لئے ملازم رکھا تھا) بیٹھ کر یکم ربیع الاول  
 کو پیر کے دن یثرب کی طرف روانہ ہو گئے۔

## یثرب کی راہ میں مشہور واقعات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چوتھی شب غار سے روانہ  
 ہوئے تو پہلے ہی دن آپ کو راستہ میں ایک خیمہ ملا۔ جس



میں ایک عورت قوم خزاعہ سے بیٹھی تھی۔ اس کا نام ام معبد  
 تھا۔ عرب مہمان نوازی میں تو یوں بھی مشہور ہیں۔ مگر یہ نیک  
 بخت عورت خاص طور پر اپنے قومی جوہر میں ممتاز تھی۔  
 مسافروں کی خبر گیری اور خاطر تواضع کرنا اس کا شعار تھا۔  
 ٹھنڈا پانی پلا کر تشنہ لبوں کی پیاس بجھایا کرتی تھی۔ جب  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پہنچے۔ اس کے خیمہ میں صرف  
 ایک کمزور بکری تھی۔ جس کے ننھنوں میں دودھ کا قطرہ  
 بھی نہ تھا۔ حضور اجازت لے کر اسے دوہنے لگے۔ برتن  
 دودھ سے فوراً بھر گیا۔ حضور نے وہ اپنے ساتھیوں کو پلایا  
 دوسری دفعہ بھر اسے لبالب کیا۔ خود پیا اور ہمراہیوں کو دیا  
 تیسری مرتبہ پھر برتن بھر لوہ کر کے ام معبد کے حوالے کیا  
 اور خود آگے کو روانہ ہوئے۔ آپ کے روانہ ہو جانے کے  
 بعد ام معبد کا شوہر آیا۔ خیمہ میں دودھ سے برتن کو پُر دیکھ  
 کر خیران ہوا۔ زوجہ سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ایک متبرک  
 شخص نے ایک گھڑی یہاں بسیرا کیا تھا اور یہ اسی کے  
 ہاتھ کی برکت ہے۔ اس کو عرصہ سے بنی آخر الزمان کا انتظار  
 تھا۔ حضور کا حلیہ دریافت کر کے اسے یقین ہو گیا کہ جس  
 گوہر مراد کی تلاش تھی وہ کان سے نکل آیا۔ اب دنیا کی کایا  
 پلٹ جائے گی۔ اور لوگ نکبت و ادبار کے گڑبے سے نکل کر

اور کمال پر پہنچ جائیں گے۔

یثرب کی راہ میں بریدۃ اسلامی جو اپنی قوم کا سردار تھا۔ آپ سے دو چار ہوا۔ یہ آپ کے گرفتار کرنے کو نکلا تھا۔ تاکہ قریش سے سوانٹ کا معہودہ انعام حاصل کرے۔ مگر یہاں حضور کی نظر کیمیا اثر پڑتے ہی کندن ہو گیا۔ اور سنہ آدمیوں سمیت حلقہ بگوش اسلام بن گیا۔ نیزہ پر اپنی یگڑی باندھ کر اسے علم بنایا۔ سفید بھرپا ہوا میں لہرا رہا۔ اور بریدہ منادی کر رہا تھا۔ کہ امن کا بادشاہ۔ صلح کا حامی۔ دنیا کو عدل و انصاف سے بھرپور کرنے والا محبوب خدا تشریف لارہا ہے۔

اس سے اور آگے بڑھے کہ زبیر بن العوام حضور علیہ السلام کے پھوپھی زاد بھائی اور ہمزلف شام سے اسلامی تاجروں کے ساتھ واپس آتے ہوئے ملائی ہوئے اور حضور علیہ السلام اور

بہ گرفتار کرنے کو نکلنے والے کا نام اکثر روایتوں میں سراقہ لکھا ہے۔ جسے دیکھ کر آپ نے فرمایا۔ اَللّٰهُمَّ اَكْفِئْ شَرَّهٖ وَمَا شَرُّتَ۔ اس کا گھوڑا گھنٹوں تک زمین میں دھنس گیا۔ اور یہ معجزہ دیکھ کر وہ طالب معافی ہوا۔ اور آخر کار مسلمان ہو گیا۔ یہی وہ سراقہ ہے جس سے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم کسرتے کے کنگن پہنے ہو چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں فاروق اعظمؓ ہاتھوں یہ پیشنگوئی پوری ہوئی۔

اپنے خضر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے سفید پانچجات  
ہدیت پیش کئے ۛ

## قبائیں حضور علیہ السلام کا ورود مسعود

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جو بالائی آبادی  
ہے اس کو عالیہ اور قبا کہتے ہیں جسوقت حضور علیہ السلام یہاں  
۸ ربیع الاول (مطابق ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء) کو نبوت کے تیرھویں  
سال تشریف لائے تو جمعرات یا پیر کا دن تھا۔ قبا میں انصار کے  
بہت سے خاندان آباد تھے جن میں سے عمرو بن عوف کا خاندان  
خاص طور پر ممتاز تھا۔ خاندان کے سرور کلثوم بن الہم تھے  
جب حضور قبا میں داخل ہوئے تو تمام خاندان نے وفور انبساط  
میں نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ اسی خاندان کو حضور علیہ السلام کی  
ہمانی کا فخر حاصل ہوا۔ انصار نے جوش عقیدت سے جوق جوق  
اگر سلام عرض کرنا شروع کیا۔ جن لوگوں کی آنکھیں ابھی حضور  
کے دیدار فیض آثار سے منور نہیں ہوئیں تھیں۔ ان کو نبی  
و صدیق کی شناخت میں اشتباہ ہو جاتا تھا۔ حضرت صدیق  
اکبرؓ یار غار محمدؐ سرور صلی اللہ علیہ وسلم اس ضرورت کو تار گئے  
اور سر مبارک پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ اکثر صحابہ اکرام



جو حضورؐ سے پہلے ہجرت کر کے آئے تھے۔ اسی جگہ اترے ہوئے  
 تھے۔ حضرت علیؓ بھی جو حضورؐ کی ہجرت از مکہ سے تین دن  
 بعد آپؐ کی امانتیں واپس کر کے روانہ ہوئے تھے۔ یہیں  
 کمر ملائی ہوئے۔ حضورؐ نے یہاں حسب روایت صحیح بخاری  
 چودہ روز قیام فرمایا اور پہلا کام جو کیا وہ ایک مسجد کی تعمیر  
 تھا۔ حضورؐ نے اپنے دست مبارک سے اس کی بنیاد ڈالی۔  
 اور خود مزدوروں کے ساتھ پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے۔ اس  
 مسجد کی تعریف قرآن شریف میں بدیں الفاظ موجود ہے۔  
 كَسْبُهَا اُسْسُ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ  
 اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ طَرِيقٌ مَّجَالٌ يُحِبُّوْنَ اَنْ يَنْظُرُوْا  
 وَاَشْرَٰى يَحِبُّ الْمَطْلُوْبُ (توبہ)

یعنی وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن پرہیزگاری پر  
 رکھی گئی ہے۔ وہ اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس میں  
 کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جن کو صفائی بہت پسند  
 ہے۔ اور خدا صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس متبرک ہاتھوں سے بنا کردہ مسجد کا جس قدر احترام و  
 تقدس ہو تھوڑا ہے۔ یہاں جو شخص دو رکعت نماز تحیت المسجد  
 پڑھے اسے عمرہ کے برابر ثواب ملتا ہے۔

مسجد نبیؐ جسے قدیم مدینہ یا قوت الاسلام بھی کہتے ہیں

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے جُمُوم اور گدھ کی سواری جاتی ہے۔ راستہ میں تھوڑی دور جا کر ترکوں کا تیار کردہ قلعہ ملتا ہے۔ ہر طرف کھجوروں کے باغات ہیں۔ دائیں بائیں تھوڑی تھوڑی آبادیاں چلی گئی ہیں۔ پندرہ بیس منٹ میں مدینہ سے قبا پہنچ جاتے ہیں۔

## حضور کے قدمِ منیمت لزوم سے شرب کا مدینہ البتیٰ بنا

۱۲  
چودہ دن کے بعد قبا سے آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے  
جمعہ کا روز تھا۔ نماز کا وقت بنی سالم کے محلہ میں آگیا چنانچہ

لحہ اسلام سے پیشتر اسے شرب کہتے تھے اس کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت نوح کے ایک بیٹے کے نام پر اس کا نام شرب ہوا کسی کافل ہے کہ جلی احد کی شرب غرب یک ناجیہ کو بوجہ اسکے کھجوروں کے درختوں اور چشموں کی کثرت کے شرب کہتے ہیں بعض اسکے لفظ میں تباہی کے معنی بنا کر نام شرب کو مکروہ بتاتے ہیں۔ اور ایک حدیث بیان کر کے کہتے ہیں کہ جو مسلمان ایک بار شرب عنہ سے نکالے اسے اپنا منہ پاک کرنا چاہیے اور بطور تلافی دس مرتبہ مدینہ منیمہ کہنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب

یہیں آپ نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ اور یہ پہلی نماز جمعہ  
 اور اسکا خطبہ تھا۔ لوگوں کو جب حضور پر نور کی تشریف آوری  
 کا مژدہ گوش زد ہوا تو وہ اس شمع ہدایت کے دیدار کو پیروار  
 وار دوڑے۔ مشتاقانِ جمالِ محمدی قبا سے مدینہ تک دو دو  
 صف بستہ کھڑے تھے۔ حضور کے دادا عبدالمطلب کے ننہال  
 بنو نجار بھی مدینہ کے رہنے والے تھے۔ ان کو اس رشتہ کی  
 وجہ سے حضور کی تشریف فرمائی کی اور بھی مسرت تھی وہ  
 اسلحہ سے آراستہ ہو کر حاضر ہوئے۔ جب حضور پاس سے گذر  
 تو انصار کا ہر قبیلہ خدمت نبوی میں عرض کرتا کہ "حضور  
 ہمارا گھر آپ کے لئے وقف ہے۔ ہمارا مال آپ کی دولت  
 ہے۔ اور ہماری جانیں آپ پر نثار ہونے کو حاضر ہیں۔ آپ  
 شکریہ ادا کرتے اور دعائے خیر دیتے۔ جب شہر قریب آیا۔  
 تو شہر کی خاتونیں جوش کے عالم میں چھتوں پر آکر ان الفاظ  
 میں انظارِ مسرت کرنے لگیں۔

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ تَنْبِیَاتِ الْوَدَاعِ

چاند نکل آیا کوہِ وداع کی گھاٹیوں سے

وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَى اللَّهُ دَاعِ

ہم پر خدا کا شکر واجب جبکہ دعا مانگنے والے دعا مانگیں

آپ کے جدِ بزرگوار عبدالمطلب کے خاندان کی محصوم لڑکیاں



دف دف بجا بجا کر یوں اپنی دلی تشاؤمانی کا اظہار کر رہی

تھیں۔

يَا حَبِيبُ مُحَمَّدٌ اِنْ جَارِ  
مَحْنِ جَوَارِ مِنْ نَبِيِّ بَخَارِ

نحمدہ و صلعم کیا ہی اچھے مہلتے ہیں  
ہم نبی بخار کی لڑکیاں ہیں

آپ نے ان لڑکیوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: ”کیا تم مجھے  
چاہتی ہو؟“ بولیں ”ہاں“ فرمایا ”میں بھی تم کو چاہتا ہوں۔“

انصار میں سے ہر ایک کی یہ آرزو تھی کہ حضور اسی کے  
ہاں تشریف فرما ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”میرے ناتہ کو چھوڑ دو۔“

یہ خدا کی طرف سے مامور ہے: ”چنانچہ وہ ناتہ حضرت ابوالیوب  
انصاری کے گھر کے سامنے جا کر بیٹھ گیا۔ اور محبوب الہی کی

اقامت کا شرف انہی کے حصہ میں آیا اور یہ بنو بخار میں سے  
تھے۔ جن کی حضور سے رشتہ داری پیشتر ازیں مذکور ہو چکی

ہے۔ جب تک مسجد نبوی اور اس کے آس پاس حجرے تعمیر نہ

کئے گئے ہیں کہ یہ گھر تھا حضرت بادشاہ بن نے حضور علیہ السلام کی بشت کی پشتگوٹی سن کر  
بنا کر اس کا متولی ایک عالم کو مقرر کیا تھا اور ایک خط آپ حضور کے ایمان لانے اور

تصدیق نبوت کرنے کے حال پر لکھ کر اور اس پر اپنی مہر کے اس متولی کے حوالہ کیا تھا اور  
وصیت کی تھی کہ اگر تم حضور کا زمانہ پاؤ تو یہ خط پہنچا دینا۔ ورنہ اپنی اولاد میں منتقل کرنے جانا

تاکہ یہ خط بارگاہ مصطفوی میں پہنچ جائے۔ حضرت ابوالیوب انصاری اسی متولی کی  
اولاد میں سے تھے چنانچہ آپ نے وہ خط حضور نبوی میں پہنچا دیا۔

ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب ہی کے ہاں سات ماہ  
اقامت گزین رہے۔ حضورؐ نے زائرین کی سہولت کے لئے  
مکان کی منزل زبیر بن پسند فرمائی۔ اوپر حضرت ابو ایوبؓ رہتے  
تھے۔ اور دو وقت کھانا حضورؐ کے لئے بھیج دیتے۔ چونچ کرتا  
اسے بڑی خوشی سے تبرک سمجھ کر نوش جان کرتے۔

## حضورؐ کے قیام مدینہ میں مشہور واقعات

ان واقعات کی تفصیل کے لئے جونہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے دوران قیام میں مدینہ منورہ میں ظہور پذیر ہوئے۔ ایک  
علیحدہ جلد درکار ہے۔ اور نہ ہماری یہ کتاب ان مضامین کی  
متمم ہے۔ لہذا سال وار مشہور واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔

### اذان کی ابتدا نماز کو باجماعت ادا کرنے کے لئے ذریعہ

۱۔ حضرت ابو ایوب کے اعلاص کا قرہ ان کو یہ بلا کہ آپ کے مزار کو قسطنطنیہ میں ترکی  
سلاطین کی زیارت گاہ بنایا۔ وہاں آپ کا حضرت معاویہ کے حملہ قسطنطنیہ کے وقت  
سے مزار ہے۔ جو نیا سلطان تخت نشین ہوتا ہے وہ پہلے آپ کی درگاہ پر حاضر  
ہو کر تلوار زیب تن کرتا ہے۔

اجتماع کی تلاش ہوئی۔ کسی نے علم کھڑا کرنے کی اصلاح دی۔ کسی نے بوق و ناقوس بجانے کی۔ حضرت عمرؓ نے اذان کی تجویز پیش کی۔ جو حضور علیہ السلام کو پسند آئی۔ پس آپ نے حضرت بلالؓ کو بلا کر اذان کا حکم دیا۔

اگرچہ مہاجرین کے لئے (جو تعداد میں

## (۷) انصار و مہاجرین میں مواخات

اس وقت تک پنتالیس تھے) انصار کا گھر مہمانخانہ عام تھا تاہم ایک مستقل انتظام کی ضرورت تھی۔ حضور علیہ السلام نے حضرت انس بن مالک کے گھر مہاجرین و انصار کو جمع فرما کر انصار کو خطاب فرمایا کہ یہ (مہاجرین) اور تم (انصار) بھائی بھائی ہو اور اب وہ درحقیقت بھائی بھائی تھے۔ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جا کر گھر کی ایک ایک چیز کا جائزہ دے دیا۔ کہ ادھا آپ کا اور ادھا ہمارا ہے۔ سعد بن الزبیر (جو عبدالرحمن بن عوف کے بھائی قرار پائے) کی دو بیویاں تھیں۔ انہوں نے عبدالرحمن سے کہا کہ ایک کو میں طلاق دے دیتا ہوں۔ آپ اس سے نکاح کر لیجئے۔ لیکن آپ نے شکریہ سے انکار کر دیا۔ مہاجرین اپنے بھائیوں کے لئے بار نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اس لئے وہ تجارت میں مشغول ہو گئے۔ اور صورت معاش پیدا کر لی۔ تاہم



انصار نے جس اشار سے کام لیا۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی۔

(۳) ولادت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کے چھوٹے بھائی

بھائی اور ہمزلف (داماد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) حضرت زبیر بن العوام کے گھر عبداللہ (از لطن اسماء) پیدا ہوئے اب تک مہاجرین میں سے کسی کے اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے مشہور ہو گیا تھا کہ یہود نے جادو کر دیا ہے۔ اس لئے ان کی ولادت پر مسلمانوں نے خوشی کا غرہ بلند کیا۔ یہی وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے بعد حجاز میں اپنی خلافت قائم کر لی تھی اور حجاج بن یوسف کے قبائل سے بڑی بہادری سے لڑ کر اپنی بوڑھی والدہ کے سامنے جان دی تھی۔

(۴) چار رکعت نماز۔ اب تک نمازوں میں صرف دو رکعتیں تھیں۔ اب ظہر و عصر و عشا میں چار چار ہو گئیں۔ لیکن سفر کے لئے پھر بھی دو ہی رہیں۔

۲

(۱) تحویل قبلہ | مسلمانوں نے سولہ مہینے بیت المقدس کی

طرف منہ کر کے نماز پڑھی تھی۔ کہ فوراً بفرمان الہی اُن کو  
کعبہ کی طرف رخ کر کے اداۓ صلوٰۃ کا حکم ہوا۔ ایسا کیوں  
کیا گیا؟ اس کا جواب خود قرآن شریف میں بالفاظِ مَلْعَمَہ  
مَنْ يَتَّبِعِ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَيَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ  
سَبِيلًا يَمُوتُ۔ کہ یہ معلوم ہو جائے کہ پیغمبر کا پیر و کون ہے۔ اور  
پیچھے پھر جانے والا کون ہے۔

(۲) مغزوہ بدر رمضان میں بمقام بدر جو مدینہ سے شام  
کی راہ پر اسی میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مشرکین قریش  
کے حملہ کو روکنے کے لئے حضور علیہ السلام تین سو تیرہ جان  
نثار صحابہ کو لے کر پہنچے۔ خدا نے ان کو ایک ہزار مخالفین  
پر فتح عنایت کی۔ اس احسان کی یاد خود اللہ تعالیٰ دلاتا  
ہے۔ کہ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ  
فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ۔ (اور تحقیق بدر میں اللہ  
نے تم کو مدد دی اور تم کمزور تھے۔ پس اللہ سے ڈرو تاکہ  
تم شکر گزار بن جاؤ۔)

اس جنگ میں بڑے بڑے مشرکین۔ ابو جہل۔ عقبہ بن  
ربیعہ اور اس کا بھائی شیبہ۔ عاص بن الحشام۔ امیہ بن خلف  
وغیرہ فی النار اور حضرت عباس عقیل (حضرت علیؑ کے  
بھائی) نوفل وغیرہ گرفتار ہوئے۔ جو حضرت عمرؓ کی رائے کے

خلاف فدیہ دینے پر رہا کئے گئے۔ جس پر خدا کی طرف سے  
وعید نازل ہوئی۔ ملاحظہ ہو۔ سورہ انفال کی یہ آیت مَآ كَاَنَّ  
لِنَبِيِّ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ اَسْرٰى حَتّٰى يُفِيْخَ فِى الْاَرْضِ ط  
(پیغمبر کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ اس کے پاس قیدی ہوں  
تا اُنکے خوب زمین میں لڑ نہ لے)

(۳) غزوہ سولق | ابوسفیان رئیس قریش نے قسم کھائی  
تھی کہ جب تک وہ مقتولان بدر کا بدلہ نہ لے گا۔ نہ غسل  
جنابت کرے گا۔ نہ سر میں تیل ڈالے گا۔ پس جوہ دو سو شتر  
سوار لے کر مدینہ کی طرف بڑھا اور عریض پر حملہ آور ہوا۔  
جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ ایک انصاری سعد  
بن عمرو کو قتل کر کے اور چند مکانات اور گھاس کے انبار جلا  
کے اپنی قسم کو پورا کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر  
ہوئی تو اس کا تعاقب کیا۔ ابوسفیان کے پاس سامان سفر  
سولق (ستو) تھا۔ جو وہ گھبراہٹ میں پھینکتا گیا۔ اس لئے  
اس غزوہ کو جو ذوالحجہ ۶ھ میں واقعہ ہوا۔ غزوہ سولق  
کہتے ہیں۔

(۴) نکاح فاطمہؑ | حضورؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی  
حضرت فاطمہؑ کی عمر اب اٹھارہ سال کی ہو چکی تھی۔ اور شادی  
کے پیغام آنے لگے تھے۔ لہذا آپؐ نے ان کا نکاح اپنے پرورش



کردہ چچا کے بیٹے حضرت علی المرتضیٰؑ سے ذوالحجہ میں کر دیا۔  
 جناب امیرؑ کے پاس سوائے ایک زرہ۔ ایک بھیڑ کی کھال اور  
 ایک بوسیدہ بمبئی چادر کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی چیزیں بصورت  
 ہرو غیرہ بیوی کو دی گئیں۔ حضور علیہ السلام نے جہیز میں  
 ایک بان کی چار پائی۔ کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا چمڑے  
 کا گدا۔ ایک چھانگل۔ ایک مشک۔ دو چکیاں۔ اور دو مٹی  
 کے گھڑے دیئے۔ حارثہ بن نعمان النزاری سے ایک مکان  
 سکونت کے لئے دلایا۔ اور اپنی عزیز بیٹی کو رخصت کیا۔  
 ۵۔ اسی سال ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔  
 ۶۔ اسی سال صدقہ فطرا داکرنے کا حکم جاری ہوا۔  
 ۷۔ اسی سال عید الفطر کی نماز یا جماعت عید گاہ میں پڑھی  
 گئی۔

## سلسلہ

۱۱۔ غزوہ احد۔ احد مدینہ منورہ سے شمالی جانب قریباً دو میل  
 کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے۔ اسی جگہ اہل اسلام اور مشرکین  
 مکہ میں لڑائی ہوئی۔ جس میں بہت سے جلیل القدر صحابہ کرام  
 شہید ہوئے۔ مثلاً۔ حضرت حمزہؓ۔ حضرت مصعب عمیرؓ۔ حضرت  
 عبداللہ بن جہیرؓ۔ حضرت خدیجہ کے والد یمانؓ۔ حضرت انسؓ

کے چچا ابن نصر۔ زیاد بن سکن وغیرہ اس جنگ میں کفار  
مقتولین بدر کا انتقام لینے کے لئے بڑے ساز و سامان سے  
آئے تھے اور ان کے ساتھ بڑے بڑے گھرانوں کی عورتیں  
بھی تھیں۔ جو انہیں بحر ہمزہ پڑھ پڑھ کر ابھار رہی تھیں۔

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِقٍ تَمْشِي عَلَى الْمَارِقِ

اِنْ تَقْبَلُوْا الْعَانِيَةَ - اَوْ تَذَبُوْا الْغَارِقِ

یعنی ہم ایسے سرداروں کی بیٹیاں ہیں جو آسمان اقبال کے چمکتے  
تارے تھے۔ ہم قالیبنوں پر چلنے والی ہیں۔ اب دیکھو ہم تمہارے  
ساتھ میدان کارزار میں آ گئی ہیں۔ پس اگر تم دشمن کے مقابلے  
میں کامیاب واپس آؤ۔ تو ہم تم سے گلے ملیں گے۔ اور اگر  
تم قدم پیچھے ہٹاؤ گے تو ہم تم سے الگ ہو جائیں گی۔

یہ رجز خوان رئیس زاریاں یہ تھیں۔ (۱) ہند عقبہ کی بیٹی  
(۲) ام حکیم ابو جہل کی بہو (۳) فاطمہ حضرت خالد کی بہن (۴)  
برزہ رئیس طائف کی بیٹی (۵) ریطہ عمر ابن العاص کی زوجہ (۶)  
حناس حضرت مصعب بن عمیر شہید اُحد کی ماں۔

ان کے مقابل مسلمانوں کی مستورات بھی شریک جہاد

تھیں۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہؓ (۲) ام سلیمؓ والدہ حضرت انسؓ (۳)  
حضرت فاطمہؓ (۴) ام سلیمؓ حضرت ابو سعید خدریؓ کی ماں (۵)

ام عمارۃ جنہوں نے حضور پر سے ابن قتیبہ کے وار کو اپنے کندے پر روکا۔ (۶) حضرت صفیہ رضہ حضورؐ کی پھوپھی (۷) ایک عورت جس کے باپ بھائی شوہر سب اس محرکہ میں شہید ہوئے تھے۔ اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسلامت دیکھ کر کہا تھا ۵

میں بھی اور باپ شوہر بھی بزرگ بھی قدا  
اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم  
اس جنگ میں مسلمانوں کو ستر جانوں کا نقصان پہنچا  
جس کی وجہ تیر اندازوں کا دشمن کو شکست خوردہ دیکھ کر اپنا  
مورچہ چھوڑ دینا بختی بایں ہمہ فتح حق ہی کی رہی۔ اور دشمن  
بے نیل مرام رخصت ہوا۔

(۱۲) حضرت امام حسن ۱۵ رمضان کو پیدا ہوئے۔  
(۱۳) حضرت حفصہ بنت فاروق اعظم رضہ سے حضور علیہ السلام  
نے نکاح کیا جو غزوہ بدر کے زمانہ میں بیوہ ہو گئیں تھیں۔  
(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات سیدہ زینبہ  
اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضہ کا حضرت عثمان رضہ سے  
نکاح کر دیا۔ جس سے وہ ذوالنورین کہلائے۔

(۱۵) وراثت کا قانون نازل ہوا۔ اور ذوالارحام کے معنوں  
کی بھی تفصیل کی گئی۔



(۶) مشرکہ عورت سے نکاح حرام قرار دیا گیا۔

## کلمہ

اس سال مختلف سرایہ وقوع پذیر ہوئے۔ ۱۔ سریرہ ابی سلمہ جس میں دشمن جو مدینہ پر حملہ کرنے والا تھا شکست یاب ہوا۔ ۲۔ سریرہ ابن انیس جس میں سفیان بن خالد کے قتل پر دشمن کو ناکامی حاصل ہوئی۔ ۳۔ واقعہ بیر معونہ۔ اس میں ستر مقدس مبلغین اسلام کو جو زیادہ تر اصحاب صفہ میں سے تھے عامر بن طفیل نے باشتنائے عمر و امیہ شہید کر ڈالا۔ یہ مبلغین نبی کلاب کے رئیس کی درخواست پر دعوت اسلام کے لئے بھیجے گئے تھے۔ (۴) واقعہ رجب۔ اس میں غضل اور قارۃ کے قبائل نے احکام و عقائد اسلام سیکھنے کے لئے دس معلمین حضورؐ سے طلب کئے مگر بمقام رجب آنکھ کو بد عمدی سے قتل کر ڈالا۔ اور دو کو حضرت نجیب وزید کو مکہ میں جاکر بیچ ڈالا۔ یہاں انہیں بڑے عبدلول سے شہید کیا گیا۔ (۵) شعبان میں امام حسینؑ کی ولادت ہوئی۔

(۶) حضرت ام المومنین حضرت زینب بنت خرمیہ جو اسی سال حضورؐ کے حوالہ نکاح میں آئی تھیں۔ انتقال کر گئیں۔ اور حضرت ام سلمہؓ ام مومنین بنیں۔

(۷) حضرت زید بن ثابتؓ نے عبرانی زبان سیکھی۔

(۵) حضورؐ نے ایک یہودی زانی کو حسب الحکم تو ریت سنگسار کرایا۔  
 (۶) بعض مورخین کے نزدیک شراب کی حرمت کا حکم بھی اسی سال نازل ہوا۔

## ۵

**غزوہ مریس یا بنی مصطلق** | خزاعہ کا ایک خاندان بنو مصطلق کہلاتا تھا۔ وہ بمقام مریس جو مدینہ منورہ سے ۹ میل ہے آباد تھا اس کے رئیس حارث بن ابی ضرار نے قریش کے اشارے سے یاخود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کیں۔ آنحضرتؐ نے موقعہ پر پہنچ کر دشمن کو شکست دی۔ دس مقتول اور چھ سو گرفتار ہوئے۔ علاوہ ازیں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں مسلمانوں کو دستیاب ہوئیں۔ اسیروں میں سحارث کی بیٹی جو بیہ بھی تھی جس نے حضورؐ کی زوجیت کا فخر حاصل کیا اور وہ ام المومنین بنیں۔ اس تعلق کو ملحوظ رکھ کر مسلمانوں نے اسیران جنگ کو رہا کر دیا کہ ام المومنین کے خاندان کے افراد اسیر نہیں بن سکتے۔  
 (۲) **واقعہ افک** | اسی سال منافقین نے حضرت صدیقہؓ پر الزام لگایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کی برأت میں خاص آیات نازل فرمائیں۔ اور افتراء پر وازوں کو سزا دی گئی یہ بہتان غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر باندھا گیا تھا۔

(۳) غزوہ احزاب | ماہ ذوالقعد میں تمام عرب نے متفق ہو کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کر دی۔ حضور علیہ السلام نے مدینہ کے غیر محفوظ حصے کے سامنے خندق کھدوائی۔ اس لئے یہ جنگ خندق بھی کہلاتی ہے۔ دشمنوں کو اب بھی بتائید ایزوی ناکامی ہوئی اور وہ لوگ دم بھاگ گئے۔

(۴) بنو قریظہ کا خاتمہ | حضورؐ نے یہود کے ساتھ معاہدہ کیا تھا اور ان کو جان و مال و مذہب ہر چیز میں امن و آزادی بخشی تھی۔ لیکن وہ قریش کے ساتھ مل کر آمادہ بغاوت ہو گئے اور احزاب میں انہوں نے علانیہ شرکت کی۔ غزوہ احزاب سے فارغ ہو کر مسلمان قریظہ کی طرف بڑھے اور ان کو اطاعت کرنیکا پیغام دیا۔ مگر انہوں نے قلعہ نشین ہو کر حضورؐ کو (نعوذ باللہ) گالیاں دیں اور سرکشی کی۔ الغرض ایک ماہ تک ان کا محاصرہ رہا۔ آخر انہوں نے اپنے حلیف حضرت سعد بن معاذ کو اپنا حکم بنایا اور ان کے فیصلے کے سامنے تسلیم خم کرنے کا عہد کیا۔ حضرت سعد نے بموجب حکم اوریت ان کے باغی مردوں کے حق میں قتل کا اور بچوں، عورتوں، جانوروں اور دیگر موجودہ اشیاء کو غنیمت میں لینے کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ چار سو باغی اپنے کبیر کردار کو تہیجے اور ہتھیار حرم نبویؐ میں داخل ہوئیں۔

(۵) حضرت زینبؓ سے نکاح | حضرت زینبؓ آپ کی پھوپھی



کی بیٹی تھیں۔ پہلے آپ نے ان کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ سے کر دیا تھا۔ مگر ان کی نہ نبی اور انہوں نے طلاق دے دی۔ زید آپ کے منہ بولے بیٹے تھے۔ جن کی مطلقات سے نکاح عرب میں ناجائز تھا۔ متبقی کی رسم کو توڑنے کے لئے حکم الہی نافذ ہوا۔ کہ حضور زینب سے نکاح کریں۔ چنانچہ آپ نے تعمیل ارشاد باری تعالیٰ انہیں ام المؤمنین بنا لیا۔ اور مسلمانوں سے مبتلا بنانے کی رسم ہمیشہ کے لئے نابود ہو گئی اور اصل حق (بیٹیاں۔ بہنیں۔ پوتیاں وغیرہ) وارث قرار پائے۔

(۶) عورتوں کے متعلق اصلاحی احکام | نازل ہوئے۔

(۱) شریف عورتیں گھر سے نکلیں تو چادر اوڑھ کر گھونگھٹ سے منہ چھپا کر نکلیں۔

(۲) سینہ پر آنچل ڈال کر چلیں۔

(۳) پاؤں جھٹک جھٹک کر نہ چلیں۔

(۴) گھر میں پردہ کی اوٹ سے بولیں۔

(۵) نصیح اور بناؤ کی بولی نہ بولیں۔

(۶) ازواج مطہرات غیر مردوں کے سامنے قطعاً نہ آئیں۔

(۷) متبی کی بیوی سے نکاح کی بندش دور ہوئی۔

(۸) کنورہین میں زنا کی سزا سو کوڑے ہوئی۔

(۹) عقیفہ عورتوں پر اتھام زنا لگانے والوں کے لئے

حد فذف جاری کی گئی۔ یعنی اسٹی کوڑے۔

(۱۰) مرد کے بیوی پر زنا کا الزام قائم کرنے اور گواہ نہ پیش کر سکنے کی صورت میں لعان کا طریق جاری کیا گیا۔ جس کی رو سے زن شہرہ میں اس طرح جدائی ہو جاتی ہے کہ ایک اپنی بچائی اور دوسرے کی دروغگوئی کا بحلف اظہار کرے۔

(۱۱) طلاق ظہار غیر موثر قرار دی گئی۔ اور اس کیلئے کفارہ مقرر کیا گیا۔

(۱۲) پانی نہ ملنے کی صورت میں قیسم بجانہ قرار دیا گیا۔

(۱۳) نماز خوف کا حکم نازل ہوا۔

## ۴

(۱) صلح حدیبیہ بیعت رضوان | حدیبیہ مکہ سے ایک

منزل کے فاصلہ پر ایک موضع ہے۔ جہاں اہل اسلام و مشرکین مکہ کے درمیان بیعت رضوان کے بعد صلح ہوئی مختصر الفاظ میں یہ واقعہ یوں ہوا۔ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم چودہ سو جان نثار صحابہ کے ہمراہ حج کرنے کے لئے مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوئے اور از مقام حدیبیہ حضرت عثمان کو اپنا سفیر منتخب کر کے مشرکین کے پاس بھیجا کہ ہم صرف عمرہ کرنا چاہتے ہیں۔ لڑائی مقصود نہیں ہم تہہ آئیں گے اور عمرہ

کر کے چلے جائیں گے۔ قریش نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغامبر  
 سے کہا کہ آپ عمرو کو سکتے ہیں۔ مگر ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو  
 اجازت نہیں دے سکتے۔ آپ نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ  
 اپنے ہادی کے بغیر اس فریضہ کو بجالاؤں۔ اس پر مشرکین نے  
 تمام حقوق قرابت نظر انداز کر کے آپ کو قید کر دیا۔ مگر مشہور یہ  
 ہو گیا۔ کہ ذوالنورین شہید کر ڈالے گئے۔ حضور کو یہ سن کر  
 سخت رنج ہوا۔ بناء علیہ ایک درخت کے نیچے خون عثمانؓ کا  
 بدلہ لینے کے لئے صحابہؓ سے جان نثاری کی بیعت لی جس  
 سے خدا بہت ہی خوش ہوا اور اس نے لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ  
 الْمُؤْمِنِينَ اِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الْخ کی سند  
 نوٹنودی مسلمانوں کو عطا فرمائی۔ جس کا ذریعہ حضرت عثمان  
 ذوالنورینؓ ہوئے۔ جب قریش کو مسلمانوں کی اس ثابت  
 قدمی اور عزم و استقلال کا علم ہوا۔ تو انہوں نے سہیل بن  
 عمرو کو شرائط صلح طے کرنے کے لئے بطور سفیر روانہ کیا۔ اور  
 چھ شرائط پر صلح ہوئی۔ جن کی رو سے مسلمانوں کو اگلے سال  
 صرف تین دن کے لئے بغیر اسلحہ آنے اور حج کرنے کی اجازت  
 ملی اور قرار پایا۔ کہ کفار سے جو شخص مدینہ جائے وہ واپس کر  
 دیا جائے اور جو مسلمان مکہ میں مکین ہوا سے مدینہ جانے کی  
 اجازت نہ ہوگی۔ اور قبائل عرب کو اختیار دیا گیا کہ جس کے



ساتھ چاہیں شریک معاہدہ ہوں۔ ان شرائط کی تحریر کے وقت حضرت علیؓ و حضرت عمرؓ کو اعتراض ہوا۔ مگر چونکہ اس میں خدا کے علم میں مسلمانوں کے لئے مصلحت تھی۔ اس لئے وہ نبی کے ارشاد پر طبیعت پر جبر کر کے خاموش ہو گئے۔

اس صلح نامہ کی تکمیل کے بعد راستہ میں سورہ فتم نازل ہوئی۔ اور مسلمانوں کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ یہ صلح فی الحقیقت فتح ہی ہے۔ اس عہد نامہ کی رو سے فریقین کو آزادانہ آمد و رفت و سکونت کی آزادی حاصل ہو گئی۔ چونکہ مسلمان سرایا خیر تھے اس لئے ان کا اثر مخالفین کے دلوں پر ہوئے بغیر نہ رہا۔ اور اس کثرت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے کہ اس سے پیشتر کبھی نہ ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت خالدؓ (فاتح شام) جنگو سیف اللہ کا لقب بارگاہ نبوی سے عطا ہوا۔ اور حضرت عمرو بن عاص (فاتح مصر) کا اسلام اسی زمانہ کی یادگار ہے۔

مشرکین نے اس شرط کو کفر کی بیخ برکن پا کر اس سے دست برداری دے دی۔ جس سے مسلمانوں کو آزادی حاصل ہو گئی۔ کہ وہ جہاں چاہیں رہیں۔ چنانچہ وہ مسلمان جنگو مشرکین نے قید کر رکھا تھا۔ آزاد ہو کر مدینہ منورہ میں حاضر خدمت نبوی ہو گئے۔ الحمد للہ علیٰ اذالک۔

بادشاہوں کو دعوت اسلام | صلح حدیبیہ سے کسی قدر

اطمینان حاصل ہوا۔ تو حضورؐ نے بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہوں کے نام دعوت نامے ارسال فرمائے۔ جن میں انہیں مشرف یا سلام ہونے کی دعوت دی گئی۔ اور بصورت انکار ان کے ملک اور رعایا کے نقصان کا ذمہ داران کو ٹھہرایا گیا۔ قیصر روم، عزیز مصر، بادشاہ حبش، رؤساء یمن نے حضورؐ کے گرامی ناموں کا احترام کیا۔ بلکہ عزیز مصر نے ایک سفید خچر مشہور بدلدل اور دو معزز لڑکیاں (ماریہ قبطیہ اور سیرین جو حضورؐ اور حسانہؓ کے حرم میں داخل ہوئیں) پدیشہ بھیجیں۔ مگر خسرو والد شیریہ نے جو ایران کا مغرور بادشاہ تھا، نامہ مبارک کو چاک کر ڈالا۔ جس کی بے ادبی کی سزا سے یہ ملی کہ خود اپنے بیٹے کے ہاتھوں مقتول ہوا۔ اور عہد خلافت حضرت فاروق اعظمؓ میں حسب بشارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی سلطنت کے پرزے پرزے اڑ گئے اور اس کا ملک اہل اسلام کے قبضہ میں آ گیا۔ اور یہی حال حارث غسانی رئیس ثمام کا ہوا۔ سیف اللہ نے اسکی سلطنت کا تختہ الٹ دیا۔

(۳) اسلام خالد و عمرو بن العاص | اسی سال میں جیسا کہ پیشتر ازیں مذکور رہا، قریش کے دو بڑے ماہر فنون حرب رئیس مشرف بالسلام ہوئے۔ جن کے نام نامی خالد بن ولید اور عمرو بن العاص تھے۔ ان کے جوہر جو پہلے اسلام کی مخالفت

میں صرف ہوئے تھے۔ اب حمایت دین اللہ کے کام آنے لگے۔  
فتح مکہ میں حضرت خالدؓ جب ایک مسلمان دستہ کے  
آقصر بنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرے تو  
پوچھا گون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا۔ خالد ہیں۔ آپؐ نے  
فرمایا۔ ”خدا کی تلوار ہے۔“ غزوہ موتہ میں جب حضرت جعفرؓ  
زید بن حارثہؓ اور عبداللہ بن رواحہ کے بعد حضرت خالدؓ  
نے علم ہاتھ میں لیا۔ تو مسلمان خطرہ سے باہر تھے۔ بعد خلافت  
حضرت عمرؓ میں حضرت خالدؓ نے شام کا ملک قبضہ سے چھین  
لیا۔ اور حضرت عمرو بن عاص فاتح مصر ہوئے۔

## ک

(۱) فتح خیبر اخیر مدینہ منورہ سے آٹھ منزل پر ہے۔ یہاں یہود  
نے بہت قلعے بنا رکھے تھے۔ جو ان کی قوت کا مرکز تھے۔ مدینہ  
سے جب رؤساء بنو نضیر جلا وطن ہو کر خیبر میں آباد ہوئے۔  
تو انہوں نے تمام عرب کو اسلام کی مخالفت پر پراگینہ کر دیا۔  
جس کا پہلا مظہر احزاب کا معرکہ تھا۔ اب انہوں نے ایک عظیم  
الشان فوج لے کر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کیں۔ جب حضورؐ  
کو اس کا علم ہوا۔ تو آپؐ مدینہ منورہ سے بارہ سو پیادہ اور دو  
سو سوار لیکر روانہ ہوئے۔ قلعہ نشین غنیم کے پاس بمیں نہر



فوج نئی۔ لڑائی شروع ہوئی۔ آخر قلعہ پر قلعہ فتح ہونا شروع ہوا  
 بالآخر مرجب رئیس یہود حضرت علیؑ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بعض  
 روایتوں میں اسکا محمد بن مسلمہؑ کے ہاتھ سے قتل ہونا لکھا ہے  
 آخر قلعہ قوس بیس دن کے محاصرہ کے بعد فتح ہوا۔ ان معرکوں  
 میں ۹۳۰ یہود مارے گئے اور ۵۰ اصحابؓ نے شہادت پائی۔ فتح  
 کے بعد خیبر کی زمین یہود کو نصف حصہ پیداوار پر واپس دی  
 اور مسلمان منطفر و منصور مدینہ شریف کو واپس ہوئے۔  
 (۲) حضرت صفیہ سے نکاح۔ حضرت صفیہ جو رئیس خیبر  
 کی بیٹی اور قبیلہ نصیر کے رئیس کی بیوی تھیں۔ باپ اور شوہر  
 کے مارے جانے کے بعد آزادی پا کر حرم نبوی میں داخل  
 ہوئیں۔

(۳) پنجہ دار پرند حرام ہو گئے۔  
 (۴) درندہ جانور حرام کر دیئے گئے۔  
 (۵) گدھا اور خچر حرام قرار دیا گیا۔  
 (۶) لونڈیوں سے فوراً تمتع ناجائز قرار پایا گیا۔ اور استبراء کی  
 قید لگائی گئی۔ یعنی صورت حاملہ ہونے کے تا وضع حمل اور  
 بصورت دیگر تاسہ ماہ ان سے ہم بستہ ہونا ناجائز قرار دیا  
 گیا۔

(۷) چاندی سونے کا بہ تفاضل خریدنا حرام ہوا۔

(۸۱) بعض روایتوں میں ہے کہ منفعہ بھی غزوہ خیبر ہی میں حرام ہوا۔

## ۸۰

**فتح مکہ** | قریش نے ۶<sup>۷</sup> کے صلح حدیبیہ میں معاہدہ کیا تھا۔ کہ دس سال تک جنگ موقوف رہے گی۔ اور جو قومیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ملنا چاہیں وہ ادھر اور جو قریش کی طرف ملنا چاہیں وہ اُدھر مل جائیں۔ اس کے موافق بنو خزاعہ بنی صلعم کی طرف اور بنو بکر قریش کی طرف مل گئے تھے۔ اس معاہدہ کے دو سال کے اندر ہی بنو بکر نے بنو خزاعہ پر حملہ کر دیا۔ اور اس حملہ میں مشرکین قریش بھی ان کیساتھ تھے۔ بنو خزاعہ نے بھاگ کر خانہ کعبہ میں پناہ لی اور خدا کا واسطہ دے دے کر ظالموں سے امان مانگی۔ مگر انہوں نے جواب دیا کہ کَلَّا اِنَّ السَّاعَةَ الْيَوْمَ (آج خدا کوئی نہیں) ان میں سے چند لوگ کسی طرح سے جان بچا کر حاضر خدمت بنوی ہوئے۔ اور اپنی منطومی و بربادی کی داستان گوش گزار کی۔ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کو قریش کی عہد شکنی کا حال معلوم کر کے بڑا رنج ہوا۔ اور سب نے ظالموں کو سزا دینے کا تہیہ کر لیا۔ چنانچہ دس ہزار کی جمیعت سے رمضان میں مکہ معظمہ کا رخ کرنا پڑا۔

قریش اس سے پیشتر کئی دفعہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کثرت

فوج و افراد انہی ساز و سامان کے باوجود منہ کی کھا کر اسلام کا  
لوہا مان چکے تھے۔ اب دس ہزار قد و سیوں کا لشکر دیکھ کر کب  
ان میں جرأت ہو سکتی تھی کہ مسلمانوں کے منہ آئیں۔ پس انہوں  
نے اپنے آپ کو رحمتہ للعالمین کے رحم پر چھوڑ دیا۔ حضورؐ نے  
اہل اسلام کو فرمایا کہ مندرجہ ذیل اشخاص کو قتل نہ کیا جائے۔  
(۱) جو خانہ کعبہ میں پناہ لیں (۲) جو اپنے گھر بیٹھ رہیں (۳)  
جو ابوسفیان بن حرب یا حکیم بن حزام کے گھرا مان لیں (۴) جو  
مہتیار بھینکدیں (۵) جو بھاگ جائیں (۶) جو زخمی یا اسیر  
ہوں۔

شہر میں داخل ہونے والے دستوں میں سے صرف  
ایک دستہ کا جو حضرت خالد بن ولید کے ماتحت تھا۔ اہل مکہ سے  
مقابلہ ہوا۔ جس میں مخالفین کو ۲۸ کشتے چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔  
مسلمان صرف دو شہید ہوئے۔

حضور علیہ السلام پشت شتر پر اپنے آزاد کردہ غلام زبیرؓ  
کے فرزند اسامہؓ کو ساتھ سوار کئے ہوئے داخل شہر ہوئے۔ حرم میں  
پہنچ کر اس مقدس مقام کو بتوں کی آلائش سے پاک کیا۔  
کمان کے گوشے دیا چٹری کی نوک سے، ہر ایک بت کو گرتے جاتے  
اور زبان مبارک سے فرماتے۔

بَعْدَ الْحَقِّ دَرَسَ الْحَقُّ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اور



جَاءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِي الْبَاطِلَ وَ مَا يُعِيدُ - ان آیات میں  
 بت پرستی کو باطل بنا کر فرمایا گیا ہے۔ کہ اب اس خانہ خدا میں  
 بت نہ رکھے جائیں گے۔ کلام الہی و رسول اللہ کی صداقت بفضلہ  
 سوا تیرہ سو سال سے عیاں ہے کہ یہ مقدس گھر تاحال توحید کا  
 سرچشمہ ہے اور انشاء اللہ تا قیامت رہے گا۔ اور مخالفین  
 اسلام کی بڑی کوششیں باطل پرستی کو اس جگہ ہرگز رواج  
 نہیں دے سکیں گی۔ فَاَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِكَ ۔

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کے مشرف  
 باسلام ہونے پر سب کی تفصیلات پر خطا عفو کھینچ دیا۔ اور زمانہ  
 پیر ثابت کر دیا۔ کہ آپ کا مقصد صرف اشاعت اسلام ہے اور  
 ذاتی رنجشوں کی بنا پر انتقام لینا مقصود نہیں۔ حضورؐ نے  
 رئیس قریش ابوسفیان جنہیں اب ہم حضرت ابوسفیان رضی اللہ  
 تعالیٰ کہتے ہیں کو اسلام لانے پر نہ صرف معاف ہی کر دیا۔ بلکہ  
 ان کی اس طرح عزت افزائی کی کہ جو شخص ان کے ہاں پناہ لے  
 گا۔ اسے بھی امن ہے۔ ان کی بیوی ہند جگر خوار حضرت حمزہؓ  
 کو بھی جس نے وحشی سے حضورؐ کے پیارے چچا کو قتل کرایا  
 تھا۔ معاف فرما دیا۔ اور پیار سے بھی انتقام نہ لیا۔ جس نے آپؐ  
 کی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کے نیزہ مار کر ہودج سے گرا دیا  
 تھا۔ جس کے قدم سے استفاط حمل سے وہ فوت ہو گئیں تھیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح نہیں کیا تھا، بلکہ اپنے خلق عظیم اور عفور و رحم سے اہل مکہ کے دلوں کو فتح کر لیا تھا۔ مال غنیمت لوٹنے کا تو کیا ذکر آپ نے ہاجرین کو وہ جلدیادیں بھی واپس لینے کی اجازت نہ دی۔ جو انہوں نے راہِ خدا میں چھوڑیں تھیں۔

قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر کے اقرار کیا کہ وہ :-

- (۱) خدا کے ساتھ کسی کو بھی اس کی ذات میں صفات میں اور انتہائی عبادت و استعانت میں شریک نہیں کریں گے۔
- (۲) چوری نہیں کریں گے۔ زنا کے مرتکب نہیں ہوں گے۔
- کسی کا ناحق خون نہیں گرائیں گے۔ لڑکیوں کو جان سے نہیں ماریں گے۔ اور کسی پر ہتھان نہیں لگائیں گے۔
- (۳) امورِ حق میں بتی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بقدر استطاعت کریں گے۔

عورتوں سے وقتِ بیعت یہ مزید اقرار لیا جاتا تھا۔ کہ وہ کسی کے سوگ میں :-

- (۱) منہ نہیں نوچیں گی (۲) ظہا پنچوں سے چہرہ نہیں پٹیں گی۔
- (۳) سر سے بال نہیں گھسوتیں گی۔ (۴) گریباں چاک نہیں کریں گی۔ (۵) سیاہ کپڑے نہیں پہنیں گی۔ (۶) قبروں

پرسوگوار می میں نہیں بیٹھیں گی۔  
 فتح مکہ کا قبائل عرب پر خوشگوار اثر پڑا۔ اور وہ فوج  
 در فوج داخل دین اللہ ہونے لگے۔ ان کی قومی روایات اس  
 امر کی شاہد تھیں (اور ان میں ابھی ایسے لوگ موجود تھے جنہوں  
 نے چالیس ہزار کی جمعیت لے کر مکہ پر حملہ آور ہونے والے  
 اصحاب فیل کو گھسیٹا کر لے دیکھا تھا) کہ کوئی شخص جو  
 اللہ کی نصرت سے منظور نہ ہو مکہ کو فتح نہیں کر سکتا۔ پس  
 عرب کی سردار قوم کے سپہ انداز ہو جانے خلیفہ محمد اور صداقت  
 اسلام سے متاثر ہو کر قبائل عرب نے نجات اسی میں دیکھی کہ  
 وہ طوعاً و کرہاً مشرف باسلام ہو جائیں۔

اسلامی صداقت کا زور دیکھو کہ اللہ کے مقبول بندے  
 جن کو کثیر تعداد دشمنوں نے ترک وطن پر مجبور کیا تھا۔ آج  
 اس شان سے داخل مکہ ہوئے ہیں۔ کہ بڑے بڑے گردن کشوں  
 کے سر نیاز خم ہیں۔ اور مظلوموں کو قوت حق حاصل ہے کہ  
 ایک آن میں پر غرور سردوں کو تن سے جدا کر دیں۔ مگر نہیں  
 وہ ایسا نہیں کرتے۔ ان کو اسلام پھیلا نا ہے۔ انتقام لینا  
 مقصود نہیں۔

ابو جہل۔ ابولہب۔ عتبہ و شیبہ جیسی مغرور ہستیاں فنا  
 ہو چکیں اب وہی لوگ مثل ابوسفیان۔ عکرمہ بن ابی جہل



موجود ہیں۔ جن کی قسمت میں خدا نے دولت ایمان مقرر کی ہوئی تھی۔ چنانچہ وہ حاضر خدمت بنوئے ہوئے نو حضورؐ بڑے یتاک سے اٹھ کر ملے اور فرمایا۔ کہ جو لوگ جاہلیت میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں۔ ان غیور انسانوں نے مشرف باسلام ہو کر اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ اور جو حضرات ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے عہد میں اسلام چارواک عالم میں پھیلایا۔ اس میں ان لوگوں کی مساعی کو بھی بڑا دخل تھا۔ جنہم اللہ خبر الخاء۔

یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضور علیہ السلام مبعوث من اللہ تھے۔ آپ کا کام نشر و اشاعت دین تھا۔ اپنے یا اپنے اقرباء کے دنیاوی حقوق قائم کرنا مدعا نہ تھا۔ اس کا ثبوت آپ کے اپنے قریبیوں پر زکوٰۃ و صدقہ حرام قرار دینے سے ملتا ہے۔ اس فتح مکہ کے موقع پر ایک اور واقعہ سے بھی ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔

عثمان بن ابی طلحہ کے خاندان میں مدت سے خانہ کعبہ کی کلید برطاری چلی آتی تھی۔ حضورؐ نے ابتداءً ایام نبوت میں ایک دفعہ اس سے کہا تھا۔ کہ ذرا بیعت اللہ کھول دو اور اس نے انکار کیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ اچھا دیکھ لینا کہ ایک دن یہ کنجی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ میں جسے چاہوں گا

دو ننگا۔ عثمان مذکور نے جواب دیا تھا۔ کہ کیا اس روز قریش سب  
 کے سب ہی ذلیل و تباہ ہو جائیں گے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا تھا۔ کہ نہیں ان کا عز و اقبال اور بھی بلند ہو گا۔  
 آج فتح مکہ کے دن وہ کنجی حضورؐ کے دست مبارک میں  
 ہے حضرت عباسؓ عرض کرتے ہیں کہ یہ کلید بیت اللہ نبی  
 ہاشم کو عطا فرمائی جائے۔ مگر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔  
 الیوم یوم الیہر والوفاء آج کا دن تو سلوک کرنے اور پورے  
 عطیات دینے کا ہے (چنانچہ وہ کنجی پھر عثمان ہی کو عطا کر  
 کے ارشاد ہوتا ہے کہ جو کوئی تم سے یہ کلید چھینے گا۔ وہ  
 ظالم ہو گا۔)

کام رسالت تھا جو ان کا      اجر رسالت کچھ نہ مانگا  
 اجر تھا پیش رب اکبر      صلے اللہ علیہ وسلم

کہاں ہیں وہ لوگ جو حضور علیہ السلام پر یہ اتہام باندھتے  
 ہیں۔ کہ حضورؐ نے اجر رسالت اپنے اقربا کی موت قرار دیا  
 تھا۔ انہیں اور حضورؐ کی عملی زندگی سے اس کا ثبوت دیں۔  
 وہ ہرگز اپنے غلط دعوے کو ثابت نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ  
 بر خلاف اس کے وہ دیکھیں گے کہ حضورؐ نے اپنی زندگی  
 میں بنی ہاشم کو کسی عمدہ جلیلہ پر مامور نہیں کیا۔ تا کہ شرف  
 نبوت کے ساتھ ریاست دنیوی جمع ہو کر ان کو لوگوں کی

گردنوں پر سوار ہونے کا موقع نہ دیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب اس اصول کی خلاف ورزی ہوئی۔ مسلمانوں کی گرتیں نذر شمشیر ہو گئیں۔ حضرت امام حسنؓ کو مسلمانوں کی تونری میں گورانہ ہوئی اور انہوں نے علانیہ کہہ دیا کہ ہمارے خاندان میں نبوت و خلافت جمع نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے آپ نے نہایت دور اندیشی سے کام لے کر خلافت کا بار گراں وظیفے کو حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دیا۔ اور زندگی کے باقی دس سال اپنے نانا کے قرب مدینہ میں گزار کر واصل بحق ہو گئے۔ جزاء اللہ خیر الجزاء۔

**جنگ حنین** اَلْقَدْ لَصَوَّكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَةٍ وَّکُومَ حُنَیْنٍ اِذَا اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ اِلَیْہِ۔ ترجمہ مسلمانو! اللہ بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کر چکا ہے۔ اور خاص کر حنین (کی لڑائی) کے دن جب کہ تمہاری کثرت نے تم کو مغرور کر دیا تھا (کہ ہم بہت ہیں) تو وہ (کثرت تمہارے) کچھ کام نہ آئی۔ اور (اتنی بڑی) زمین باوجود وسعت لی تم پر تنگی کرنے۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنے رسولؐ پر تسلی نازل فرمائی اور (تمہاری مدد کو فرشتوں کے) ایسے لشکر بھیجے جو تم کو دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اور (آخر کار) کافروں کو بڑی سخت ماردی۔ اور کافروں کی یہی منزل ہے۔



حنین ایک مقام کا نام ہے۔ جو مکہ سے دس میل طائف  
 کی طرف عرفات کے پیچھے واقع ہے۔ فتح مکہ کے بعد حضور علیہ  
 السلام کو اطلاع ملی کہ ہوازن اور ثقیف کے قبائل مضر اور  
 بنی ہلال کے قبیلوں کو ساتھ ملا کر بکثرت جمع ہو رہے ہیں  
 تاکہ اہل مکہ کے باغات و جاگیرات واقعہ طائف پر قبضہ کر لیں  
 اور مسلمانوں سے بت شکنی کا جرم کا انتقام لیں۔ حضور علیہ  
 السلام دس ہزار مہاجرین انصار اور دو ہزار مکہ کے نو مسلم لیگر  
 روانہ ہوئے۔ لشکر اسلام کو ایک پہاڑ کی گھاٹی میں سے گزرنا  
 تھا۔ مسلمان اپنی کثرت سے مغرور ہو کر نہایت لاپرواہی سے  
 تنگ درہ سے گزرے دشمن تاک لگائے بیٹھا تھا۔ اس  
 نے اس قدر تیر بربنائے کہ مسلمانوں کے پاؤں اکٹھ گئے اور  
 صرف ایک سو صحابہ جان نثار حضور کے ہم کاب ثابت قدم رہے  
 حضرت عباسؓ کی آواز بہت بلند تھی۔ انہوں نے انصار و  
 مہاجرین کو پکارا تو سب ایک ہی ندا پر پلٹ پڑے اور اب  
 دشمن کو سوائے فرار چارہ نہ تھا۔ کفار شکست یافتہ و وحشوں  
 میں منقسم ہو گئے۔ مردان جنگی تو قلعہ طائف میں جا ٹھہرے۔ اور  
 ان کے بال بچے زر و مال سمیت اوطاس کی گھاٹی میں جا چھپے  
 دونوں مقامات کا محاصرہ کیا گیا۔ مؤخر الذکر جگہ فوراً مسلمانوں  
 کے قبضہ میں آگئی۔ مال غنیمت چوبیس ہزار اونٹ، ہم ہزار

بکریاں ۴ ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار زین و بچہ پر مشتمل تھا۔  
 حضور میدان جنگ میں ہی قیام فرماتے تھے کہ قیدیہ ہوازن کے  
 چھ سردار حاضر خدمت ہو کر رحم کے طالب ہوئے اور یہی لوگ  
 تھے جنہوں نے حضور علیہ السلام کو ابتدائے نبوت میں تبلیغ  
 دین کرنے پر پتھر مار مار کر بیہوش کر دیا تھا۔ حضور نے یہاں  
 بھی خلق عظیم سے کام لیا اور اپنے اور بنی عبدالمطلب کے  
 حصے کے قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ یہ دیکھ کر تمام مسلمانوں نے  
 حضور کے تتبع میں قیدیوں کو رہا کر دیا۔ بنی سلیم و بنی فزارہ  
 کے پاس جو قیدی تھے ان کو حضور نے ایک قیدی کے بدلے  
 چھ اونٹ اپنے پاس سے دیکر رہائی دلائی اور اپنے پاس سے  
 لباس پہنا کر رخصت کیا۔ اسیروں میں حضور کی دائی جلمہ کی  
 بیٹی بھی تھی۔ آپ نے اپنی چادر زمین پر بچھا کر اسے نہایت  
 عزت سے بٹھایا اور اسے اختیار دیا کہ خواہ وہ حضور کے  
 پاس ٹھہرے یا اپنی قوم میں واپس چلی جائے۔ چنانچہ حضور  
 نے اسے اس کی خواہش پر نہایت عزت و اکرام کے ساتھ  
 رخصت کیا۔

دو شاہد اندر خیر جنین کہ تو وہی مجھ پر آنچہ بفتح بستانی  
 مال غنیمت کی تقسیم میں آپ نے اپنے صحابہ مخلصین پر  
 نو مسلموں کو بغرض تالیف قلوب مقدم رکھا۔ اور انصار مخلصین

کو کچھ بھی نہ دیا اور فرمایا کہ انصار کیساتھ میں خود ہوں۔ لوگ مال لے کر اپنے گھر جائیں گے اور انصار بنی اللہ کو لے کر اپنے گھروں میں مدینہ واپس ہوں گے۔ انصار اس دولت کے حصول پر اس قدر خوش تھے کہ مال لینے والوں کو یہ مسرت حاصل نہ تھی۔ چنانچہ وہ شاداں و فرحاں حضور علیہ السلام کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ داخل ہوئے۔

**غزوہ موتہ** | موتہ شام میں ایک قصبہ کا نام ہے۔ جہاں کی تلواریں مشہور ہیں۔ یہاں کے سردار شرجیل بن عمرو غسانی نے آنحضرتؐ کے سفیر حارث بن عمیرؓ کو جو دعوت اسلام کا خط لے کر گیا تھا۔ قتل کر دیا تھا۔ اس شرافت والہانیت سے گریے فعل کی سزا دیئے اور سفیروں کی جانوں کو خطرہ سے بچانے کیلئے حضورؐ نے تین ہزار کی ایک جمہم حضرت زید بن حارثہؓ اپنے آزاد کردہ غلام کی سرکردگی میں روانہ کی اور فرمایا کہ ان کی شہادت پر حضرت جعفر طیارؓ (ابن عم بنی صلعم) سر عسکر ہوں اور بعد ازاں عبداللہ بن رواحہ حاکم غسان بجائے ناوم ہونے کے مقابلہ کے لئے طیار ہو گیا۔ ہر قتل روم نے بھی اس کی مدد کی اور بہت سے عیسائی قبائل بھی مسلمانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ان سب کی جمیعت ایک لاکھ تک پہنچ گئی نتیجہ یہ ہوا کہ ہر سہ اسلامی سپہ سالار یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے



حضرت جعفرؓ مرنے سے پہلے جسم پر سارے پچاس زخم کھا چکے تھے۔ اب مسلمان گویا موت کے منہ میں تھے کہ حضرت خالدؓ نے کہا کہ اپنے ہاتھ میں لی اور شیر کی طرح دشمن کے ڈیول میں جا گھسے اور یکے بعد دیگرے نو تلواریں کفار پر توڑیں۔ خدا کی نصرت شامل حال ہوئی اور اپنے سے چالیس گنا فوج کے دانت کھٹے کر کے مراجعت فرما ہوئے اور حضور علیہ السلام سے سیف اللہ کا خطاب پایا۔

حضرت جعفرؓ کی جدائی کا حضورؐ کو بڑا صدمہ تھا عورتیں نالہ و بکا میں مصروف تھیں۔ حضورؐ نے دو دفعہ کہلا بھیجا۔ کہ مردوں پر اس طرح چلا چلا کر رونا جائز نہیں۔ صبر کرنا چاہیے مگر وہ باز نہ آئیں۔ تیسری دفعہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر اب بھی وہ نالہ و فغاں سے نہ رکیں تو ان کے موہوں میں خاک بھر دو۔ اس تہدید پر صدائے گریہ بند ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ وہ مسلمان ہی نہیں جو رخصتوں کو پیٹے گریہاں پھاڑے اور غم میں منہ سے جاہلانہ کلمات کہے۔ پس افسوس ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی طرح مصروف ماتم نظر آتے ہیں۔ اور ان پر بھی جو خود تو ماتم نہیں کرتے۔ مگر اپنی عورتوں کو بین و بکا سے نہیں روکتے۔

# ۹

جیشِ عسرت یا | حضور علیہ السلام کو ایک شام کی طرف سے  
سفرِ بتوک آنے والے قافلہ کی زبانی معلوم ہوا کہ

قیصر مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے افواج جمع کر رہا ہے۔  
تاکہ موتہ کی ناکامی کا بدلہ لے حضور علیہ السلام نے اس بڑھتے  
ہوئے عیسائی سیلاب کو عرب کی حد سے پار ہی روکنے کا عزم  
کر لیا اور فیصلہ فرمایا کہ دشمن کا مقابلہ اس کے ملک میں جا کر  
کیا جائے چنانچہ اس دُور و دراز سفر کے لئے سامان فراہم  
کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بیت المال میں کچھ ہونے کا ذکر  
ہی کیا خود بیت المال ہی نہ تھا۔ مقابلہ ایسے بادشاہ سے تھا  
جو آدھی دنیا پر حکمران تھا۔ چندہ کی فہرست کھولی گئی۔ حضرت  
عثمانؓ نے ۴ سواونٹ ایک سو گھوڑے اور پانچ ہزار روپیہ دیا  
حضور نبویؐ سے اُن کو مجتہزِ جیشِ العسرت (یعنی تنگ حال  
لشکر کو تیار کرنے والا) خطاب ملا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف  
نے چالیس ہزار درہم یعنی دس ہزار روپیہ پیش کیا۔ حضرت  
عمر فاروقِ اعظمؓ نے جو کچھ گھر میں موجود تھا۔ اس کا نصف  
لا حاضر کیا۔ جو کئی ہزار کی مالیت کا تھا۔ ابو عقیل انصاریؓ  
نے دو سیر چھوٹا سا لاکر پیش کئے۔ جو انہوں نے رات بھر

کیست کے لئے پانی نکال کر مضاعف حاصل کئے تھے حضورؐ نے ان کو بڑی قدر دانی سے قبول فرما کر قیمتی مال و منافع پر رکھوا دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے گھر میں کچھ باقی نہ رکھا اور سب کچھ خدمت نبویؐ میں لے آئے۔ حضور صلعم نے پوچھا کہ صدیق! بال بچوں کے لئے بھی باقی کچھ چھوڑا ہے عرض کیا سہ

پروانے کو چراغ عناول کو پھول بس صدیق کے لئے سے خدا کا رسولؐ! الخضرؑ یہ جلیش عسرت مدینہ منورہ کے پختہ اور کھانے کے قابل میوؤں اور ٹھنڈی چھاؤں کو چھوڑ کر اس وقت جب کہ عرب کی مشہور گرمی زوروں پر تھی۔ جہاد فی سبیل اللہؐ کیلئے اپنے ہادی درہم محمد مصطفیٰ احمد مختبای صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکل کھڑا ہوا۔ منافقوں نے جو تعداد میں ۸۲ تھے بہانے بنا کر ساتھ چھوڑ دیا۔ انہوں نے خیال کیا کہ عظیم الشان رومی سلطنت سے یہ بے سروسامان مسلمان کیا مقابلہ کر سکیں گے۔ ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچ کر نہیں آئے گا ہم کیوں اپنی جانیں گنوائیں۔ پس تقیہ کا پردہ اٹھتے سے ان کا اتفاق و شفاق عیاں ہو گیا۔

حضورؐ نے مدینہ میں سابع بن عرقطہ کو اپنا خلیفہ بنایا اور حضرت علیؓ

نے حضرت علیؓ کا چنگ سے پیچھے چھوڑے جانا اور رسول اللہ صلعم و اصحاب رسولؐ کی صحبت چھوڑ کر عورتوں بچوں اور منافقوں میں رہ جانا جنہوں نے طعن دینے شروع کئے۔ کہ باقی صفحہ ۸۸



کوالیہیت کی ضروریات کے لئے گھر میں چھوڑا اور خود نہیں ہزار  
جان نثاروں کی جماعت کیساتھ عازم تبوک ہوئے۔ یہ جگہ مدینہ  
سے ۳۳ میل کے فاصلہ پر ہے راہ میں ریگ سنگریزہ سے پر صحرا  
اور سنگلاخ پہاڑ پڑھتے ہیں۔ یہ دور و دراز فاصلہ رسد کی قلت  
پھر اٹھارہ آدمیوں کے لئے صرف ایک اونٹ باوجود ان مشکلات  
کے یہ انہی کامل الایمان مسلمانوں کا کام تھا کہ ایسی بے سہرومانی  
کی حالت میں منزل مقصود پر پہنچنے کا عزم کیا راستہ میں جو تکالیف  
ان کو اٹھانی پڑیں سنگریزہ ہمارے دل لرز جاتے ہیں مٹی یا خورد  
دوش کی کیا بیگی وجہ سے اس مقدس جماعت کو اکثر جگہ و خنوں  
کے پتوں پر گزارا کرنا پڑا جس سے ہونٹ سوج گئے کئی جگہ پانی  
نہ ملا لہذا مجبوراً سواری کے اونٹوں کو ذبح کر کے ان کے امعاء  
آب نوشی کرنی پڑی۔

غنیم نے جب مسلمانوں کی یہ ہمت دیکھی تو مقابلہ کیلئے

(حاشیہ بقایہ صفحہ ۸۷) تاکارہ سمجھ کر باترس کھا کر چھوڑ گئے آپ کو ناگوار ہوا  
اسلئے اسلامی لشکر سے راہ میں جائے حضورؐ نے دلا سادیا اور من الفاظ سے دلاری  
کی کہ کیا موسےؑ اپنے بھائی ہارون کو نہیں چھوڑ گئے تھے ہاں ہارون میں اور تم میں  
یہ فرق ہے کہ وہ نبی تھے اور تم نہیں میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اس طرح  
سمجھا کہ حضورؐ نے حضرت علیؑ کو واپس کیا پس آپ حضورؐ صلعم اور صدیقینؑ کی مراجعت تک  
ایلیت نبیؐ کی خدمت و خیر گیری کرتے رہے۔

نہ نکلا حضور نے ایک ماہ بتوک میں قیام فرمایا۔ یہاں ایک کنواں  
حضور کے معجزہ کا زندہ شاہد ہے اسکا پانی اہل بتوک کی ضروریات  
کو بھی کتنی نہیں بلکہ اس کے پانی سے م سوا ایک رقبہ کی بھی سیرابی  
ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اسکا پانی نہایت ہلکا زودہ مصفا۔  
شیریں اور مزیدار ہے۔ سردیوں میں بیکرم ہوتا ہے۔ جہاں حضور بمعہ  
صحابہ نماز پڑھتے تھے وہاں سلطان عبدالحمید خان غازی نے

سے دوران قیام میں ایک نہایت غلام صحابی حضرت عبداللہ ذوالعقادین کا بتوک میں انتقال  
ہو گیا جن کا مزار اب بھی وہاں زیارت گاہ حق ہے انہوں نے صبر طہرے کے ساتھ اسلام قبول کیا وہ  
سننے کے قابل ہے یہ بزرگ عقلی میں متمم ہو گئے چچا غیر گہرا ملامت کا دیا سب کچھ تھا۔ چچا کا  
رعب غالب تھا۔ مدلول تک جوش توحید سینے میں دبائے ہے مگر یہ کب دب سکتا تھا۔ آخر بے  
خودانہ ظاہر ہوا چچا نے سب کچھ چھین لیا۔ جتنے کہ تن کے کپڑے بھی اتار لئے ماں ابھی زندہ  
تھی اس کے پاس پہنچے اور بڑی خوشامد سے ایک کپ لیا اُدھا پھاڑ کر تہ بند بنایا اور اُدھا اوپر لیکر  
ردائے ہوئے۔ مدینہ پہنچکر مسجد نبوی میں دیوار سے تکیہ لگا کر غنظر قدیم قیمت لازم۔ ورنہ کوئی بیٹھ  
رہے حضور نے پوچھا کہ کون ہو عرض کیا میرا نام عبداللہ ہے فقیر و مسافر ہوں۔ عاشق جمال اور  
طالب ہدایت ہو کر در دولت پر آؤ پہنچا ہوں حضور نے فرمایا کہ آپ کا نام عبداللہ ہے اور  
ذوالعقادین لقب۔ الغرض یہ بزرگ اصحاب صفہ میں شامل کر دیئے گئے۔ اور ہمیشہ حضور  
کی مصاحبت رہے۔ جتنے کہ انہوں نے بقیہ بتوک انتقال کیا۔ بعد میں حضرت ابو بکر صدیق  
و عمرؓ نے اتارا۔ حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں چراغ تھا حضور شیخین کو فرما رہے تھے۔  
کہ اذکار الیٰ آٹھا لکھا۔ بیٹھے اپنے بھائی کا احترام ملحوظ رکھو۔

حضور علیہ السلام خود قبر میں اترے اینٹیں دست مبارک۔ سچ جنیں۔ اور پھر دعاء  
میں فرمایا یا الہی اس شام تک میں اس سے خوشنود رہا ہوں۔ تو بھی اس سے راضی  
ہو جا۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ کاش اس قبر میں وہاں جاتا۔

نہایت خوشنما مسجد تعمیر کر دی ہوئی ہے۔ اس وقت تنوک حجاز  
ریلوے پر مدینہ سے تیسواں اور دمشق سے چھالیسواں سیشن ہے  
الغرض حضور منظر و منصور ہم تنوک سے بحیرہ عافیت مدینہ منورہ  
کو واپس تشریف لے آئے۔

## مدینہ میں تین مخلص صحابہ رضی اللہ عنہم

۴ منافعین کے علاوہ تین مخلص مومنین بھی جن کے کعب بن  
مالک انصاریؓ ہلال بن ابیہ اور مرارہ بن ربیع تھے بستی کی وجہ سے  
وقت پر تیار نہ ہو سکے اور نیت یہ رکھی کہ بعد میں چلکر شامل ہوں گے  
مگر پھر یہ خیال کر کے کہ لشکر بہت دور نکل گیا ہے اب اکیلے کہاں  
جائیں مدینہ ہی میں اقامت گزیر رہے جتنی کہ حضورؐ جمعہ صحابہ کرام  
تنوک سے مدینہ میں واپس تشریف لے آئے حضورؐ نے ان کا  
امتحان لینے کیلئے ان سے گفت و شنید بند کر دی صحابہ پر بھی  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری فرض تھی سب نے ان سے  
کلام کرتا چھوڑ دیا۔ یہاں تک کہ ان کی بیویوں نے بھی علیحدگی اختیار  
کر لی جہاں ان کیلئے تنگ ہو گیا جس کے پاس جاتے تھے۔

۵ سلطان عبدالحمید فاضل نے مجاز ریلوے بنوائی تھی جو برسوں جاری رہی شریف کی بناوٹ میں  
مندرگئی پھر اسے اسے پھلایا مجاز ریلوے کی مرمت کیلئے ٹرک پر منظور ہو چکا ہے اور اسے چکر چالو کرنے کی  
کوشش ہو رہی ہے۔



کوئی منہ نہ لگاتا تھا یہ بات عیسائی شاہ غسان کو جب معلوم ہوئی تو اس نے خاص آدمی کے ہاتھ پیغام بھیجا کہ تم میرے پاس چلے آؤ پھر دیکھو کہ میرے نزدیک تمہارا کتنا اعزاز و اکرام ہونا ہے یہ خط پڑھ کر انہیں اور بھی صدمہ ہوا اور اپنی بد نصیبی پر زلزلہ رونے لگے کہ ہائے افسوس اپنے آتما کی نظر پھرنے سے اب دشمنانِ مبین ہم پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگے ہیں اور ہمیں کفر کی دعوت دیتے ہیں یہ کہہ کر قاصد کے سامنے ہی بادشاہ کے خط کو نذر آتش کیا۔ اور زبانی کہلا بھیجا کہ یا دشماہ سے علی الاعلان کہہ دینا کہ ”تمہاری عنایت و التفات سے ہمیں اپنے آتما کی بے التفاتی لاکھ درجہ بہتر و خوشگوار ہے۔“

الغرض ان کے پورے پچاس روز ابتلا و مصیبت میں بسر ہو گئے۔ روز و شب بارگاہِ الہی میں توبہ و استغفار سے کام تھا۔ آخر خدا نے ان کی توبہ قبول کی اور قبولِ توبہ کی بشارتِ اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ تو ابین کے کانوں تک پہنچی جسے سنتے ہی وہ سجدے میں گر پڑے۔ حمد و شکر الہی بجالائے اور دربارِ نبوی میں حاضر ہو کر اپنے کانوں سے شروہِ بخشش سن کر اپنی خوش قسمتی پر فخر کیا کعب اس مزدگانی میں اپنا تمام مال راہِ خدا میں صدقہ کرنے کو تیار تھے۔ مگر حضورؐ نے صرف ثلث کی اجازت دی اور فرمایا کہ ثلث بھی بہت ہے

یہ تھا صحابہ کرام کی اطاعت رسول کا حال۔ افسوس آج تک ایک فرقہ یہ اعتقاد رکھتا ہے اور ایسے اعتقاد سے خدا اور رسول سے نہیں شرماتا کہ حضورؐ کے مخلص صحابہ صرف تین چار تھے اور باقی معاذ اللہ سب منافق تھے۔ استغفر اللہ من ہفوا تم حقیقت یہ ہے کہ یہی صحابہؓ تھے جنہوں نے حضور علیہ السلام کا اس وقت ساتھ دیا۔ جب کہ آپؐ پر کفار نے مکہ میں قیام رکھنا ناممکن کر دیا۔ حضورؐ کے ساتھ وطن سے بیوٹن ہوئے گھر بار چھوڑ دیا۔ مال و زر لٹا دیا۔ سفر و حضر میں رفیق و دمساز رہے۔ یہ کس طمع پر کیا حضورؐ کے پاس کوئی بیڑا خزانہ تھا یا کسی لشکر کے سردار تھے؟ نہیں یہی صحابہ کبار آپؐ کا مال و متاع تھے۔ اور یہی فوج تھے۔ انہیں کی کوشش سے مسلمان جو انگلیوں پر گنے جاتے تھے۔ عزوہ نبوک میں بیس ہزار کی جمیعت میں نظر آتے ہیں اور حضورؐ پر جانیں فدا کرنے کو یا لکل آمادہ ہیں۔ اگر حضورؐ کی طرف سے کسی پر بے التفاتی ملاحظہ کرتے ہیں۔ تو سب اس کی طرف سے منہ پھیر لیتے ہیں نہ بھائی کی اخوت اس کی دستگیری کرتی ہے اور نہ بیوی کی محبت اس کا ڈھارس بندھا سکتی ہے۔ درودیلوار سے اس محبوب علیہ کے کالن میں یہ آواز پڑتی ہے۔

”پہوں از دگشتی ہمہ چیز از تو گشت“

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مخلصین کی کثرت نہ ہوتی

تو کس طرح اس عالم اسباب میں حضور گردن کشت دشمنوں کو نیچا دکھاتے اور اسلام کا ڈمکا عرب میں بجاتے پھر مزایہ ہے کہ جن بزرگوں کو یہ فرقہ معاذ اللہ منافق قرار دیتا ہے۔ انہی نے اسلام کو اقصائے عالم تک پہنچایا ہے اور سلاطین عالم سے پانی بھرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس گروہ کو توفیق دے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے خوشگوار اثرات کا اندازہ اور اسلام کے حقیقی خادموں کی دینی خدمات کا اعتراف کر سکیں۔

**سریہ نبی طے** قبیلہ طے کا حال مشرف باسلام نہیں ہوا تھا۔ اس کی سرکشی بڑھنے لگی تو حضور

نے ۱۵۰ آدمیوں کو حضرت علیؓ کی سرکردگی میں اس قبیلہ کی تادیب کے لئے روانہ کیا۔ عدی بن حاتم طائی مقابلہ کے بغیر بھاگ گیا۔ حضرت علیؓ باقی قبیلہ کو قید کر کے حضور نبوی میں لے آئے ان میں حاتم کی بیٹی سفانہ بھی تھی جس کی سفارش پر حضور نے کل قبیلہ کی خطا بخششی کر دی حضرت سعدیؓ نے اس واقعہ کو یوں منظوم کیا ہے

نکر دند منشور ایمان قبول  
گروہے از لیشاں گرفتند اسیر  
بخوانند زبیں نامور حاکم  
کہ مولائے من بود ز اہل کرم

شنیدم کہ طے در زمان رسول  
فرستاد لشکر بشیر و نذیر  
ز نے گفت من و خنجر حاتم  
کرم کن بجائے من اے محترم



کشاوندز نجیر شق از دست پائے  
کہ راتند سیلاب خوں بیدریغ  
مزنیز با جملہ گردن بزن  
یہ تنہا و یار انہم اندر کمند  
یسمیع رسول آعدہ آواز دے  
کہ ہرگز نہ کرواصل و گوہر خطا

بفرمان پیغمبر پاک رائے  
دراں قوم باقی تھاوند تیغ  
بزراری بشمشیر زن گفت زن  
مروت نہ بینم رہائی نہ بند  
ہے گفت گریاں براخوان طے  
بہ بخشیدم اس قوم و دیگر عطا

اس خلق و مروت کو دیکھ کر عدی حاضر خدمت بنوی ہوا اور  
ساری قوم سمیت مشرف باسلام ہو گیا۔ حضور نے اس سے تین  
پیشنگوئیاں فرمائی تھیں جو اس نے پچھتم خود پوری ہوتی دیکھیں  
۱، عدی! تمکو مسلمان غریب نظر آتے ہیں۔ بخندان میں اسقدر  
مال ہو نیوالا ہے کہ کوئی شخص مال لینے والا نہ رہے گا (۲) عدی!  
میری امت کا ایسا رعب اور کثرت ہوگی کہ ایکلی عورت قادیسیہ  
سے چلے گی۔ مکہ کا حج کرے گی اور اسے کسی کا ڈرنہ ہوگا (۳)  
عدی! آج کل حکومت اور سلطنت دوسری قوموں میں ہے  
واللہ وہ وقت قریب آ رہا ہے جب تو سن لیگا کہ ارض بابل کا  
سفید محل (لوشیراں کا درباری دیوان خانہ) مسلمانوں کے ہاتھ  
پر مفتوح ہوگا۔

الحمد للہ کہ یہ پیشگوئیاں حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں

پوری ہو گئیں اور خود عدی کے سامنے پوری ہوئیں۔ الحمد للہ  
علیٰ ذالک۔

## فرضیت حج اور بت پرستی کا خاتمہ

اسی سال ۱۳۵۷ء میں حج فرض ہوا۔  
حضور نے اپنے یادگار حضرت ابو بکر  
صدیق اکبرؓ کو امیر الحاج بنا کر روانہ  
فرمایا اور تین سو اصحابہ کو ان کے

ہمراہ کیا تاکہ وہ سب کو حج کرائیں اسکے بعد سورت برات کا نزول  
ہوا۔ جس میں حضرت صدیقؓ کی تعریف میں آیتہ فار بھی تھی۔  
اور اسکا صدیقؓ کا لوگوں کو سنانا خود سرائی سمجھا جاتا۔ اس لئے  
اس کا اعلان کرنے کے لئے حضرت علیؓ کو عقب میں روانہ کیا  
گیا۔ حضرت علیؓ نے مکہ شریف پہنچ کر جدید احکام سے بھی اہل  
مکہ اور ان تمام لوگوں کو حج کے موقع پر جمع ہوئے تھے مطلع  
فرمایا کہ آئندہ مکہ خدا پرستوں کا خاص شہر قرار پائے گا۔ اور کسی  
بت پرست کو یہاں آنے کی اجازت نہ ہوگی اور نہ کوئی حسب  
و دستور جاہلیت تنگاہو کر بیت الحرام کا طواف کر سکے گا جن لوگوں  
نے کوئی خاص عہد و پیمان کر رکھے ہیں وہ وقت مقررہ تک اسی  
حالت میں رہیں گے۔ باقی لوگوں کو چار مہینے کی دعوت دی  
جاتی ہے کہ اپنے اپنے ملکوں کو واپس چلے جائیں۔ اس مہینہ  
کے گزرنے کے بعد کسی کا عذر مسموع نہیں ہوگا۔

آج اس حکم کو نافذ ہوئے تیرہ سو تتر سال ۱۲۶۳ ہو گئے ہیں۔  
 اور کسی بت پرست کی مجال نہیں ہوئی اور نہ ہوگی کہ اس مقدس  
 جگہ کو بتوں کی آلائش سے ناپاک کرے۔ خدائی وعدہ مس  
 یبدی الباطل وما یعید سچا ہے بت پرستی سرزمین حجاز میں  
 کبھی عود نہیں کر سکتی۔ حجاز کی تو زمین ہی مقدس ہے۔  
 ہندوستان بھی خود بخود بتوں سے پاک ہوتا جاتا ہے۔ اسلامی  
 تعلیم سے متاثر ہو کر خود ہندوؤں میں آریہ مت والے بت پرستی  
 کا کھنڈن کر رہے ہیں۔ اور جن لوگوں کا مذہب بت پرستی ہے  
 وہ بھی فی الحقیقت اس کے قائل نہیں ان میں سے بھی کوئی  
 لاکھ میں سے ایک بھی شاید ہی بتوں کا بندہ کہلانے کو تیار ہو  
 فالحمد للہ علی ذالک۔

## ۱۰

و فود کی آمد و رفت | جب اسلام کا سکہ عرب میں بیٹھ  
 گیا تو مختلف اقوام کی طرف سے حضور  
 کی خدمت میں وفد حاضر ہونے لگے بعض قبول اسلام کے  
 لئے اور بعض حصول مراعات کے لئے ان وفد کے نام یہ ہیں۔  
 ۱۱، وفد خولان ۱۲، وفد محارب ۱۳، وفد عثمان ۱۴، وفد بنی الحارث  
 ۱۵، وفد بنی عیش ۱۶، وفد غامد ۱۷، وفد بنی خزاعہ ۱۸، وفد سلمان



(۹) وفد پنج (۱۰) وفد بخران حضور ان کی درخواست پر صحابہ میں سے ایک مبلغ  
 ساتھ کر دیتے تھے۔ جسکے ذریعہ ان میں اسلام کی خوب اشاعت  
 ہوئی۔ چنانچہ بنی محارت میں آپ نے حضرت خالد بن ولید کو روانہ  
 فرمایا۔ جن کی تعلیم سے وہاں کے لوگ مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح بخران  
 کی طرف حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو بھیجا تھا۔ وفد بخران نے حضرت  
 عیسیٰؑ کی شخصیت کے متعلق گفتگو کی تھی۔ جس پر آیتہ ان کُتِلَ  
 عِيسَى کُتِلَ آدھ الخ نازل ہوئی اسی میں آیتہ مباہلہ بھی ہے۔  
 اس کے نزول پر حضورؐ نے اپنے قریب ترین رشتہ داروں حضرت  
 حسن و حسینؑ کو بلایا۔ اور حضرت فاطمہ بھی آپ کے پس پشت  
 مبارک آکر کھڑی ہو گئیں۔ دوسری روایت میں حضرت علیؑ کی  
 موجودگی کا بھی ذکر ہے یہ اپنوں کو جمع کرنا یہ بتانے کے لئے  
 تھا کہ ہم ابھی مباہلہ کو تیار ہیں۔ اور بوجہ سبھا ہونے کے ہمیں اپنے  
 بال بچوں کا مباہلہ میں تلف ہونے کا اندیشہ نہیں۔ تم بھی اپنے  
 اقارب کو لے آؤ۔ تاکہ حق دیا ظل میں تمیز ہو جائے۔ وفد کے  
 عیسائیوں نے بوجہ اپنے دل میں چور کرنے کے مباہلہ میں خرابی  
 دیکھی اور عرض کیا کہ ہمارے لئے جزیہ مقرر کر دیا جائے۔ ہم  
 مباہلہ نہیں کرتے۔ حضورؐ نے ان کی التماس کو قبول فرمایا۔ اور  
 جزیہ کے عوض ان کو مذہبی آزادی حقوق کی حفاظت اور امن کا  
 پروانہ لکھ دیا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

غیر مذہب سے رواداری | بجزاں والوں کو جان مذہب زمین  
جاؤ اور کے متعلق خط اور رسول اللہ

کی حفاظت حاصل ہوگی خواہ وہ حاضر ہوں۔ خواہ غائب صاحب قبلہ  
ہوں یا اتباع کرنے والے ان کی حالت اور حقوق میں کوئی تغیر نہ  
کیا جائیگا۔ اور جو کچھ کم یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے اسے نہ بدلا  
جائیگا۔ پچھلے زمانہ کے ہتھات یا قتل کے مقدمات ان پر نہ چلائے  
جائیں گے وہ بیگار میں نہ پکڑے جائیں گے۔ ان سے وہ بیکی  
(عشر) نہ لی جائے گی ان کے علاقہ سے فوج عبور نہ کرے گی  
اس پر وہ امن سے یہ ثابت ہوا کہ اسلام کا مقصد بروز شمشیر  
اشاعت دین نہیں ہے اور وہ ہر ایک قوم کو جو امن و امان اور  
صلح و آشتی سے بود و باش رکھے پوری مذہبی آزادی اور حقوق  
ادا کرنے پر ہر وقت تیار ہے۔ مگر جو اسلام و مسلمین پر حملہ کرے۔  
اور ان کو نشانے تو اپنی حفاظت کیلئے مجبوراً انہیں تیغ بکف  
ہونا پڑتا ہے چنانچہ ہمارے بیان کی تصدیق میں خلفائے راشدین  
کے عہد مبارک کے کئی واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں۔

جتنی مذہبی آزادی یہود و نصاریٰ کو دولت علیہ عثمانیہ میں  
حاصل تھی خود عیسائی ممالک میں بھی نہ ہوگی۔ ہندوستان۔  
افغانستان۔ ترکستان کو ہی لو کہ ان میں زیادہ تر غیر اور شہزاد  
اقوام حلقہ گیوش اسلام نظر آتی ہیں اور ہرول اور ڈرپوک تو ہیں

جو ذرا سی دھمکی سے تبدیل مذہب کر سکتی تھیں۔ اپنے سے قدیم مذہب پر قائم ہیں۔ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ درجہ کی اقوام نے جو قبول حق کا مادہ اور روشن دماغ رکھتی تھیں اسلامی صداقت پر ایمان لا کر فوراً اسلام قبول کر لیا اور جن میں کھرے کھوٹے میں تمیز کرنے کا مادہ نہ تھا۔ وہ بدستور جہالت پر قائم رہیں۔

گزشتہ سال حضور علیہ السلام نے اپنی بجائے  
**حجۃ الوداع** حضرت صدیق اکبرؓ کو امیر الحاج بنا کر روانہ

فرمایا تھا۔ اس (سال) خود ارادہ حج فرمایا۔ جب اطراف و  
 الکاف کے مسلمانوں کو اس کا علم ہوا کہ حضورؐ خورج کو تشریف لے  
 جانے والے ہیں تو خلفت ابنوہ درایتوہ مدینہ میں جمع ہوئی شروع  
 ہو گئی جس میں ہر درجہ و طبقہ کے لوگ شامل تھے۔ ۲۵ ذوالحجہ  
 کو حضورؐ بمکہ متبعین مکہ کو روانہ ہوئے راہ میں جب کسی ٹیلہ یا  
 گریوہ سے گذر ہوتا تھا۔ تین بار تکبیر با آواز بلند کہتے تھے۔ راستہ  
 میں بھی مسلمان فوج در فوج اس قافلہ کے ساتھ شامل ہو جاتے  
 تھے۔ آخر کار جب مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو حضورؐ کا کلمہ  
 پڑھنے والوں اور آپ کے اشاروں پر جان دینے والوں کی تعداد  
 سو لاکھ کے قریب تھی۔

اللہ کے برحق کی فتح اور صداقت کی قوت ملاحظہ ہو



کہ وہی اہمنہ کا یتیم بچہ جسے آج سے بائیس برس پہلے جب اسی  
 مکہ میں لوگوں کو حق کی دعوت دی تھی تو تمام عزیز و اقارب مانند  
 غفارب کاٹنے لگے تھے۔ صرف چند سید روح اشخاص مثل ابو بکر  
 صدیقؓ ساتھ ملے تھے۔ وہ بھی بوجہ کمزوری کوہ صفا کے واپس  
 اور ارقم صحابی کے گھر میں در بند کئے جمع ہوا کرتے تھے۔ پھر  
 کچھ زیادہ ہو گئے تو مالک نے ان کی مخالفت کی کچھ حبش کو ہجرت  
 کر گئے۔ کچھ رہ گئے تو زندان خانوں میں ڈالے گئے۔ حضورؐ  
 خود تیس سال تک محصور رہے۔ آخر وطن سراپا خار بن گیا۔  
 یہاں رہنا ناممکن نظر آیا سب مسلمان ترک وطن پر مجبور ہوئے۔  
 حضورؐ نے رات کی تاریکی میں اسے چھوڑا ایک رفیق کے سوا اور  
 کوئی ساتھی نہ تھا۔ دشمنوں کو ان کے پچکر نکل جانے کا رنج ہوا  
 ان کے دار ہجرت (مدینہ منورہ) پر نو برس تک برابر حملے کرتے  
 رہے۔ آخر سر ٹکرا ٹکرا کر بیٹھ گئے۔ سیچ کا یوں بالا ہوا۔ باطل اب  
 گیا آج وہی اہل مکہ وہی عرب والے جو کلمہ حق سننے کو تیار نہ  
 تھے۔ اور پیغمبر خدا کی آواز سن کر کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے  
 تھے۔ حق کی قوت کے سامنے سر فکندہ ہو گئے۔ آج اس شخص  
 کے غلام ہیں۔ جس کو انہوں نے تنگ کر کے وطن سے ہجرت کرنے  
 پر مجبور کیا تھا۔ آج اسی کے ایک اشارے پر جانیں قربان  
 کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ جس کی جان لینا انہوں نے مقصد

زندگی گزار کھا تھا۔ خدا نے جو مومنوں کو بشارتیں دے رکھی تھیں  
وہ آج پوری ہو گئیں۔ اور مسلمانوں نے لَا تَحْزَنُوا وَلَا تَحْزَنُوا  
اَنْتُمْ اِلَّا عٰلَمُونَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنٰیْنَ کے منہ پر جانفزا کو  
اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ لیا۔ نیز ان کی کامیابیوں نے  
ان کو کامل الایمان ہونے کی سند و لاوی انہیں مومنین کے  
ساتھ آپ نے کچتہ اللہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ کے پہاڑوں  
پر تشریف لے گئے اور ان کی چوٹیوں پر سے کلمہ توحید بلند کیا  
اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ  
الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ  
انجن وعدہ دے کر عبدکے و حزم الاحزاب و وحدہ کے  
ترانے لگائے (ترجمہ) خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کا کوئی  
شریک نہیں۔ وہی مالک الملک ہے وہی سزاوار حمد ہے وہی  
ہر چیز پر قادر ہے وہی اگلا خدا قابل عبادت ہے۔ اسی نے  
اپنے وعدے کو پورا کیا۔ اسی نے اپنے بندہ (محمدؐ) کی مدد کی  
اسی نے دشمنوں کے تشکروں کو شکست دی۔

عرفہ ۹ (ذوالحجہ) کو حضور عرقات، مزدلفہ کے درمیان واقع  
واوی نمرہ میں اترے۔ پھر دن ڈھلنے کے بعد عرقات میں تشریف  
لائے۔ سوالا کھ تواری میں اللہ وائے خدا کے حضور میں  
مہرنگے کھڑے بن سہلے پڑے کفن کی طرح پہنے امیری فقیری

کا فریق دور کئے میدانِ حشر کا نمونہ بنائے کھڑے تھے۔ اللہ کی صداقت کی کامیابی! کیسا عالیشان نظارہ ہے۔

## خطبہ حجۃ الوداع

حضورؐ نے پہاڑی پر چڑھ کر اور اپنے ناقہ قصوا پر سوار ہو کر یہ خطبہ پڑھا

”لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔ لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی۔ اس شہر کی اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا۔ کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پا مال کرتا ہوں جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے طیارہ میٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو اپنے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن حارث کا خون (جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور نہیل نے اسے مار ڈالا تھا) میں چھوڑنا ہوں۔

جاہلیت کے زمانہ کا سود چھوڑ دیا گیا پہلے سود اپنے خاندان کا جو میں چھوڑتا ہوں اور عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ جو سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔



لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے انہیں بیوی بنایا اور خدا کے کلام سے تم نے انکا جسم اپنے لئے حلال کیا تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو (کہ اس کا اتنا تم کو ناگوار ہے) نہ آنے دیں۔ لیکن اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسی مار مارو جو تکلیف دہ نہ ہو۔ عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم انکو اچھی طرح کھلاؤ اور اچھی طرح پہناؤ۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ دے گا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ بیچگانہ نماز ادا کرو۔ سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوشدلی کے ساتھ دیا۔ خانہ خدا کا حج بجالاؤ۔ اور اپنے اولیائے امور و حکام کی اطاعت کرو۔ جس کی جزایہ ہے کہ تم پروردگار کے فرودیں بریں میں داخل ہو گے۔

لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت دریافت کیا جائے گا۔ مجھے فرما دو کہ تم کیا جواب دو گے؟  
سب نے کہا کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے

اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے ہم کو کھوٹے گھرے کی بابت اچھی طرح بتا دیا۔

اس وقت بنی صلعم نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے پھر لوگوں کی طرف جھکاتے اور فرماتے تھے۔

”اے خدا سن لے تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں۔ اے خدا گواہ رہنا کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں۔ اے خدا شاہد رہ کہ یہ سب کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں۔

وکیجو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں اس کی تبلیغ کرتے رہیں۔ ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کر نیوالے ہوں۔ جن پر تبلیغ کی جائے“

ناظرین! یہ خطبہ اسلامی تعلیم کا پتھر ہے۔ اس میں دینداری اخوت اور باہمی بود و باش کا کیسا اچھا سبق موجود ہے اگر مسلمان اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو کبھی گمراہ نہ ہوں۔ قومی اتفاق قائم رہے اور اتفاق کی برکت سے کسی سے مغلوب نہ ہوں۔

حضور جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو  
تکمیل دین کی آیت | اسی جگہ آیت الْيَوْمَ اكملتُ لَكُمْ

وَيُنَبِّئُكُمْ وَأَتَمَّتْ عَلَيْكُمْ لِعَمَلِكُمْ دَرَسْتُمْ لَكُمْ الْإِسْلَامَ  
 دِينًا كَانَتْ دَلِيلًا هُوَا - اس عظیم الشان کامیابی کے بعد حضور علیہ  
 السلام شادان و بھان مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے  
 راہ میں بہ مقام غدیر خم حضرت بریدہ اسلمیؓ نے یمن کے مال  
 غنیمت کی تقسیم کے متعلق حضرت علیؓ کی نسبت حضور نبویؐ  
 میں شکایت کی تحقیق کرنے پر شاکی کے فہم کا تصور ثابت ہوا۔  
 اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان سے جناب  
 مرتضیٰ کے متعلق پیدا شدہ غلط فہمی دور کرنے کے لئے حضرت  
 علیؓ کو ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَا فَعَلِيَ  
 مَوْلَا یعنی جس کا میں دوست ہوں علیؓ بھی اس کا دوست  
 ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو مبارک باد دی۔  
 اور سب خوشی خوشی مدینہ شریف پہنچ گئے۔ محض محبانِ مفرط  
 نے بات کا بتنگڑ بنا لیا ہے اور حضرت علیؓ کو ان کے مقام  
 سے بہت اونچے لے اڑے ہیں اور ”گرفرقی مرتبہ نہ کہنی زندیق“  
 کے مصداق بن گئے ہیں۔

السلام

جب دین مکمل ہو گیا اور اس کے سنبھالنے اور اشاعت  
 کرنے کے لئے اشداء علی الکفار رجاء و بینہم کی



شان رکھنے والی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ تو حضورؐ نے سفر آخرت کی تیاری کی تاکہ رفیق اعلیٰ کی رفاقت سے بہرہ تمام و حظ وافر حاصل کریں۔ ماہ صفر میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اور ان کو یہ خطبہ سن کر دین میں اور بھی پختہ بنایا۔

حضور علیہ السلام کا الوداعی خطبہ

”لوگو! میرا خدا کی سلامتی حفاظت اور

نصرت تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہیں رفعت و ہدایت اور توفیق عطا فرمائے اور اپنی پناہ میں رکھے آفات سے بچائے اور سلامت رکھے میں تم کو تقویٰ اور خدا ترسی کی وصیت کرتا ہوں۔ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ تم کو اپنا جانشین بنانا ہوں۔ غذاب الہی سے ڈرتا ہوں۔ اور خیال کرتا ہوں کہ تم بھی لوگوں کو اس سے ڈراتے رہو گے۔ تم کو لازم ہے کہ سرکشی بیکبر بڑھ کر چلنے کو خدا کے بندوں اور خدا کی بستیوں میں نہ پھیلنے دو آخرت کا گھر اسی کے لئے ہے جو دنیا میں بڑھ کر نہیں چلتے اور فساد نہیں کرتے۔ اچھی عاقبت صرف متقین کی ہے۔

لوگو! میں ان فتوحات کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو حاصل ہوں گی مجھے یہ ڈر نہیں رہا کہ تم مشرک بن جاؤ گے۔ لیکن ڈر

میں حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کو وہ بخدیٰ غمزہ سے بڑھیں جو بات بات میں مسلمانوں کو مشرکین کہہ دیا کرتے ہیں۔ حالانکہ حضورؐ اسکا فیصلہ فرماتے ہیں کہ مسلمان وہی ہے جو اللہ کے

یہ ہے کہ دنیا کی رغبت اور فتنہ میں پڑھ کر کہیں ہلاک نہ ہو جاؤ جیسا  
کہ پہلی امتیں ہلاک ہو گئیں۔

آخر میں فرمایا سلام تم سب پر اور ان سب پر جو آج سے لے  
کر قیامت اسلام کی وساطت سے میری بیعت میں داخل  
ہوں۔

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ  
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

مرضِ مفارقتِ ابدی سے چند  
روز پیشتر حضورؐ کوہِ احد پر تشریف  
لے گئے اور شہداءِ احد کے گریج

حضورِ صلعم کی مفارقت  
کا واقعہ اجاں نگاہ۔

شہداء پر الواعی نماز پڑھی پھر مدینہ کے گورستان میں آسودگان  
بیتع (سیدہ زینب سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم وغیرہ ہن) پر  
وعا کے لئے آدھی رات کو تشریف لے گئے اور تمام سابقین کو

حاشیہ بقایا صفحہ ۱۰۶ :- شرک میں کبھی ملوث نہیں ہونگے اس علم اسباب میں کسی سے  
توسل کرنا شرک نہیں ہماری ضرورت یا ایک روکڑ سے ولبتہ ہیں ہم جو ہیں کہ ایک دوسرے سے مطلب  
کریں اور اس سے بڑے سے بڑا موجد بھی بری نہیں پھر ہیں حیرت ہے کہ بزرگوں کے امتداد میں کوئی  
شرک آگھستا ہے جب دنیا واروں کے طلبِ مادی میں کوئی ہرج نہیں ایسی باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ  
مواحدین کو بندہ گلن دین سے حسد، جی تو وہ ان کی طرف رجوع پر ایسے برا فروختہ ہوتے ہیں۔  
حالانکہ ہندوگان دین کی تقسیم محض دین کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا مجددوں نے (بقیہ باضمر)

اِنَّا بَكْمُ سَلَا حَقُّوْنَ کا کلمہ سنا کر اپنی جلد تشریف آوری کا مشورہ  
 ستایا۔ ۲۹ صفر کو بیماری کا آغاز ہوا۔ تب شدید اور سخت درد سراسر لاحق  
 تھا۔ ایک صحابی ابو سعید خدریؓ نے اس پر تعجب کیا تو حضورؐ نے  
 فرمایا کہ انبیاء سے بڑھ کر کسی کو تکلیف نہیں ہوتی۔ اس لئے  
 ان کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

حضور علیہ السلام کل چودہ روزہ بیمار رہے۔ ان میں سے گیارہ  
 روزہ خود نماز پڑھانے رہے گیارہویں دن باوجود تین بار وضو  
 کر کے نیا رہونے کے بوجہ غشی مسجد تک نہ پہنچ سکے۔ آخر حکم دیا  
 کہ ابو بکرؓ نماز پڑھائیں جب وہ تعمیل ارشاد کے لئے صحن پر  
 کھڑے ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ خالی پا کر یار غار اور  
 تمام صحابہ پر بے اختیار نہ ایسی رقت طاری ہوئی کہ ان کے روزہ  
 کی آواز حضور کے سمع مبارک تک پہنچی اسوقت طبیعت کچھ سنبھلی  
 ہوئی تھی آپؐ نے صحابہ کا دوجہ اس شفقت کے جو آپؐ ان سے  
 رکھتے تھے، رنج و قلق میں پڑا رہنا گوارہ نہ کیا۔ اس لئے مسجد میں

حاشیہ بقیا صفحہ ۱۰۸۔ اہل و اصحاب بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبروں میں ایسا پہنچائی اور ان پر پڑنے  
 سے منع کمال چلا پکارا کی توہین کی حالانکہ عام مسلمانوں کی قبور پر جوتا پہننا کر چلنے اور ان پر  
 دھانا نہ لگنے کی بھی مخالفت ہے۔ چہ بایکہ بزرگان دین کے مزارات کو گھوما جائے اور  
 ان کی امانت کی جلائے۔



میں تشریف لے آئے اور بار بار غار کے بائیں ہاتھ بیٹھ کر نماز پڑھائی اور غار سے نکلتے ہو کر فرمایا: ”مسلمانوں! میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں خدا کی پناہ و نگہداشت اور نصرت کے حوالے کرتا ہوں۔ خدائے پر مبرا خلیفہ ہے تمہارے تقویٰ اور حفظ طاعت سے وہ تمہاری نگرانی کرے گا۔ بس میں اب دنیا سے علیحدہ ہونے والا ہوں اور اُسے چھوڑنے والا ہوں۔“

پھر گھر میں تشریف لائے اور جو کچھ گھر میں تھا وہ راہِ خدا میں دے دیا ہتھیار مسلمانوں کو بہرہ فرما دیئے جس رات کو انتقال ہوا ہے اس روز چراغ روشن کرنے کو قبل حضرت صدیق نے ایک پٹرو سن سے اودھار منگوا لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس سال سے جو میں گرو رکھی ہوئی تھی جس روز آپ کو سفر آخرت کرنا تھا اس کی صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرہ مبارک کا پرودہ جو مسجد کی طرف بٹھا ہوا تھا ہٹایا اور مسلمانوں کی صفیں نماز کے لئے درست دیکھ کر اپنی تربیم کے خوشگوار نتیجہ پر شکر اُٹھی ادا کیا اور مسرت قلبی سے چہرہ پر بشارت اور ہوشیاری پر مسکراہٹ کے آثار پیدا کئے۔ عاشقانِ جمال مصطفویٰ محمودِ دیدار محبوبِ آئینی ہو گئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں تسکین دی اور پھر تکلیف فرما کر مسجد میں تشریف لے آئے اور نماز حضرت صدیق

لے صلح ایک پیمانہ ہے جس میں قریش و مسیحی غلہ آتا ہے۔

اکبرؑ کے امتداد میں ادا فرمائی اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آخری فرض نماز تھی۔

مسجد سے نماز پڑھ کر آپؐ پھر حجرہ صدیقہ عائشہؓ میں واپس تشریف لائے سیدہ فاطمہؓ کی دلجوئی کی حسینؑ کو پیار کیا۔ ازواج مطہرات کو نصائح فرمائیں پھر حضرت علیؑ کو بلا کر انہیں لونڈی غلام کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کی اور صبر کی تلقین فرمائی حضرت علیؑ باہر چلے گئے حضرت عائشہؓ طیبہؓ نے سر مبارک اپنے زانو پر رکھ لیا ان کے بھائی عبدالرحمن بن ابوبکرؓ تازہ مسواک لائے۔ آپؐ نے لیکر اسے استعمال فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ کی زبان مبارک سے الصلوة الصلوة وما ملکت ایمانکم (نماز نماز اور لونڈی غلام کے حقوق) نکلا پھر فرمایا اللہم رفیق الاغلا اے خدا برترین رفیق (عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ اس کے بعد آپکا وصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اس دن دو شنبہ کا دن تھا تاریخ ۱۲ ربیعہ الاول تھی۔ اور ۱۳ کے ماہ جون کا رابع ثانی تھا۔

۲۲۳۲۰

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا میں بائیس ہزار تین سو روز قیام رہا۔ چالیس سال کی عمر میں آپؐ مبعوث رسالت ہوئے اس کی تبلیغ آپؐ نے آٹھ ہزار ایک سو پچیس دن فرمائی۔ مکہ معظمہ میں آپؐ

۱۰ حجۃ الوداع میں آپؐ کے ساتھ خیمہ ذریعہ لاکھ مسلمان فریضہ حج ادا کرنے کو آئے تھے اگر اس سے (بقیہ صفحہ ۱۱۱ پر)

کی عمر کے باون سال پسر ہوئے چالیس قبل نبوت اور بارہ بعد زراں  
 پھر باقی ایام زندگی یعنی کم از بارہ سال آپ اپنے وارث بھرت مدینہ  
 منورہ میں اقامت گزین رہے اور اب تک وہیں آرام فرما رہے  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم چار شنبہ کو حجرہ صدیقہ میں جہاں  
 آپ کا انتقال ہوا تھا چشم ظاہر میں سے پوشیدہ ہوئے آپ کی  
 نماز جنازہ پڑھنے میں نہیں گھٹنے خرچ ہوئے کیوں کہ حجرہ میں  
 دس آدمیوں سے زیادہ ایک وقت نماز نہیں پڑھ سکتے تھے۔  
 بغیر کسی امام کے پہلے کنبے والوں نے پھر مردوں نے پھر عورتوں  
 نے پھر بچوں نے نماز پڑھی۔ مدینہ اور اطراف مدینہ میں کوئی مسلمان  
 نماز جنازہ کے ثواب سے محروم نہ رہا یہی مضمون شیعوں کی  
 کتب معتبرہ اصول کافی اور حیات القلوب میں ہے،

حضور صلعم کی دعائے  
 نماز جنازہ

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ  
 اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ  
 وَ السَّعٰدٰتِ صَلِّ عَلَیْ رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ وَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَ النَّبِیِّیْنَ

حاشیہ یقینہ صفحہ ۱۱۰: گئی تعداد بھی صحیح ہے دلی عورتوں اور بچوں کی سمجھ جائے تو حضور کے  
 امتیوں کی تعداد اس وقت ساٹھ چھٹا کہ شمار کرنی چاہیے اسکو تبلیغ ایام پر تقسیم کرنے سے چونکہ کس فی کس  
 نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔



وَالصِّدِّيقِينَ وَالصَّالِحِينَ وَمَا سَجَّكَ مِنْ شَيْءٍ يَارَبُّ  
 الْعَالَمِينَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَاتِمُ الْيَتِيمِينَ وَسَيِّدُ  
 الْمُرْسَلِينَ وَامَامُ الْمُتَّقِينَ وَرَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ الشَّاهِدُ  
 الْبَشِيرُ الدَّاعِي بِإِذْنِكَ السَّرَاحُ الْمُنِيرُ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَسَلِّمْ

مدینہ میں بڑی مصیبت کا دن  
 مسلمانوں کے لئے  
 حضورؐ کا انکے درمیان

سے اٹھ جانا ایک عظیم ترین مصیبت تھی۔ اس حادثہ جانکاہ اور  
 سانحہ ہوش ربا کے صدمہ نے ان کے دل و دماغ پر بہت سخت  
 اثر کیا۔ حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے غم سے مدحال ہو رہے تھے اور وہ یہ  
 سنا نہیں چاہتے تھے کہ حضورؐ فوت ہو گئے ہیں ان سب کو آخر  
 اسی زبردست شخصیت رکھنے والے یار غار نبیؐ نے سنبھالا جس کو  
 حضورؐ نے دم واپسیں امام بنایا تھا۔ اور یہ ایسے مبارک پڑھ کر خدائے  
 حیی و قیوم کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بٹھائی۔ مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا  
 رَّسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ  
 لَلْقَلْبِ تُمْ عَلَا أَعْقَابُكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ  
 يَبْصُرَ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ (ترجمہ) محمدؐ بھی  
 ایک رسول ہیں ان سے پہلے رسول گذر چکے ہیں۔ کیا اگر وہ  
 فوت یا شہید ہوں تو تم اپنے پاؤں پھر جاؤ گے۔ اگر بالفرض کوئی  
 پھر بھی جائے تو وہ اللہ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتا اور اللہ شکر

گزاروں کو جزا دے گا۔

اپنے رسول کے مقرر کردہ امام کی زبان سے یہ کلمات سن کر حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ نے صبر و شکیبائی کا دامن پکڑا اور رضائے الہی کے سامنے گردن جھکا دی۔ حضرت علیؓ حضورؐ کے پاس تشریف لے گئے اور (جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ میں ہے) فرمایا میرے مانتا آپ پر قدا ہوں۔ آپ کی وفات سے موت وحی آسمان کی خبریں منقطع ہو گئیں آپ کی موت صدمہ عظیم ہے آپ کے فوت ہونے کی مصیبت حادثہ عظیم ہے۔ لوگ اس سے یکساں دلگیر ہو رہے ہیں۔ اگر آپ صبر کا حکم نہ دیتے۔ جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم رو رو کر آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتیں خشک کر دیتے پھر بھی اس کا رنج دائمی اور اس کا اندوہ ہمیشہ رہنے والا تھا۔ اور یہ دائمی رنج و اندوہ بھی آپ کی وفات کے کی مصیبت کے مقابلہ میں ہیچ ہوتا۔ لیکن موت ایسی چیز ہے جسے رو نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو اس وقت بفرط رنج و الم ارشاد فرمایا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مرقع پیش کر دیا۔ فرمایا۔

”در بجا وہ نبی جس نے فقر کو غنا پر اور درویشی کو تو نگری پر ترجیح دی وہ دین پر درجو امت عاصی کی فکر میں کبھی پوری

رات آرام سے نہ سویا۔ جس نے ہمیشہ بڑی استقامت و استقلال سے نفس کے ساتھ محاربہ کیا جس نے منہیات کو ذرا بھی نگاہ التفات سے نہ دیکھا۔ جس کے ضمیر منیر کے دامن پر مخالفین کی ایذا و اضرار کا ذرا بھی غبار نہ بیٹھا۔ جسے بڑا احسان کے دروازے ارباب فقر و احتیاج پر کبھی بند نہ کئے۔ آہ جس کے موتی جیسے دانت پتھر سے توڑے گئے۔

جس کی پیشانی انور کو توڑا گیا (پھر بھی ظالموں کو بددعائے دی) جس نے کبھی دو دن برابر نان جوین سیر ہو کر نہ کھائی آہ۔ آج دنیا سے رخصت ہوا (مدارج النبوة)

## مدینہ میں خلیفہ اول کا انتخاب

حضور علیہ السلام نے وفات سے پیشتر اپنے یار غار افضل البشر اجد الانبیاء بالتحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز جماعت میں امام مقرر فرما کر اور خود ان کی اقتداء میں آخری نماز پڑھ کر اشارتاً یہ بتا دیا تھا کہ تقدیر الہی و رضائے رسالت پناہی انہی کو مسلمانوں کا وائی امر بنانے کے حق میں ہے۔ پہلے حضور نے ان کی خلافت کے متعلق وصیت لکھوائے کا ارادہ بھی فرمایا تھا مگر اجدازاں تحریر سے اس کی توثیق کرنا تحصیل



حاصل خیال کیا اور فرمایا یا ابی اللہہ والمسلمون الا بائی بکو  
(جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے) یعنی خداوند تعالیٰ اور مسلمین سوائے  
ابو بکرؓ کے اور کو خلیفہ بنانے سے انکار کر دیں گے چنانچہ خدائی  
تقدیر اور رضائے بشر کے مطابق مسلمان انتخاب خلیفہ جیسے  
دو جگہوں میں انجمن ساز ہوئے۔

(۱) حضرت علیؓ کے گھر میں جہاں بنو امیہ اور بنو ہاشم کی انجمن  
تھی وہی دوسرا سقیفہ بنی ساعدہ میں جہاں انصار اپنے میں سے  
خلیفہ مقرر کرنے کی تجویز میں تھے مگر آخر وہی ہوا جو منظور خدا  
تھا اور اتفاق رائے سے سب نے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلیفہ  
تسلیم کر لیا۔ اور تمام نے طوعاً بیعت کر لی۔ حضرات شیعہ کا  
بیان ہے کہ تین چار اشخاص نے جن میں حضرت علیؓ بھی شامل  
تھے کرنا بیعت کر لی تھی۔ (جیسا کہ صولت حیدریہ صفحہ ۸ میں  
مذکور ہے) اور یہ شیر خدا پسر شہید کربلا کی شجاعت پر ایک بہت  
بڑا حملہ ہے۔

## مدینہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کی کامیاب خلافت

جب حضور علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو بعض نو مسلموں نے  
ارتداد حاصل کر لیا۔ چار مردوں اور ایک عورت نے نبوت کا دعویٰ

کر دیا اور لاکھوں آدمی ان ناپاک بیختم کے تابع ہو گئے نہروں  
 نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضورؐ کی وفات کا صدمہ اور یہ  
 مصائب کا ہجوم ایسا نہ تھا کہ ایک معمولی قابلیت کا انسان عمدہ  
 برا ہو سکتا اور اسلامی کشتی کو جو گرداب میں لپٹ رہی تھی سلامت  
 پار لگا دیتا مگر تقدیر ربی نے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا جانشین چنا تھا۔ وہ مافوق الفطرت دل و گردہ کا انسان تھا  
 وہ بناؤں پر یزدی حسن تدبیر سے تمام مشکلات پر غالب آیا۔ اگر  
 امت میں سے کسی انسان کو مشکلات کہہ سکتے ہیں تو حضرت  
 ابو بکر صدیقؓ کو کہہ سکتے ہیں۔ جس نے اسلامی مشکلات کو  
 حل کر دیا اور مسلمانوں کے بیڑے کو بحر مصائب کی کوہ شکن لہروں  
 سے بچا کر کنارے پر لگا دیا۔

اللہ اللہ کیا حوصلہ تھا صدیق اکبرؓ کا کیسی ہمت عالی تھی۔  
 ابو بکرؓ کی کہ اس وقت جب کہ بڑے شیروں کے زہرے آب  
 ہو رہے ہیں۔ اور مشورہ دیتے ہیں کہ سب فتنوں کے فرو کرنے  
 ہیں۔ ایک دم ہی ساعی نہ ہوں اور کم از کم اس لشکر کو تو شام  
 کی طرف روانہ نہ کریں جس کو حضور علیہ السلام نے مرض موت  
 میں اسامہ بن زیدؓ کی سرکاری میں روانگی کا ارشاد فرمایا تھا۔  
 مگر آپ جواب دیتے ہیں کہ میں اس مہم کو سر کرنے کے لئے ضرر  
 فتنہ بیج دوں گا۔ جو حضورؐ کی مراد تھی۔ خواہ میں مدینہ میں اکیلا

رہ جاؤں اور درندے مجھ پر حملہ آور ہوں پھر عرض کیا گیا۔ کہ  
 اے خلیفہ رسولؐ ان لوگوں سے تو فی الحال نرمی نہیں جو زکوٰۃ  
 دینے سے منکر ہو گئے ہیں۔ (ایسے مشورہ میں حضرت عمرؓ بھی شامل  
 تھے) تو آپؐ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ اے عمرؓ مجھے تم سے مدد  
 کی امید تھی۔ مگر تم خلاف توقع میری بتانی کی فکر کرتے ہو۔  
 جاہلیت میں تو تم ہر نیت سخت گیر تھے۔ تعجب ہے کہ بعد از اسلام  
 تم سست ہو گئے۔ واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے  
 میں ان منکروں سے جنگ کروں گا۔ اور اس ایک رسی کو  
 بھی مسلمانوں کے مفاد کیلئے حاصل کئے بغیر دم نہ لوں گا۔  
 جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں دیتے تھے چنانچہ  
 آپؐ کا عزم و استقلال دیکھ کر مسلمانوں نے آپؐ کے حکم کے  
 سامنے تسلیم خم کر دیا۔ اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ان ہمت  
 کے سر کرنے کو روانہ ہو پڑے۔ اور نہ صرف شام میں رومی لشکر  
 کو شکست دی بلکہ منکرین زکوٰۃ کو بھی سیدھا کر دیا۔  
 علاوہ اس کے جھوٹے نبیوں کے عظیم الشان لشکروں  
 کو بھی شکست دی۔ یہ مسلمانہ کذاب اور اسود بن کعب الغسی کو  
 ٹھکانے لگایا ان وجاہلوں کذابوں کے مٹانے میں سیف اللہ  
 حضرت خالد بن ولیدؓ نے بڑا کام کیا۔ اور اپنے سے کئی گنا لشکر کو  
 مولیٰ گاہر کی طرح کاٹ کر ڈال دیا۔



اس فتنہ ارتداد کو دور کر کے صدیق اکبرؓ نے ۳۳ھ میں بحرین، عمان اور یمن وغیرہ پر فوج کشی کی۔ اور انہیں مسخر کیا شہر ایلا کو فتح کیا۔ اور مدائن پر بروے صلح قبضہ کیا پھر حج کو تشریف لے گئے (پہلے سال آپؐ نے حضرت عمرؓ کو اس طرح امیر الحجاج بنا کر بھیجا تھا جس طرح حضور علیہ السلامؐ نے خود ایکوی واپس آکر حضرت عمرو بن عاص کو فوج و کیر شام کی طرف روانہ فرمایا ۳۳ھ میں اہل مدین کا واقعہ پیش آیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ یہ خوش خبری حضرت صدیق اکبرؓ کو ۲۲ تاریخ جمادی الاخریٰ کو بحالت نزع پہنچی۔ اس جنگ میں حضرت عکرمہ بن ابو جہل اور ہشام بن العاص شامل تھے۔ اس سال مرج الصفر کی لڑائی ہوئی۔ جس میں فضل بن عباسؓ شہر کیا تھے۔

مسئلہ کذاب کے مقابلہ میں جب بہت سے حافط شہید ہو گئے تو حضرت عمرؓ کے مشورہ سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے قرآن مجید کو زید بن ثابتؓ کا تب وحی سے جمع کرایا۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ سب سے زیادہ اجر حضرت ابو بکرؓ کو ملے گا۔ جنہوں نے قرآن مجید کو کتابی صورت میں یکجا کیا۔

الخضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ تقریباً سو دو سال زندہ رہے۔ اس قلیل عرصہ میں تمام حوادث و مصائب

و مشکلات پر غالب آنا ابو بکر صدیقؓ فرمایا تھا۔ سچ فرمایا ہے  
حضرت ابو بکرؓ یہ فرماتے کہ واللہ اگر حضرت ابو بکرؓ خلیفہ نہ ہوتے  
تو خدا نے واحد کی پرستش کرنے والا ایک بھی نظر نہ آتا۔

حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں مقام خلافت (مدینہ منورہ)  
کا رعب عرب سے باہر شام و روم پر بھی بیٹھ گیا جس نے حضرت  
عمر فاروق اعظمؓ کے عہد کی فتوحات میں بڑا کام دیا۔  
الغرض اپنا کام بخیر و خوبی انجام دیکر خلیفہ اول حضرت  
ابو بکر صدیقؓ ۲۴ جمادی الآخر کو سوا دو سال کی جدائی کے  
بعد اپنے ہاویٰ برحق کے پہلو میں قیامت تک آرام فرما ہو  
گئے۔

اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ

مدینۃ النبیؐ و الخلافت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

وہ اسلامی کھیتی جسے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بویا  
تھا اور جس نے حضورؐ کے عہد مبارک میں (اَخْرَجَ شَطَاكَ)  
سوئی نکالی تھی اور جس نے عہد صدیق اکبرؓ میں (فَاَذْرَاكَ) قوت

حاصل کی تھی اسے فاسْتَغْلَظَ فَاَسْتَوَىٰ عَلٰی سُوْقِهِ لِيُجِيبَ  
النَّارَ اَعْلٰی لِيَغِيْظَ رَحْمَ الْكَفَّارِ اس میں موٹی ہونے اور اپنی نال  
پر سیدھی کھڑی ہونے اور مسلمانوں کے لئے موجب مسرت اور  
کافروں کو نارحسد میں جلانے والی ہونے کی شان پیدا کرنے کیلئے  
ایک ایسے باغیان کی ضرورت تھی جو اسے پیشگی کے درجہ تک پہنچا  
دیتا۔ حضرت ابو بکرؓ کی روشن اور صائب رائے تمام صحابہ کے دل  
میں گھر کر چکی تھی۔ لہذا جب آپ نے اپنے مرض موت میں دین  
محمدی کی تہلکانی کھیتی کی محافظت اور امیاری کیلئے حضرت  
عمر فاروق اعظمؓ کو تجویز کیا تو تمام زرائع کے دل باغ باغ ہو  
گئے۔ اور کسی نے اس انتخاب پر اعتراض نہ کیا اور سب نے  
بطیب خاطر حضرت فاروق اعظمؓ کی بیعت کر لی اور مدینہ المنی  
دار الخلافہ قائم رہا۔

جب بیعت ہو چکی تو حضرت عمرؓ منبر پر تشریف لائے اور  
بعد حمد و ثنا حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ عوام الناس خصوصاً  
اعراب بدست اور سرکش اونٹ کی طرح ہیں جس کو قابو میں رکھتا  
ساریاں کا فرض ہے اور وہ سیدھی راہ پر جھبی چل سکتا ہے۔ جب  
بکھیل ساریاں کے ہاتھ میں ہو ساریاں کو خیال رکھنا چاہیے کہ وہ  
اونٹ کو کس طرف لے جا رہا ہے۔ پس اسے اہل عرب میں تم کو بادل  
بلند بنائے دیتا ہوں کہ میں تم کو سیدھی راہ پر چلاؤں گا۔ اور واللہ



باللہ ضرور طراط مستقیم پر چلا کر رہوں گا۔ جس طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے پیشرو کے صحیح معنوں میں جانشین ثابت ہونے اور انہوں نے جیسا کہا ویسا کر دکھایا۔ اسی طرح ان کے جانشین حضرت فاروق اعظمؓ بھی اپنی بات کے پکے اور ارادہ کے مضبوط نکلے اور واقعی انہوں نے جو اپنے پہلے خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا۔ اسے فعل میں لا کثرت ثابت کر دکھایا۔ چونکہ ان کی نبوت بخیر تھی اور حق کے سامنے کسی کی پروا نہیں کرتے تھے، اس لئے وہ ہمیشہ کامیاب ہوئے۔

حضرت عمرؓ کا عہد خلافت مسلمانوں کی ترقی اور خوشحالی کا عہد ہے۔ اس کی تفصیل کے لئے ایک بڑا دفتر چاہیے۔ یہ کتاب نہ اس موضوع پر ہے نہ اتنی گنجائش ہے کہ ہر بات بیان کی جائے مختصر الفاظ میں یہ سن لو کہ آپ کے عہد خلافت میں تمام عرب کے علاوہ شام۔ عراق۔ مصر۔ ایران۔ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اور قیصر روم نے بھی عاقبت سپر انگلی میں دیکھی۔ ہندوستان میں بھی تیر اسلام نے طلوع کیا۔ جہاں آگ بجتی اور بتوں کی پرستش ہوتی تھی۔ وہاں پانچ وقت اذان ہونے لگی۔ کفر و شرک کا نام مٹ گیا۔ اور توحید کا دھنکا بجنے لگا۔ چنانچہ اس مبارک عہد میں ایک ہزار چھتیس شہر دار الاسلام بنے لاکھوں اشخاص مسلمان ہوئے اور لاکھوں نے جزیہ دے کر مسلمانوں کی حفاظت میں آمنا قبول کیا۔ چار ہزار

مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں مٹ گئیں۔ اسلام کے نور تاباں سے مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک تمام ممالک منور نظر آئے اور ہر جگہ صحائے صلاحت میں ہر ایک ہدایت روشن ہو گیا۔ صولت فاروقی نے قیصر و کسری کے لشکروں کو شکست دی اور اسلامیوں کا سکھ کفار کے دلوں میں بیٹھ گیا۔ جسکا غیر مسلم مورخین کو بھی اعتراف ہے۔ اور ان کا یہ متفقہ قول ہے کہ اگر حضرت عمرؓ جیسا ایک اور مدبر۔ بہادر۔ عادل اور ہمدرد بنی نوع انسان خلیفہ ہوتا تو تمام دنیا میں سوائے اسلام کے اور کوئی دین نظر نہ آتا۔

حضرت عمرؓ اپام خلافت میں مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ دس دفعہ حج کرنے لگے اور ایک دفعہ بیت المقدس فتح کرنے (اس دفعہ حضرت علیؓ کو کار و بار خلافت سونپ گئے۔ روم اور ایران پر چڑھائی کے وقت آپ نے بہ نفس نفیس فوج کے ہمراہ جانے کا عزم فرمایا۔ مگر حضرت علیؓ نے ان کو یا صراہ اس ارادے سے روکا اور یہ وجہ بیان کی جو نہایت محقول تھی۔ کہ آپ کو دیکھ کر دشمن بے جگرانہ لڑائی کریں گے۔ کیونکہ وہ جاننے ہیں کہ اسلام کی ترقی اور کفر کی بربادی آپ ہی کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ پس اگر آپ کو خدا نخواستہ کوئی صدمہ پہنچ گیا تو پھر مسلمانوں کو ان کے اقتضائے بلا تک پناہ نہ ملے گی۔ اور آپ کے بعد کوئی ایسا مرجع نہ ہوگا

جس کی طرف وہ رجوع کریں اگر مسلمانوں کو غلبہ نصیب ہو گیا۔ تو  
 فہو المراد اور اگر اس کے خلاف طور میں آیا تو ان لوگوں کے  
 مددگار اور مسلمانوں کا مزجع تو آپ ہی بن جائیں گے (ملاحظہ  
 ہو شیعوں کی نہایت معتبر کتاب نہج البلاغۃ)

حضرت فاروق اعظم بیٹھے تو مدینہ میں تھے مگر بصیرت سے  
 اقصائے بلاد تک نظر تھی۔ آپ کی تدبیر و کرامت سے ہر جگہ  
 مسلمان مظفر و منصور نظر آنے لگے۔ فتح و نصرت ان کے قدم  
 چومتی تھی۔ اور اَنْتُمْ اَکَاغِلُوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ کے ہر جگہ  
 مصداق نظر آتے تھے۔

کفار کی طاقت نہ تھی کہ وہ مردانہ وار مقابلہ اگر کسی مسلمان  
 کو مغلوب کر سکتے یا نقصان پہنچا سکتے۔ آخر انہوں نے اسلامی  
 فتوحات کے سیلاب کو روکنے کے لئے حضرت عمرؓ کی جان لینے  
 کے منصوبے باندھنے شروع کئے اور ایک مجوسی فیروز کو اس  
 کام کے لئے مامور کیا جس نے آپکو نیاز کی تیاری کے وقت  
 مسجد میں بردلانہ طور پر زخمی کیا اور آپ ذوالحجہ کے آخری  
 دنوں میں مرتبہ شہادت پر فائز ہو کر یکم محرم ۲۳ھ کو دس  
 سال کی بابرکت خلافت کے بعد اپنے دونوں پیشروؤں کے  
 پاس ہمیشہ کے لئے آسودہ ہو گئے۔

کافر کے ہاتھوں پائی شہادت جو آپ نے



درگاہِ ربّ پاک میں رتبہ سوا ہوا  
پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار  
یارِ نبیؐ نہ مر کے بھی دم بھر جدا ہوا

## مدینہ میں دوم خلیفہ النبیؐ کی نشان

خدا کے رسولؐ کا دوسرا خلیفہ صدیق اکبرؓ میں مقیم اور عرب  
و عجم زیرِ نگیں ہے پیل تنوں کی زمین اسلامی شہسواروں کے گھوڑوں  
کے قدمِ چوم چکی ہے۔ رستم و اسفندیار کے بدنِ فاروقِ اعظمؓ کے  
نام سے زیرِ لکھن کا نپ رہے ہیں۔ ایران کے آخری بت پرست  
بادشاہ کی بیٹیاں لونڈیوں کی حیثیت میں مدینہ حاضر ہوتی ہیں  
اور آپؐ ان پر نظر نہیں کرتے اور دوسروں (امام حسنؓ وغیرہ)  
کو بخش دیتے ہیں (اصول کافی) آپؐ کو اپنے فقر و دست و نیر  
(علی المرتضیٰؓ) کی بیٹی (سیدہ ام کلثومؓ) بادشاہ ہوں کی بیٹیوں  
سے زیادہ باوقار اور عزیز ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں مالِ غنیمت  
آتا ہے۔ تو آپؐ سب سے زیادہ ان لوگوں کو دیتے ہیں جو نبی صلی  
اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قربت دار ہیں اور جنہوں نے سب سے  
اول نبیؐ کا ساتھ دیا ہے۔ روئے مقرر کرتے ہیں تو اپنا نام مزبوروں

کی فہرست میں لکھواتے ہیں۔ اینٹیں پاتھ کر پیٹ پالتے ہیں۔  
 درویشوں کے ساتھ مسجد کی سیڑھیوں پر سو رہتے ہیں۔ نہ کوئی  
 محل ہے نہ کوئی دربان نہ کوئی ایوان ہے نہ نقیب روم کے بادشاہ  
 کا اپنی آتا ہے اور خلیفہ کا دربار ڈھونڈتا پھرتا ہے اور جب اسکی  
 نکالیں کسی رفیع الشان قصر کو نہیں پاتیں جسکا نقشہ فتوحات  
 فاروقی پر نظر کر کے اُسے اپنے دل میں کھینچ رکھا تھا تو وہ دُعا  
 کرتا ہے کہ مسلمانوں! تمہارا خلیفہ کہاں ہے۔ وہ شخص کہاں  
 دربار سجائے بیٹھا ہے جسکی ہدیت سے قصر کسریٰ لرزہ باندھا  
 میں۔ اس تک رسائی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اس کے حضور میں  
 باریاب ہونے کے لئے کون کون سے چاوش یکس کس دربان  
 و نقیب کا وسیلہ تلاش کرنا پڑتا ہے۔ ان تمام سوالات کا جواب  
 جب اسے اس شعر میں ملتا ہے تو اُس کی حیرت کی کوئی انتہا  
 نہیں رہتی۔

بہر کہ خواہد گویاؤ بہر کہ خواہد گوہر و  
 گیر دار خاجب و دربان دین در گاہ نیست  
 وہ پینہ پوچھ کر وہاں جا پہنچتا ہے جہاں خلیفہ المسلمین  
 امیر المومنین ایک درخت کے نیچے فرش زمین پر سوئے پڑے  
 ہیں۔ شکل دیکھتے ہی سکنہ میں رہ جاتا ہے۔ اور بہت نہیں پڑتی  
 کہ جگائے۔ آخر آپ خود ہی بیدار ہوتے ہیں اور جوہنی سفیر کی

طرف دیکھتے ہیں۔ اسکا جسم بید کی طرح کاپٹے لگ جاتا ہے  
 حیران ہوتا ہے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے میں بڑے بڑے جلیل القدر  
 بادشاہوں کے عظیم الشان درباروں میں گیا ہوں مگر اس دربار  
 بادشاہ جلیبارعب و جلال کہیں نظر نہیں آیا۔ آخر اس نتیجہ پر  
 پہنچتا ہے کہ یہ خدا کی عطا کردہ ہدایت ہے۔ صداقت کا  
 رعب ہے۔ مصنوعی رعب و ادب اس کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں  
 مدینہ میں یہ بر عظمت خلیفہ بیٹھا ہے۔ ایک مصری اگر والی  
 مصر کے بیٹے کے ظلم کی تسکایت کرتا ہے۔ آپ بیٹے کے ساتھ اس  
 کے باپ کو بھی طلب کرتے ہیں اور مجرم کو مظلوم کے ہاتھ سے  
 سزا دلاتے ہیں۔

سکے بیٹے پر جرم ثابت ہوتا ہے تو آپ کا عدل اس کو بھی  
 کوئی رعایت نہیں دیتا حد شرعی جاری کی جاتی اور وہ اسی سے  
 جان بحق ہو جاتا ہے۔

بیداد جس پہ ہوتی ہے پاتا ہے آکر داد  
 عدل عمر کا دے ہے ہر اک پر کھلا ہوا  
 اک آنکھ دیکھتے ہیں گدا ہو کہ شاہ ہو  
 دونوں میں امتیاز نہیں ہے رکھا ہوا  
 دونوں سے مار مار کے بیٹا کیا ہلاک  
 وہ بھی نہ آشنائے رعایت ذرا ہوا



جس سپہ سالار میں ذرا سا غرور دیکھتے ہیں جس گورنر میں ذرا  
سی حکومت کی بو پاتے ہیں اسے فوراً معزول کر دیتے ہیں کسی  
کی مجال نہیں آپ کے فرمان سے سرتابی کر سکے نہ فرمان لکھوانے  
کی ضرورت ہے نہ خاص شاہی دستہ بھیجنے کی حاجت ایک آدمی کے  
ہاتھ کسی ہڈی کے ٹکڑے یا مٹی کے ٹھیکرے پر حکم لکھا ہوا مخاطب کے  
لئے مرگ مخاطبات کا حکم رکھتا ہے ۔

نام عمر فری کی چھائی ہے ہیبت جہاں تھاں

اک زلزلہ ہے سارے جہاں میں پڑا ہوا

مصری بہر سال ایک دوشیزہ لڑکی دریا ئے نیل کی بھینٹ  
چڑھاتے ہیں جس سے وہ ہم آغوش ہو کر بانسوں اچھلتا ہے مسلمان  
جب مصر کو فتح کرتے ہیں تو یہ جاپلانہ رسم بند کر دی جاتی ہے دریا  
میں طغیانی نہیں آتی مصریوں کے عقیدے خراب ہوئے لگتے ہیں  
فاروق اعظم مدینہ سے ایک رقعہ دریا ئے نیل کے نام روانہ کرتے ہیں  
جس کا مضمون یہ ہے کہ اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی طرف  
سے اہل مصر کے نیل کو لکھا جاتا ہے کہ اے نیل دریا اگر تو اپنی  
مرضی سے بہتا ہے تو نہ بہہ اور اگر تجھے واحد قہار بہانا ہے تو ہم  
اسی واحد قہار سے درخواست کرتے ہیں کہ تجھے بہائے ۔

اس رقعہ کے وصول ہوتے ہی دریا میں سیلاب عظیم آتا ہے  
اور اس کی طغیانی ۱۶ ہاتھ بلند اور لڑکیوں کی غرقانی کی رسم مصر

سے کالعدم ہو جاتی ہے۔

آخر یہ کیا بات ہے کہ انسان تو ایک طرف دوسری مخلوقات بھی حضرت عمرؓ کے حکم سے سترائی نہیں کرتی۔ اسکا نہایت معقول جواب حضرت سعدیؓ کو ایک پلنگ سوار نے دیا تھا۔ اور وہی ہم بھی نقل کرتے ہیں ۷

تو ہم گردن از حکم داور میبچ کہ گردن نہ ہیچ از حکم تو میبچ  
ان کی ہر بات اللہ دیتی خود غرضی کو دخل نہ تھا۔ اسلئے تمام مخلوقات ان کی تابع فرمان تھی۔

## مدینہ منورہ کی عظمت و عہد و النورین میں



حضرت عمرؓ نے اپنے وہ سالہ عہد خلافت میں سلطنت

تقر خلیفہ

اسلامیہ کو ایک اعلیٰ درجہ تک کی منظم سلطنت بنا دیا تھا۔ نظام حکومت قائم ہو چکا تھا۔ ملک کی تقسیم۔ محاصل کی شرح پولیس اور فوج کا تقرر۔ بیت المال کا قیام۔ رفاہ عام کے کام مختلف مذہبی اور ملکی صیغوں کے انتظامات بوجہ احسن مکمل ہو چکے تھے۔ جب آپ ابو لؤلؤ جو سی کے ہاتھ سے زخمی ہوئے تو آپ کو خلافت اسلامیہ کو سنبھال سکے والے کی جستجو ہوئی۔ خدا کے فضل سے مسلمانوں

میں شجاعوں کی کمی نہ تھی اور نہ مدبروں کی قلت حضرت علیؓ اور خالد  
 بن ولید جیسے شجاع اور حضرت معاویہؓ اور عمرو بن عاصؓ جیسے مدبر  
 موجود تھے۔ مگر آپ کو ایسے شخص کی تلاش تھی جو مہاجرین اولین  
 میں سے ہو سیدرواُحد وغیرہ عزوات اور بیعت رضوان میں شامل  
 ہو کر رضائے الہی کی سند حاصل کر چکا ہو۔ اور آپ کی طرح عصیت  
 اور قومیت کو اسلامی اخوت پر قربان کر دینے والا ہو۔ مگر آپ کی  
 دور بین نگاہ میں کوئی شخص ان اوصاف و کمالات کا مجمع نظر نہ آیا  
 کسی میں کوئی کمی تھی کسی میں کوئی۔ لہذا آپ نے فقر کی تمام  
 و کمال ذمہ داری اپنے سر لیا پسند نہ کیا اور عشرہ مبشرہ (دس جنتیوں)  
 میں سے جو باقی تھے ان کو نامزد کر دیا کہ وہ خود اپنے میں سے جس کو  
 اہل سمجھیں خلیفہ منتخب کر لیں۔ ان میں ایک حضرت سعد بن زید آپ  
 کے چچا کے پوتے تھے اور ممکن تھا کہ بوجہ قرابت انتخاب کے وقت  
 ان کا کچھ لحاظ کیا جاتا۔ اسلئے آپ نے ان کو بالکل شائبہ نہ کر دیا۔ اپنے  
 بیٹے حضرت عبداللہ کو بھی مشورہ میں شریک کر لینے کی اجازت فرم  
 دی۔ مگر فرما دیا کہ خلافت میں اسکا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ کیونکہ میں  
 نہیں چاہتا۔ بنی عدی میں سے اپن خطاب کے سوا کسی اور سے  
 بھی امت محمدیہ کے متعلق روز محشر سوال کیا جائے۔ یعنی میں  
 امت محمدیہ کی ذمہ داری کا بوجھ اپنے خاندان کے کسی فرد پر نہیں  
 ڈالنا چاہتا۔



وہ صحابہ جن کو حضرت فاروق اعظمؓ نے انتخاب کیلئے نامزد فرمایا یہ چھ بزرگوار تھے۔ ۱۱۔ حضرت علیؓ تھے۔ ۱۲۔ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ کے ہمزلف اور چھو بھی زاد بہن کے بیٹے ۱۳۔ حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کے چھو بھی زاد بھائی ۱۴۔ حضرت طلحہؓ حضرت علیؓ کے چھو بھی کے داماد ۱۵۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت علیؓ کی پوتی سیدہ سلیمہ کے خُسر جو حضور علیہ السلام کے ننہال میں سے تھے ۱۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ علی کرم اللہ وجہہ کی چچی کے بھائی۔ یہ سب حضرت علیؓ کے قریبی رشتہ دار تھے اور کوئی حضرت عمرؓ کا قریبی نہ تھا۔ انتخاب میں برفساد کے لئے آپؐ نے انصار کی ایک جماعت کو مامور فرمایا کہ جو ایک دو اشخاص جمہود کے فیصلہ کے خلاف طریق اختیار کریں انہیں فوراً قتل کر دینا۔

الغرض اس انتظام کے ماتحت حضرات نے باہم مشورہ کر کے حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔

حضرت عثمانؓ دو لہندہ سیماوت اور دینداری کی وجہ سے بڑے ہر دلعزیز بزرگوار تھے حضورؐ کی دو بیٹیاں (سیدہ زینبہؓ و ام کلثومؓ) یکے بعد دیگر آپؐ کے نکاح میں رہ چکی تھیں (ملاحظہ ہو اصول کافی و حیات القلوب وغیرہ) یوں بھی آپؐ بنو امیہ میں سے تھے جو حضور علیہ السلام کے عہد مبارک سے بنی ہاشم سے زیادہ ذمہ داری کے عہدوں پر مامور چلے آئے تھے۔ اس لئے ان کے انتخاب پر سب نے

اظہارِ اطمینان و مسرت کیا اور تمام ملکر اشاعتِ اسلام میں مصروف ہو گئے  
 اسلامی مبلغین مجاہدین کے ساتھ اشاعتِ دین کر رہے تھے نتیجہ یہ ہوا  
 کہ مدینہ منورہ ایسی وسیع سلطنت کا پایہ تخت بن گیا جس کی وسعت مشرق  
 میں کاتی کٹ واقعہ ہندوستان تک مغرب میں طرابلس سمیت انتہائے  
 افریقہ تک شمال میں ارضِ روم و آرمینیہ کی انتہائی حدود تک اس  
 میں شامل تھے اور جنوب میں بحیرہ روم سے گزر کر بحیرہ ہند تک اس  
 عظیم الشان اسلامی سلطنت کا پانی بھرتے تھے۔ یزید کی عظمت  
 و اقتدار خاک میں مل گئی اور وہ قیصرِ روم کی طرح حضرت معاویہؓ  
 کے لشکر سے شکست کھا کر اپنے آدمیوں ہی کے ہاتھوں مارا گیا  
 اب مسلمانوں کو قیصر و کسریٰ کی پر شوکت سلطنتوں پر اقتدار حاصل  
 تھا۔ اور دنیا میں کوئی ان کا مد مقابل نہ تھا۔

اسلام کی یہ شان و شوکت دیکھ کر دشمنانِ دین جل بھن  
 کر کباب ہو رہے تھے ان میں یہ طاقت تو خفی نہیں کہ اب مسلمانوں  
 کو قوت سے شکست دے سکتے۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں میں  
 پھوٹ ڈال کر ان کی جمعیت کو پراگندہ کرنا چاہا اور وہ اپنے بد راہ  
 میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہو گئے۔

# مدینہ منورہ کی بھرتی فرقہ سیائے کے ہاتھوں

حضرت عثمانؓ کا عہد خلافت بڑا پر امن عہد تھا مسلمان ترقی و خوشحالی کے میدان میں ہر قوم پر سبقت لے گئے تھے ایک کو دوسرے سے شکایت نہ تھی جناب ذوالنورینؓ پر لے دیجے کے حلیم تھے ان کے علم و حیا سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دشمنان دین نے فساد برپا کرنا کرنا شروع کر دیا۔ ایک صوبہ سے دوسرے صوبہ میں اس کے والی کے ظلم و ستم کی فرضی شکایات پہنچانی شروع کر دیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ملک میں گورنروں کے مظالم سے لوگ ظلم کناں نظر آئے۔ جب تحقیقات کی گئی تو شکایتیں بے حقیقت ثابت ہوئیں مگر مقیدین کب قائل ہوتے تھے وہ برابر اپنے کام میں مصروف رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابن سبا جو دراصل یہودی تھا اور منافقانہ طور پر مسلمان ہوا تھا۔ مصری باغیوں کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچا۔ حضرت عثمانؓ نے ان کے کہنے کے مطابق مصر کی ولایت پر حضرت علیؓ کے گیلڑ محمد بن ابی بکرؓ کو مامور کر دیا۔ مگر ان لوگوں نے ایک جعلی فرمان بنا کر جس میں اس نئے والی کے قتل کا حکم بنام والی مصر تھا ایک غلام کے ہاتھ روانہ کیا اور اسے سمجھا دیا کہ اس طرح قائل کے پاس سے گزرنا جو محمد بن ابی بکرؓ کو ساتھ لئے مصر کو جا رہا



ہے کہ تم پر شبہ ہو اور تم کو گرفتار کر لیں چنانچہ مقررہ منصوبہ کے مطابق یہ غلام مصر کی راہ میں فرمان قتل سمیت پکڑا گیا۔ یہ دیکھ کر مفسدین نے حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکائی ہوئی آگ پر اور تیل ڈالا نتیجہ یہ ہوا کہ محمد بن ابی بکرؓ بھی مفسدین کے ہم آہنگ ہوئے۔ مدینہ منورہ واپس آئے اور دار الخلافہ کو محصور کر لیا۔

حضرت عثمانؓ

کے مکان کو گھیر

لیا گیا۔ آپؓ دانہ

کی بندش کر دی

حضرت عثمانؓ نے کس طرح خونِ مسلم کی حرمت اور مدینہ کی محبت میں اپنی جان قربان کر دی۔

گئی۔ آپؓ کے پاس صحابہ کرام تشریف لائے اور مفسدوں سے لڑنے کی اجازت چاہی۔ غلام حاضر ہوئے اور حکم طلب کیا۔ کہ فسادِ مادہ سے مدینہ منورہ کو پاک کر دیں۔ مگر آپؓ نے خونریزی کی اجازت نہ دی اور فرمایا کہ کلمہ گوؤں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتا۔ غلاموں کو ہتھیار اتارنے کا حکم دیا اور کہا کہ جاؤ میں نے تمہیں آزاد کیا۔ مسلمانوں کو حج کرنے روانہ کر دیا آپؓ کو مشورہ دیا گیا کہ آپؓ لڑنا نہیں چاہتے تو مکہ تشریف چلے جائیں وہاں بوجہ حرم آپؓ محفوظ رہیں گے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر مفسدوں نے وہاں بھی فساد کر دیا تو حرم میں خونریزی کا وبال میری گردن پر ہوگا اور میں حسب فرمانِ نبویؐ حرم کی حرمت شکنی

سے عذابِ عظیم کا مستوجب نہیں بننا چاہتا پھر آپ کی خدمت میں  
صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ حضرت معاویہؓ کے پاس شام کو تشریف  
لے جائیں وہاں آپ محفوظ رہیں گے۔ اور کسی مفسد کا وہاں دخل نہ  
ہو سکے گا۔ آپ نے فرمایا میں اپنے دارِ ہجرت اور بنی کریم صلعم کی  
ہمسائیگی کو نہیں چھوڑنا چاہتا۔

الغرض آپ بیست روز تک اس حالت میں محصور رہے کہ  
نہ باہر سے دانہ آپکو پہنچ سکتا تھا نہ پانی۔ افسوس جس شخص نے  
بارہا سینکڑوں من غلہ مفت مسلمانوں کو لٹا دیا اور بیوی فرستے  
خرید کر وقف کر دیا آج وہ اپنے اہل و عیال سمیت بھوکا پیاسا  
پڑا ہے۔ اور ایسی حالت میں بھی اپنی جان بچانے کے لئے محض  
خونِ مسلم کی حرمت کے خیال سے اجازت قتال نہیں دیتا۔  
جان دے دی کی کسی کی بھی نہ خونریزی پسند  
خونِ مسلم کی دلِ عثمانؓ میں حرمت دیکھئے

بے رحم مفسدوں نے اس وقت کو غنیمت جانا اور ادھر ادھر سے  
دیواریں پھاندھ کر حضرت ذوالنورینؓ کے گھر پہنچ گئے۔ اور آپ کو  
مصرف تلاوتِ قرآن پایا۔ محمد بن ابوبکرؓ نے جا کر داڑھی پکڑ لی  
اس سے آپ نے فرمایا: تیرا پاپ تو اس داڑھی کی عزت کیا کرتا  
تھا یہ سن کر اسے بڑی شرم آئی اور آپ کو چھوڑ کر الگ ہو گیا  
دوسرے شریعہ پر ہی آگے بڑے اور تلواروں کے پیہم وار کر کے

آپ کو شہید کر دیا آپ کا مقدس خون آیۃ تَسْبِيْكَمُ اللّٰهُ  
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ پر گرا یہ قاتلین کی بد قسمتی کے فتوے  
پر مہر تھی کہ کامل الحیا والا ایمان کو قتل کر کے تم نے قیامت تک  
اپنے لئے ذلت و ادبار کو خرید لیا۔ خدا تم سے سمجھ لے گا۔ اور تم کو  
ادان لوگوں کو جہن کی آڑ لے کر تم نے یہ پاک خون گرایا ہے کی بھی  
کامیاب و بامراد نہیں کرے گا۔ قیامت تک روتے چلاتے رہو گے  
اور تمہارے مصائب کا کبھی خاتمہ نہ ہو گا۔

جو آپ بیرومہ سے کریم یاب امت کو ستم پہنچتی وہ سمجھے جائیں آپ خبر کے  
پچائیں بھوکوں نے سے جو سب اہل مینگو غضب و خنجری و عطش کے کھائیں چر کے  
ملاوت میں بھی دیکھا تو نہ کہے آپ کے قاتل اگر کہے تو نہ کہے کہ آپ کے سر کے

غنی پر ظلم بڑھ چڑھ کر ہوئے شہر سے ناری

روا ہوتا اگر ماتم غنی نہ لگا کرتے جی بھر کے

ان سبائی مفسدوں کا دل اس بے رحمانہ قتل سے سرزد نہ ہوا بلکہ  
آپ کے جسم مطہر کو دفن نہ ہونے دیا اور تقریباً وہی سلوک روار کھا۔ جو  
بعد ازاں شہیدان کر بلا کی لاشوں کے ساتھ کیا۔ آخر مسلمانوں نے موقع  
پاکر حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے جسد مبارک کو اسی سبز مین میں  
پیوند خاک کر دیا۔ جہاں حضرت علیؓ کی والدہ مدفون ہوئی  
تھی۔ اور جہاں بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارات تھے یعنی جنت  
البتیع میں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط



# مدینہ منورہ در عہد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

جب ۱۸ ذوالحجہ کو حضرت عثمان ذوالنورینؓ شہید ہو گئے۔ نو  
مفسدین نے حضرت علیؓ کو آگھیرا اور انہیں مجبور کیا کہ بیعت خلافت  
لیں آپؓ نے بہتیز انکار کیا اور فرمایا کہ میں خلیفہ بننے سے وزیر بنا  
زیادہ پسند کرتا ہوں۔ کسی اور کو خلیفہ مقرر کر لو۔ میں تم سے زیادہ  
اس کی اطاعت کروں گا۔ مگر مفسدین نے نہ مانا اور اس میں انہی  
بڑی بھاری شرارت تھی وہ یہ کہہ کر مسلمانوں میں فساد ڈلوانا  
چاہتے تھے۔ کہ حضرت علیؓ نے مدینہ میں بیٹھ کر حضرت عثمانؓ کو  
شہید کرایا۔ چنانچہ انہیں شہید کر نیا لوں کا آپؓ کے گرد ہجوم اس  
حقیقت کا کافی ثبوت ہے۔ قصہ مختصر مفسدین نے خود بیعت کر لی  
اور حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو (جو اس فساد کے زمانہ میں بغیر ہاجرین  
و انصار کے لشوری کے کسی کے یونہی خلیفہ مقرر کئے جانے کے اصول  
کے خلاف تھے) تلواروں کی چمک میں بیعت پر مجبور کیا۔ یہاں سے  
موقع پاکر وہ پھر اس قافلہ سے جا ملے جو حج کر کے مکہ معظمہ  
سے آ رہا تھا۔ اور شہادت ذوالنورین اور حضرت علیؓ کے مفسدین  
کے نرغے میں ہونے کی کیفیت بیان کی سب نے یہی مشورہ کیا۔  
کہ جمیعت فراہم کر کے حضرت علیؓ کو سبائیوں کے پنجہ سے غلصی دلانا

اور قاتلوں سے انتقام لینا ضروری ہے اس غرض سے وہ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے مفسدین کو اپنی جان خطرہ میں نظر آئی حضرت علیؓ کو مجبور کیا کہ وہ بھی ادھر کا رخ کریں چنانچہ فریقین کی باہم ملاقات ہوئی اور مصالحت ہو گئی۔ اس سے فسادیلوں نے اپنے آپ کو اور زیادہ خطرے میں پایا۔ رات کے اندھیرے میں دونوں طرف گھس گئے اور تیر مارنے شروع کئے ہر ایک نے یہی سمجھا کہ دوسرے نے بد عہدی کی۔ اس کا نتیجہ جنگ چل تھا۔ جس میں ایک طرف حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنینؓ مع صحابہ کبارؓ کے بھتیجے اور دوسری طرف حضرت علیؓ جو مفسدین کے نرغے میں تھے ہزاروں کلمہ گو کھیت رہے۔ خدا خدا کر کے لڑائی کا خاتمہ ہوا۔

اس کے بعد مفسد شام میں پہنچے۔ وہاں حضرت معاویہؓ گورنر تھے شامی ان پر بوجہ حسن خلق جان دیتے تھے۔ یوں بھی روم و ایران میں ان کی دھماک بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں کی ہمت سے یزدجرد کا خاتمہ ہوا تھا۔ انہی کی شجاعانہ یلغاروں نے قیصر روم کو کئی بحری شکستیں دے کر ہلاک کیا تھا۔ ان کو حضرت عثمانؓ سے نسبی قرابت بھی حاصل تھی مفسدین نے حضرت علیؓ کے خلاف دمشق میں جا کر زہر اگلا شروع کیا کہ آپ ہی کی سازش سے حضرت ذوالنورینؓ کا بھوکے پیاسے قرآن پڑھتے شہید کئے گئے۔ ان کی بیوی کی بھی انگلیاں کاٹ ڈالی گئیں۔ چنانچہ حضرت

عثمانؓ کا خون آلود کرتا اور کمی ہوئی انگلیاں جامع دمشق میں  
 بروز جمعہ مسلمانوں کو دکھائی گئیں اس سے دمشق میں ایک  
 کھلم مچ گیا۔ حضرت علیؓ اور قاتلین کے خلاف طوفان کی طرح  
 ایک جوش اٹھا۔

حضرت علیؓ بنو جو مدینہ کو چھوڑ کر کوئٹہ کو پہلے ہی سے الخلافہ  
 بنانے کے تھے۔ وعودیدان قصاص کی طرف بڑھے۔ بمقام صفین مقابلہ  
 ہوا۔ یہاں بھی ہزاروں مسلمان خاک و خون میں غلطاں نظر آئے۔  
 شامیوں نے قرآن کو پیش کیا کہ خدا را مسلمانوں کی خونریزی نہ کرو  
 اور کلام اللہ کے مطابق فیصلہ کرو۔ جنگ بند ہو گئی۔ دو شخص حضرت  
 علیؓ و معاویہ کی طرف سے مقرر ہوئے انہوں نے حضرت علیؓ کی موزلی  
 پر اتفاق کیا۔ فیصلہ سنا دیا گیا پھر بھی امیر معاویہؓ نے نصف سلطنت  
 اسلامیہ کا خلیفہ حضرت علیؓ کو رہنے دیا اور سب اپنے اپنے  
 گھروں کی راہ لی۔

اس فیصلہ حکمین پر شیعان علیؓ میں سے ایک گروہ ناراض ہو  
 کر خارجی بن گیا۔ کیونکہ اس کی نظر میں کلام اللہ کو چھوڑ کر انسان کو  
 حکم بنانا شرک تھا۔ علاوہ ازیں یہ شیعہ (گروہ) اس پر بھی ناراض  
 تھا کہ اگر حضرت علیؓ اپنی حق پر تھے تو انہوں نے صفین و جمل میں  
 مخالفین کو قید کر کے لوٹدی غلام کیوں نہیں بنایا۔ اور ان کا مال  
 و اسباب کیوں نہیں لوٹا۔ اگر وہ اس سلوک کے مستحق نہیں تھے



اور ان کے ایمان میں کوئی نقص نہیں تھا۔ تو ان سے لڑائی کیوں  
 کی اور کیوں ناحق ہزاروں مسلمانوں کا خون بہایا۔ اس مخالفت کا  
 نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت علیؓ نے رمضان شریف کے پہلے ہی میں مہلک طور پر  
 کوفہ میں زخمی ہوئے اور جانبر نہ ہو سکے۔ اور خواجہ کے خوف بھرتی  
 سے آپ کو چھپا کر دفن کیا گیا۔ اس لئے صحیح پتہ آپ کے دفن کا  
 کسی کو بھی نہیں۔ بعد ازاں قیاس کر کے نجف میں آپ کا نشان  
 مرتد قائم کر دیا گیا۔ کُلِّ صَنْعَةٍ عَلَيْهَا فَاِنَّ وَ يَتَّقِي وَجْهَ رَبِّكَ  
 ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔

افسوس مفسدین کی شرارت سے حضرت علیؓ نے مدینہ منورہ کو  
 دار خلافت برقرار نہ رکھا۔ ورنہ آپ بھی اسی نشان کے خلیفہ رہتے جیسے  
 کہ حضرات ثلاثہ تھے۔ مہاجرین و انصار کو چھوڑ کر بد عہد کوفیوں پر  
 اعتبار کیا جن کی بزدلی اور بد عہدی نے یہاں تک نوبت پہنچائی  
 کہ صرف کوفہ ہی کوفہ آپ کے قبضہ میں رہ گیا۔ اسلامی ترقی بالکل  
 رک گئی۔ پچیس سالہ عہد خلافت مسلمانوں ہی سے لڑتے گزر گیا۔ حج کو  
 بھی نہ جاسکے۔ کوفیوں نے آپ کو بہت شکستہ خاطر کر دیا۔ آپ آرزو  
 کیا کرتے تھے کہ اگر حضرت معاویہؓ و سن دس کوفیوں کے عوض ایک  
 ایک شامی مرد مجھے تباہی میں دیدیں تو میں بڑا خوش ہوں۔ مگر  
 وقت گزر چکا تھا۔ سبائیوں کی چالیں مات دے چکیں تھیں حضرت  
 علیؓ کچھ نہ کر سکے اور مایوسیوں میں دنیا کے بیت الحزن سے

رخصت ہوئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط

واللہ اگر حضرت معاویہ کی اعلیٰ درجہ کی سیاست اور تدبیر کام نہ کرتی تو فرقہ سپاہیہ کی شرارت اپنا کام کر چکی ہوتی اور رومی لشکر مسلمانوں کو خانہ جنگی میں مصروف پا کر دولت کھسکا آتا۔ اور شام و فلسطین عیسائیوں کے قبضہ میں ہوتا۔ مگر حضرت معاویہ کی لکار نے دشمن کے چھکے چھوڑا دیئے کہ اگر تم حضرت علیؓ پر حملہ کرو گے تو یہاں شخص جو علیؓ کی طرف سے تمہارے مقابل میدان میں اترے گا وہ معاویہ بن ابوسفیان ہو گا۔ تم ہماری محاصرت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ہم اسلام پر کفر کو کبھی غالب نہیں ہونے دیں گے چنانچہ دشمنان اسلام کو حدود اسلام میں پاؤں رکھنے کی بھی جرات نہ ہوئی تو

حضرت حسن رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں

جگر گوشہ بنت خیرؓ اور  
بہر دو جہاں واجب الاحترام  
و جہیہ و ہم و سخی و حلیم  
بخلد بریں سید وارجمند

امام حسنؓ ابن شیر خدا  
شبیبہ محمد علیہ السلام  
گل گلستان رسول کریمؐ  
بدوش ہی راکب دسر بلند

امام حسنؑ را خلافت رسید  
 کہ دور پیش کسی سال گزید تمام  
 امارت بداد و امامت خرید  
 پامت کرم کرد آن فی شعور  
 دگر بار شد مول او وطن  
 دگر بار مشک ختن در خنن  
 بقیان لب خشک و از فراق  
 ز حرم دیوان فای پیچید زو

چو شیر خدا شد بکوفه شہید  
 مگر بود فرمان خیر الا نام  
 چو ابن علیؑ ایس حدیث شہید  
 ز خونریزی مومنان شد نفور  
 ز کوفه بہتر پیاہد حسنؑ  
 تو گوئی کہ جاں باز آمد تن  
 پیاہد پس از شصت ماہ فراق  
 بسر کردہ نہ سال در یاد ہو

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسنؑ خلیفہ ہوئے  
 تیس ہزار کوئی آپ کو ابھارنے نہ تھے کہ حضرت معاویہؓ سے جا ملے ہیں۔  
 چنانچہ انہوں نے آپ کو میدان قتال میں لا کر کھڑا بھی کر دیا۔  
 مگر

سامنے جب آنکی صورت ہوئی (حاشی) دُور سب رخ و کدورت ہو گئی  
 حضرت معاویہؓ سے ملاقات ہوتے ہی برادرانہ اور اسلامی اخوت نے  
 ہوش مارا اور صلح ہو گئی۔ حضرت حسنؑ نے ایک لاکھ وظیفہ لے کر  
 خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی۔ اس پر مفسدین نے آپ کی  
 بڑی بے ادبی کی اور آپ کو مذلل المومنین خطاب دیا اور آپ کو  
 مومنین کے لئے معاذ اللہ باعث ننگ و عار بتایا۔ آپ نے فرمایا۔  
 میں نے جو کچھ کیا ہے مسلمانوں کی بہتری کے لئے کیا ہے مجھے



مسلمانوں کی خونریزی گوارا نہ ہوئی اگر یہ عار کی بات ہے تو بخدا عار

نار سے ہزار درجہ بہتر ہے ۛ

قاد صلیح میان دو لشکر اسلام حسن و خلیفہ گرفت ز کوفہ رفت برس

بجائے ہجرت جدو پدر بیا مد باز ز شتر و قنطاریل لفاق گشت مصوں

پھر کوفہ کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور عمر

کے باقی نو سال بڑے آرام و اطمینان سے بسر کر کے اپنی حالات و

خالو کے جوار جنت البقیع میں قیامت تک کے لئے آرام فرما ہو

گئے ۛ

میں دنیا میں جنت میں ہیں عقیقی میں بھی جنت میں

بنی کے پاس والے ہیں سبھی عیش و مسرت میں

## حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے کربلا میں

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ شیعان کوفہ کی بے وفائی بدعہدی

اور یزدی سے پورے واقف تھے اس لئے انہوں نے اپنے چھوٹے

بھائی امام حسین رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ ان کے فریب میں نہ آنا اور خلافت

کی آرزو نہ کرنا کیوں کہ ہمیں تجربہ ہو چکا ہے کہ ہمارے خاندان

میں نبوت کا شرف بس ہے اور یہ خلافت کے ساتھ ہمارے لئے جمع

نہیں ہو سکتا۔

امام حسن بن علی کی شہادت کے بعد جو ماہ صفر یا ربیع الاول میں واقع ہوئی کوفیوں نے امام حسینؑ کو خط لکھنے شروع کئے کہ آئیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں اور آپ کو آپ کے والدینؑ کو گوار کی خلافت دلاتے ہیں۔ مگر چونکہ حضرت معاویہؓ کی بیعت آپ کر چکے تھے۔ اس لئے اس کو لوڑ نا آپ نے گناہ سمجھا۔ اور ان کے خطوط کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ حضرت معاویہ کی وفات (۲۲ رجب ۴۰ھ) کے بعد ابو خالد یزید وارث تاج و تخت ہوا۔ سب نے اس کی بیعت کر لی مدینہ میں بھی پیغام پہنچا۔ امام حسینؑ کو والی مدینہ نے بیعت کے لئے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ کل مسجد میں مسلمانوں کے سامنے فیصلہ ہوگا۔ مگر آپ صبح ہی کو بتا رہے تھے کہ شعبان ۴۰ھ مکہ معظمہ کی طرف خلاف مشورہ صحابہ کرام روانہ ہو گئے۔

جہاں سارے تین مہینے امن و امان سے بسر کئے۔ کوفیوں نے یہاں بھی پہنچا نہ چھوڑا۔ اور آپ کو کرب و بلا میں ڈال کر ہی دم لیا جس دن آپ کے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل جن کو آپ نے بیعت لینے کے لئے کوفہ روانہ کیا تھا۔ کوفیوں کی بیوفائی کا شکار ہوئے۔ اسی دن (یعنی ۸ ذوالحجہ) آپ کوفہ میں پیش آمدہ واقعہ سے بے خبری کی وجہ سے والئی مکہ کے بہت روکنے کے باوجود کوفہ کی طرف روانہ ہو پڑے۔ راہ میں اس سانحہ ہوش ربا کی خبر ہوئی۔ والیسی کا غم کم کر لیا۔ مگر امام مسلم کے بھائی بندوں نے نہ مانا کہ یا جا کر

بدلہ لیں گے یا خود مر جائیں گے۔ مجبوراً امام حسینؑ کو ساتھ چلنا پڑا  
 دوم محرم کو کربلا پہنچے۔ حاکم کوفہ بیعت یزید کے متعلق نامہ و پیام  
 کرتا رہا۔ شیر خدا کے بیٹے شبیر نے بیعت سے انکار کر دیا۔ واپس یزید  
 کے پاس جانے کی اجازت مانگی۔ مگر وہاں بیعت کے لئے ہی  
 اصرار تھا۔ کچھ شنوائی نہ ہوئی آخر (دوم محرم ۶۱ھ) کو جنگ ہوئی  
 کوئی ہزار ہا کی تعداد میں تھے اور یہاں مردان جنگی کی تعداد تو  
 سے بھی کم تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امام کے ساتھی ایک ایک کر کے  
 شہید ہو گئے۔ امام نے بھی اسی راہ میں جان دے دی اور بولفظ  
 کلا (نہیں) یزید کی بیعت کے متعلق زبان سے نکلا تھا۔ اس پر  
 نامرگ قائم رہے اور "قول مرداں جاں دارو" کے مقولہ کو سچ  
 کر دکھایا۔

اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ ط

حضرت امام زین العابدینؑ مدینہ منورہ میں

حضرت علی بن حسینؑ (مرد زین العابدین) کربلا میں موجود تھے مگر  
 بوجہ بیماری میدان میں نہ نکلے اس لئے بمعہ اہل و عیال امام ابسلامت  
 یزید کے پاس دمشق پہنچا دیئے گئے یزید نے حسب روایات شیعہ



مندرجہ جلاء العیون بڑی خاطر و مدارات کی اور واقعہ کربلا کا سارا الزام  
 بہمن زیبا و کے سر و صلا۔ قاتل حسینؑ کو قتل کرا دیا۔ مجلس ماتم اپنے نماں  
 منعقد کرا کر مجالس عزاکا دل وازہ کھول دیا۔ امام زین العابدینؑ سے التماس  
 کیا کہ آپ شام میں رہنا چاہیں تو آرام تمام رہ سکتے ہیں۔ "ایں خانہ خاتہ نسبت"  
 آپ نے فرمایا کہ یہیں مدینہ منورہ میں ہی پہنچا دو۔ کیوں کہ دو مرتبہ ثابت  
 ہو چکا ہے کہ وہاں سے نکلنا ہمیں لباس نہیں آتا۔ بنزید نے امام عابد  
 کی رضا جوئی کو مقدم جانا۔ ہو ورج زیدیں اونٹوں پر کسوائے۔ اور  
 پورے عز و احترام کے ساتھ زاو راہ و مال و زر و بکیر رخصت کیا۔  
 نقد جو اس نے پیش کیا اس کی تعداد حسب تحریر صاحب طراز مذہب  
 مظفری ایرانی و کتاب الکھوف دس لاکھ روپیہ تھی۔ واللہ اعلم  
 بالصواب۔

الغرض امام موصوف واپس مدینہ منورہ کو تشریف لے آئے  
 اور زندگی کے باقی چونتیس سال یہیں بسر کر کے محرم ۹۵ھ میں  
 لاہر اسے عالم جاودانی ہو کر بعمر ۵۵ برس جنت البقیع میں دفن  
 ہوئے۔ اس وقت ولید بن عبدالملک کا دور خلافت تھا۔ امام  
 زین العابدینؑ کی اولاد میں سے امام محمد باقر و امام جعفر صادقؑ رض  
 مدینہ ہی میں اقامت گزین رہے۔ امام موسیٰ کاظمؑ کو ہارون رشید  
 مدینہ سے لے گیا۔ ان کا مزار کاظمین میں ہے امام علی بن رضا مشہد  
 میں اسودہ ہیں امام محمد تقیؑ کاظمین میں امام علی نقیؑ اور امام حسنؑ

عسکری سرمن رائے میں آرام فرما ہیں اور یہ ولد فوت ہوئے۔

# مسجد نبوی کی تعریف ایک عمیر مسیح کے قلم سے

## یورپین سیاحوں کا بیان

مدینہ کی عظمت کا نشان مسجد نبوی ہے جو شہر کے مشرقی حصہ میں ہے اس کا شاندار چار دیواری احاطہ شمال سے جنوب کی طرف چار پانچ سو فٹ لمبا اور چوڑائی میں اس کا دو تہائی ہے اب اس کی تعمیر نو ہوئی ہے اور احاطہ دگنا ہو گیا ہے۔ مینار اور مقدس مزارات پر اونچا گنبد پر عرب منظر پیش کرتا ہے۔ مگر خلقہ گھروں یا تنگ کوچوں سے گھرا ہوا اور نمایاں نہیں ہے بسوائے بڑے دروازے باب السلاک سے جو جنوبی سرے پر غربی جانب کو ہے مقدس مزار کی طرف اس کا رخ ہے۔ سنگ مرمر اور ٹائلوں سے بنا ہوا اور سنہری حروف سے منقش ہے۔ اس دروازے سے گزریں تو سامنے ستونوں سے گھری پٹی ہوئی جگہ دکھائی دیتی ہے۔ جہاں ان کی دس قطاریں ہیں جو جنوبی دیوار کے ساتھ ساتھ چلی گئی ہیں اس مقام کے کھری سرے کے قریب دیواروں سے ادھر ایک بے دروازہ جگہ یا حجرہ ہے جس پر قمیشتی پردے پڑے ہوئے ہیں یہی وہ مقام ہے۔

جہاں رسول خدا محمد (مصطفیٰ) حضرت زابو بکر رضی (حضرت) عمر رضی کی قبریں ہیں اس کے شمال کی طرف اسی قسم کا ایک چھوٹا مکبرہ ہے جس پر سیاہ پروانٹک رہا ہے اسے قافلہ کی قبر کہتے ہیں۔ ہر دو حجرہ آٹھریں ریلوں سے محیط ہیں اور پتیل کے تار ان پر اس طرح بنے ہوئے ہیں کہ مزارات پر چلتی نظر خاص سوراخوں ہی کے ذریعہ پہنچ سکتی ہے۔ یہاں طلب شفاعت کے لئے دعائیں مانگی جاتی ہیں اور دوسرے بزرگوں پر سلام پڑھا جاتا ہے۔

کھڑے کے سامنے کی ستونوں والی جگہ کم از کم رات کو روشنی سے موثر نہیں ہوتی۔ یہ رنگ مرمر سے فرش بستہ ہے اور اس کے شرعی حصہ میں کچی کاری اور جڑاؤ کام ہوا ہوا ہے۔ فرش پر قیمتی قابین ہے۔ جنوبی دیوار پر رنگ مرمر چڑھا ہوا ہے اور کھڑکیاں عمدہ منقش شیشوں کی ہیں اور بڑا کھڑا موثر شان پیدا کرتا ہے۔ باب السلام سے جو جنوبی دیوار کے ساتھ ساتھ زائرین سلام مزار کو داخل ہوتے ہیں۔ روضۃ الجنت سے انہیں کھڑا حد فاصل ہوتا ہے۔ اندرون صحن کی دوسری طرفیں کم گہرائی کی ستون دار جگہیں رکھتی ہیں جن میں تین یا چار قطاریں ستونوں کی ہیں صحن میں نبی صلعم کا چاہ ہے۔

لے کھڑے اور قبر کے درمیانی مقام پر سوائے خدام مسجد کے اور کوئی شاذ نام نہی ہا سکتا ہے۔ اس میں مسجد کے خزانہ جو بہرات اور سونے کی اشیاء کی شکل میں ہیں جو کبھی زیادہ تھے گرا کھڑے رہے سب سے آخر انہیں دیباہوں نے نویں صدی کے شروع میں لٹا



کچھ کھجوروں کے درخت ہیں جنہیں کہتے ہیں (حضرت) فاطمہ نے لگایا تھا۔ یہ جھنڈ دوسرے صحن سے بندوبست ایک چوبی پر وہ کے الگ کیا گیا ہے اب یہ کتواں اور کھجوریں ہٹا دی گئی ہیں۔

مسجد جسے عمر و عثمان نے وسیع کیا تھا۔ ولید نے حسب ہدایت عمر بن عبد العزیز کے میں اسے وسیع تر کر دیا اس میں امہات المؤمنین کے گھروں کو بھی شامل کیا گیا۔ اس طرح بنی کاہن اس مسجد میں داخل ہو گیا۔ خلیفہ ہمدی نے اسے ۳۸۶ھ میں اور وسیع کر دیا اور ۳۸۶ھ میں جل گئی۔ پرانی مسجد کی شکل اور وضع نئی سے نہایت عمدہ اور باقاعدہ تھی۔ اندرونی دیواریں نہایت قیمتی سنگ مرمر سے سجائی گئی تھیں اور بچی کاری کا کام بھی عمدہ ہوا ہوا تھا۔ اور اسی طرح یاہر کی دیواریں بھی پتھر کے جڑاؤ کام سے آراستہ تھیں جنوبی پیش طاق جوہر قطار میں ۷۱ تھے۔ ان پر سفید پلستر کر کے گلت کا کام ہوا ہوا تھا۔ دوسرے ستون سنگ مرمر کے تھے۔ ابن عبد الرزاق کا بیان ہے کہ مسجد کے ۸۰ دروازے تھے۔ جو ابن جبیر کے وقت میں جیسا کہ آج کل بھی ہے تمام سوائے چار کے بند کر دیئے گئے تھے۔ مینار اس وقت تین تھے۔

زوال خلفاء کے بعد بوجہ آتش زدگی مسجد کی حالت اچھی نہ رہی۔ اس کی مرمت مصری بادشاہ کرتے رہے یہ ۱۲۸۱ھ میں پھر نظر آتش ہوئی تھی پھر بھی ملوک مصری ہی نے اسے مکمل طور پر

مرمت کیا اب پرانی عمارت کا کچھ نشان سوائے چند ستونوں اور دیوار  
کے حصوں کے باقی نہیں۔ مینار بھی پھر بنے ہیں اور دو کا اضافہ اور ہوا  
ہے۔ مزار پر بڑا گنبد اس کے گرد کا کھڑا اور منبر تمام دوبارہ تعمیر کی  
تاریخ سے ہیں۔

## مدینہ منورہ کا محل وقوع

مدینہ ایک سطح مرتفع کے شمالی سرے پر دریائے طاس میں  
اور سلسلہ کوہ کے مغربی دامن پر واقع ہے جو بحیرہ احمر کے کنارے کی  
زمین کو عرب کے وسطی بلند ہموار میدان سے جدا کرتا ہے۔

مدینہ کے شمال کی طرف ایک گھنٹہ کی راہ پر کوہ اُحد واقع  
ہے جو ایک بڑے سلسلہ کوہ کی سرحدی شاخ ہے۔ مشرق کی طرف  
میدان ایک طویل سلسلہ کوہ سے کھڑا ہوا ہے جو آٹھ یا دس گھنٹوں  
کی مسافت پر ہے جس پر نجد کی ٹرک واقع ہے تیز رفتاریاں جن  
میں سے وادی قنات شمال کی طرف کوہ اُحد کے دامن میں اور وادی  
عقیق جو جنوب کی طرف چند میل کے فاصلہ پر ہے بڑی کار آمد ہیں  
ہاڑوں سے جلدی ہیں اور شہر کے مضافات مل کر مقام زغابہ  
تک پہنچتی ہیں۔ جو مغرب کی طرف ہے اور وہاں سے سمندر کی طرف  
جبال تھامہ کے درمیان میں سے نرول کرتی ہیں جو مدینہ اور

مینوع کے درمیان ایک ناہموار خطہ بنام واوی آدم ہے۔  
مدینہ سے جنوب کی طرف میدان مسلسل چلا جاتا ہے۔  
مگر اس میں خیف سی بلندی پیدا ہوتی نظر آتی ہے۔ مدینہ کے  
مضافات میں جاری شہ ندیوں نے اسے شمال عرب میں ایک اعلیٰ  
درجہ کی سیراب زمین بنا دیا ہے۔

مدینہ برائے اعظم کے ایک آتش فشاں مرکز کے پاس  
واقعہ ہے جو ۱۲۶۶ء میں پھوٹ پڑا تھا اور اس کے سیلابی مادہ کی  
لہر اس کی دیواروں سے ایک گھنٹہ کے فاصلہ پر پہنچی تھی اور اس  
نے واوی قنات کو اٹ دیا تھا۔ اسکی تاریخی زمانہ سے پہلے کی آتش  
فشاں کا یہ اثر ہوا کہ اس نے زبرہ میں آب کو محدود کر دیا اور  
یہ پانی عرب میں آبیاری کا بڑا کام دیتا ہے خواہ نخلتانوں میں  
کنوئیں کھود کر یہ کتنی ہی گہرائی پر کیوں نہ ملے بہت سے کنوئیں کھاری  
ہیں اور زمین کی قدرتی سیرابی کو نمکین مادہ نے جو اس شامل ہے  
خراب کر رکھا ہے مگر کھجور کے درخت ہر جگہ خوب اگتے ہیں۔

مدینہ کے گرد سوائے مغربی جانب کے درختوں کے  
جھڑ اور کھیتوں میں فصلیں حضور صلعم کے عہد سے مشہور چلی آتی  
ہیں۔ شہر کی یہ ہیئت بتا رہی ہے کہ وہ زراعتی شہر ہے نہ کہ مکہ  
کی طرح تجارتی اور نہ ہی اس نے معمولی تجارت کے سوا کبھی اس  
میں ایسی شہرت حاصل کی ہے جیسی کہ مکہ کو حج کی وجہ سے ہے۔



مدینہ منورہ دمشق سے جنوب کی طرف واقع ہے۔ اس کا  
فاصلہ ریلوے سے ۸۲ میل ہے اور مینوع سے جو بحیرہ احمر پر بندرگاہ  
ہے۔ ٹرک کے راستے مسافت ۱۴۲ میل ہے۔

مدینہ مکہ سے ۲۴۸ میل ہے۔ اونٹنوں کے قافلے اس فاصلہ  
کو دس گیارہ روز میں طے کرتے ہیں۔ لیکن آج کل مکہ سے براستہ جدہ  
مدینہ جاتے ہیں اور بس کے ذریعہ سے ۱۴ دن لگتا ہے۔

**شہر پناہ** | مدینہ کے گرد پتھروں کی مضبوط دیوار ہے جس میں  
برج اور چار اچھی صنعت کے بڑے بڑے دروازے

ہیں۔ شمال مغرب کی طرف ایک قلعہ ہے جس میں ترکی فوج رہتی  
تھی۔ ابن خلقان کے بیان کے مطابق جمال الدین اصفہانی کے  
زیر اہتمام دیواریں بارہویں صدی عیسوی کی تعمیر کردہ ہیں۔ آج کل  
فصیل کا زیادہ حصہ مسمار ہو چکا ہے۔

**نواح مدینہ** | شہر کا گرد نواح (جو اتنا ہی بڑا ہے جتنا کہ شہر)  
جنوب کی طرف ہے۔ درمیاں خانی جگہ ہے جہاں

قافلے اترتے ہیں۔ نواح میں ایک ندی جاری ہے۔ جو وادی قنات  
کی ایک شاخ ہے اس پر مینوع کی ٹرک بذریعہ ایک پتھر کے پل  
کے گذرتی ہے۔ نواح میں رہقانوں کے گھر ہیں تیس چالیس  
گھرانے مولیشیوں سمیت ایک ایک احاطہ میں رہتے ہیں۔ بنی صلی  
اللہ علیہ وسلم کے وقت بہت سے مدینہ کے قبیلے اسی طرح رہتے ہوں

مکہ مشہور مقبرہ بقیع جہاں صحابہ بنی امیہ کے مزارات ہیں شہر کے قریب  
 ہی مغرب کی طرف ہے۔ اس میں کبھی بہت سے مقبرے تھے  
 جنکا ذکر ابن جہیر نے کیا ہے۔ بر جرڈٹ نے ۱۸۱۵ء میں اسے  
 محض ویرانہ دیکھا تھا۔ مگر اس کے بعد پھر مرمت ہو گئی۔ اور  
 بعض مسجدیں تعمیر کی گئیں۔

## تاریخ مدینہ

نخلستان مدینہ (جہاں تک تاریخی زمانہ شاہد ہے) یہود کے قبضہ  
 میں تھا۔ ان کے درمیان یمن کے مہاجر بھی آیا ہو گئے تھے۔ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت (یعنی ۶۲۲ء) سے جب  
 تک کہ بنو امیہ نے دار الخلافہ دمشق میں منتقل نہیں کر لیا۔ مدینہ  
 نے دنیا کی تاریخ میں ایک نمایاں جگہ حاصل کیے رکھی۔ یہ ایسی وقت  
 کا مرکز رہا جس نے چند سالوں میں مشرق کی قسمت کو پلٹ دیا۔  
 مگر اس کا زوال بھی ویسا ہی سبز بلع اور مکمل تھا۔ معرکہ حند اور شہر  
 کی لوٹ کے بعد مدینہ کو پھر ویسا سی اقدار کبھی حاصل نہیں  
 ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحات مدینہ کو مکہ کی طرح  
 حرم قرار دیا مگر خلفائے راشدین کے بعد اس کی حرمت کم ہی محفوظ  
 رہی۔ خلافت کے زوال کے بعد جس کا ایک والی مدینہ میں رہتا

تھا۔ مقامی امیروں کو بدلتی رہنے والی خود مختاری حاصل رہی۔ جسے حکم برداری کی سختی نے خلی پذیر ہی رکھا۔ ترکوں نے مصر فتح کرنے کے بعد مدینہ پر مضبوطی سے قبضہ رکھا۔ مگر ان کی حکومت ۱۸۰۴ء میں کمزور ہو گئی۔ مگر آٹھ سال کے بعد پھر اسے ترکی مصری فوج نے لے لیا۔ اور قاضی اور شیخ الحرم قسطنطنیہ سے مقرر ہو کر آنے لگے۔ پچھلے سالوں حجاز ریلوے نے جو دمشق اور مدینہ کے درمیان ۱۹۰۸ء میں بنی ترکی اقتدار کو اور بڑھا دیا۔ یہ ریلوے تیس سال بند رہنے کے بعد پھر چالو ہونے والی ہے۔

شہر اور مصافات کے باشندے عموماً مالک

**باشندے**

اراضی اور کاشتکار ہیں۔ موخر الذکر شیعہ (امام علیہ) خیالات کے ہیں۔ اور ان کے رشتے ناطے آپس ہی میں ہوتے ہیں۔ یہ غنلی کہلاتے ہیں۔ خاص شہری تھوڑے ہیں۔ یہ نئے آباد شدہ حاجیوں کے ساتھ رہتے ہیں بعض مسجد نبوی میں ملازم ہیں بعض مزدور ہیں۔

مدینہ کے بازار تنگ مگر سترے ہیں اور کئی جگہ ان کا

**بازار**

فرش بچتے ہیں۔ بلات یا بٹرافرش بستہ بازار جو ایک مشرقی شہر میں غیر معمولی نقشہ پیش کرتا ہے۔ پہلی اسلامی صدی کی یادگار ہے۔

آب رسانی | زیادہ تر پانی موضع قبا سے جو دو میل جنوب کی



طرف ہے۔ بذریعہ زمین و درجہ بچوں کے شہر میں تقسیم کیا جاتا ہے۔  
یہ سلسلہ آبرسانی امیر معاویہؓ کے عہد میں باہتمام مروان ثانی  
ہوا۔ اور قریباً تیرہ سو سال سے اب تک جاری ہے۔

**انصار مدینہ** | انصار وہ لوگ کہلانے میں جنہوں نے نبی صلعم  
کی نصرت کی مدینہ کے چند خاندان تاحال یہ

دعوتی کرتے ہیں کہ وہ انہی کے نام لیوا ہیں۔ بعض صدیقی (یعنی  
از اولاد صدیق اکبرؓ) بھی ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مسلم کی غار  
مکرمی کے بعد جو ۸۳ھ میں ہوئی ایرانی آبادی ہجرت کر کے  
ہمراہ فوج موسیٰ بن نصیب سپین کو چلی گئی۔ تیرہ سو بیس حدی میں  
خزرج سے ایک بوڑھا آدمی اور اوس سے ایک بوڑھی عورت  
صرف قدیم انصار کی یادگار تھی۔ شریف کا خاندان جو اپنے آپ  
کو شہید گربلا کی اولاد بتاتا ہے۔ اپنے پاس صحیح نسب نامہ  
رکھتا ہے۔

(ماخوذ از کتب انگویری)

**مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کے راستے**

بیت اللہ سے حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چار راہیں  
(۱) درہب سلطانیہ: یعنی سلطانی راستہ عموماً قافلے اس راہ سے جاتے ہیں۔

بسا اوقات آبیار احسانی سے پیو الو و شمت ہو کر الحمرا یا بدو عباس  
میں مل جاتے ہیں یا خلیص ہوتے ہوئے پیو الماشی ہو کر مدینہ  
پہنچتے ہیں۔

مکہ معظمہ سے مدینہ شریف گیارہ منزل ہے۔ واپسی پر منزل قلیل  
سے سیدہ حاحدہ کو چلے جاتے ہیں جو یہاں سے دو منزل ہے۔ یعنی  
جذہ مونیہ سے ۹ منزل ہے اور براہ مکہ ۱۲ منزل (۳۶) و ذی الشریفہ  
اس راہ سے حجاز ریلوے مکہ تک لانے کی تجویز تھی۔ (۳) و سب  
تار میل الغیبیہ یہ راستہ مذکورہ بالا دونوں راہوں کے درمیان سے  
ہوتا ہوا خلیص میں مل جاتا ہے یہ نہایت پر خطر ہے۔ اس راستہ سے  
ساندنی سوار جاتے ہیں راستہ کا کوئی شیخ یا نبی عرب کا معزز رکن  
ضمانت دے تو اس طرف سے بامن گذر سکتے ہیں۔ (۴) مکہ سے  
جذہ دو منزل اور وہاں سے جہاز پر مینوع (دوسرے دن) پہنچ کر  
مدینہ کو آتے ہیں یہ راہ فستنا زیادہ آرام دہ ہے۔ مینوع سے مدینہ  
منورہ ۱۲ میل ہے۔ راہ میں پانچ منزلیں طے کر کے دیار محبوب  
تک پہنچ جاتے ہیں۔

**مدینہ منورہ کے بعض مشہور نام**

کثرت اسماء غلط مسیحی پر دلیل ہے۔ لہذا مدینہ منورہ کے  
ناموں کی کثرت اس کی خوبیوں اور محبوبیوں پر دل ہے۔ کتابوں  
میں نام سو تک پہنچتے ہیں۔ مگر ہم نہایت مشہور اسماء کے اظہار

پر کفایت کرتے ہیں :-

(۱) طابہ (۲) طیبہ (۳) طائبہ (۴) طیبہ (۵) اور مطیبہ یہ لفظ  
طیب سے مشتق ہے۔ جن کے معنی اچھا شیریں اور جائز ہیں۔  
(۶) بارہ (۷) حسنہ (۸) خیرہ (۹) خیرہ (۱۰) خیرہ (۱۱) مجبہ (۱۲)  
جلیبہ - (۱۳) محبوبہ (۱۴) جابرہ (۱۵) جبارہ (۱۶) جبارہ (۱۷) الایمان  
(۱۸) شافیہ (۱۹) ناصرہ (۲۰) عاصمہ (۲۱) فاضلہ (۲۲) مسلمہ (۲۳)  
محبینہ (۲۴) مبارکہ (۲۵) محبوبہ (۲۶) محروسہ (۲۷) محفوظہ (۲۸) مقدسہ  
(۲۹) مرحومہ (۳۰) سرزوقہ (۳۱) سکینہ (۳۲) المفر (۳۳) مکینہ (۳۴)  
الحرام (۳۵) البلد (۳۶) ارض اللہ (۳۷) ارض البجوت (۳۸) اکالہ  
البلدان (۳۹) اکالہ القرے (۴۰) بیت الرسول (۴۱) جزیرۃ الغریب  
وغیرہ وغیرہ۔

## حُرْمَتِ حَرَمِ رَسُولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ حرمِ نبیؐ کی حرمت کرے۔ یعنی اس  
میں (۱) کوئی گناہ کا کام نہ کرے۔ امام مالکؒ نے اس میں پیشاب استنجا  
کرنے کو بھی گناہ قرار دیا ہے اور موزی و حاشی جانوروں کے قتل کرنے

لے مدینہ کے معنی خواصوتِ فخر کے ہیں مگر طیبہ کو مدینہ منورہ کہتے ہیں کیونکہ ہمیں نور الہی جلوۂ فروغ ہے مدنی  
مدینہ منورہ کے رہنے والے کو کہتے ہیں اسی لئے کسی اور شہر مدینہ کا رہنے والا ہو تو وہ مدینہ کہلائے گا۔



کی بھی حماقت کی ہے (۲) بعض کے نزدیک اُسکے درختوں کو نہ کاٹے  
 نہ گرائے۔ تاکہ زائرین کی آنکھوں میں طراوت پیدا ہو (۳) کسی کو قتل نہ کیے  
 سوائے حملہ آوروں۔ کافروں اور بے ادبوں کے (۴) فاسقانہ اور  
 بے لگاہ زندگی بسر نہ کرے (۵) مدینوں کو تکلیف یا نقصان نہ پہنچائے  
 اس شخص کے لئے سخت بد بختی اور وسیا ہی کی وعید ہے جو  
 حرمتِ حرم کو توڑے،

حرم کی وسعت سمجھنے کے لئے جان لینا چاہیے کہ حرم شریف  
 کی حد مشرق کی طرف دس بارہ میل تک ہے مغرب کی طرف حد حرم  
 ذوالخلیفہ ہے۔ جنوب مغرب کی طرف حد حرم جبل عیسر ہے۔ جو  
 مدینہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ہے۔ امام مالکؒ اسی کے پار جا کر  
 پیشاب کرنے کا حکم کرتے ہیں۔ شمال کی طرف کوئی تین میل کے  
 فاصلہ پر جبل احد یا بقول بعض احد پہاڑ سے کچھ آگے جبل ثور  
 حرم مدینہ کی شمال حد ہے۔

## شہر مدینہ در ملک حجاز

حدود حجاز | حجاز اس ملک کا نام ہے جس میں مکہ و مدینہ واقع  
 ہے۔ اس کی حدود وسعت میں اختلاف ہے ابو الفدا حدود حجاز میں  
 بیان کرتے ہیں۔ شمالی طرف ایلمہ (قلعہ عقبہ) اور ریگستان جنوب

کی طرف میں مشرق کی طرف یہاں بعض مورخ یہاں کو داخل  
حجاز سمجھتے ہیں اور مغرب کی طرف بحر قلمزم -

دوسرے مورخین حجاز میں صرف اسی قطعہ ملک کو شامل جانتے  
ہیں جو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کے درمیان واقع ہے -

حقیقت یہ ہے کہ حجاز کی کوئی حد نہیں اس کی پولیٹیکل حدیں  
بہر ایک نسل کیساتھ کم و بیش ہوتی رہی ہیں ۱۰ سلعے اغلباً حجاز کی  
حدود اربعہ کی زیادہ تر صحیح تفصیل یہ ہے کہ اس ملک میں تمام  
ارض مقدس شامل ہے مینبرع کا بندر حجاز کی شمالی حد ہے اور  
جذہ کا بندر گاہ جنوبی اور مشرقی حد اس خیالی خط کو سمجھنا چاہیئے  
جو سیدھا مدینہ منورہ سے کوہستان طائف میں سے گزرے پس اس  
طرح حجاز ایک متوازی الاضلاع شکل کا قطعہ ملک ہے جو طولاً قریباً  
اڑھائی سو اور عرضاً قریباً ڈیڑھ سو میل ہے جس کا رقبہ ساڑھے  
سنتیس (۳۷) ہزار مربع میل ہوا -

## محل وقوع

مدینہ منورہ ملک نجد کی سرحد پر اس وسیع  
سطح مرتفع پر آباد ہے جو ملک عرب کا وسطی حصہ

ہے۔ شہر تین حصوں پر آباد ہے (۱) اندرون شہر (۲) حوالی شہر  
(مضافات یا سواوا) عظیم جسے منافہ کہتے ہیں -

۱۔ منافہ باب شامی اور مصری کے باہر وسیع میدان وقت کردہ امیر المومنین علاء الدین نے  
یہاں قلعہ اُگرتے ہیں اس کے چاروں طرف عالیشان مکانات ہیں -

آبادی شہر سے کچھ ہی کم ہے (۳) قلعہ

آبادی | پکستان برٹن مدینہ کی آبادی مکہ سے قریباً نصف بتاتا ہے ممکن ہے کہ ۱۸۵۳ء میں یہی تناسب ہو مگر ۱۹۱۳ء

میں ایک مسلم سیاح نے جو تحقیقات کی اس سے دونوں شہروں کی آبادی میں صرف بیس ہزار کا فرق باقی تھا جو شاید اب پورا ہی ہو چکا ہو۔ اور مدینہ کی آبادی بھی ڈیڑھ لاکھ ہو گئی ہو۔

دروازے | شہر مدینہ کچھ کچھ بیضوی شکل میں آباد ہے۔ اس کے گرد فصیل ہے بڑے دروازے چار ہیں (۱) باب

الشمی فصیل کے شمال مشرق میں ہے اسی دروازے سے راستہ جبل احد روضہ حضرت سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور کوہستان کی طرف جاتا ہے (۲) باب الجمعہ - شرقی فصیل میں ہے یہاں سے جنت البقیع اور نجد کی راہ ملتی ہے۔ ۳۔ ان ہر دو دروازہ کے درمیان باب الضیافت جانب شمال ہے۔ ۴۔ باب المصری جو مغرب کی طرف بڑا نافہ کی طرف کھلتا ہے۔ مصری اور مشرقی دروازے نہایت خوشنما اور عالیشان ہیں اس کے پاس پاس دو ہرے دو ہرے برج ہیں اور مختلف رنگوں سے رنگین ہیں ان کے اندر خوب چٹراؤ

مہ رفیق الحاج میں دروازوں کی تعداد اور نام یہ دیئے ہیں۔ (۱) باب العینیں یہ چھٹا حاج ایس داخل ہوتے ہیں۔ (۲) باب القبا (۳) باب العوالی (۴) باب الجمعہ (۵) باب الجبیری (۶) باب الشافی (۷) باب القرینہ (۸) باب الصغیر - اب فصیل کا بیشتر حصہ گر جانے سے کئی دروازے بھی ختم ہو گئے ہیں۔



کیا جاتا ہے اور بڑے سایہ دار ہیں۔

**بازار** | مدینہ منورہ میں دو بڑے بازار ہیں (۱) مسجد نبویؐ کے باب السلام سے شہر کے باب مصری تک اور (۲) مسجد نبویؐ کے

باب الوحید سے باب الشافعی تک علاوہ اُن کے اور بازار چھوٹے بھی ہیں (۱) سوق الخفیر یہ (سبزی ترکاری کا بازار) (۲) سوق الحبابہ (غلہ مندی) (۳) سوق التاراجہاں چاول اور گھی بکتا ہے (۴) سوق الطباخہ و نان بالوں کا بازار (۵) سوق البرسیم (گھاس منڈی) (۶) سوق البراج جہاں نیلامی کر نیوالے بدوی تاجر بیٹھتے ہیں۔

**فصیل و بروج** | شہر کے گرد فصیل چھ سو برس سے قائم تھی اس سے پہلے نہ تھی۔ یہ نہایت عمدہ اور بختہ ترشے

ہوئے پتھروں سے چونہ گچ لگا کر بنائی گئی تھی۔ دیوار میں جا بجا غل اور لمبے لمبے سوراخ تو ہیں اور بند و قیس چلائے کے لئے موجود تھے۔ اسی طرح نصف مدور برجوں اور مینار میں بھی فیروز کرنے کے لئے سوراخ رکھے ہوئے تھے۔

**قلعہ** | قلعہ شہر کی فصیل کے شمال مغربی گوشے سے ملا ہوا ہے اسی میں مسجد سیدنا عثمانؓ ہے۔ فصیل قلعہ شہر بنیاد کے مشابہ ہے۔ مگر جیسا کہ چاہیئے اس سے زیادہ تر مضبوط اور سنگین ہے۔ مانند ایک مینار نما برج ہے جس کے اوپر ہلال کا پرچم اسلامی اٹھاتا ہے۔ فصیل قلعہ سبز ناپا سفید ہے جس نے اس کی

لو بصورتی کو دوبالا کر دیا ہے۔ حسب بیان کپتان بدچوڑ برٹن یہ قلعہ  
 دہابوں اور بدوں کی شورش مٹانے کو توجیل الطارق کا حکم رکھتا  
 ہے۔ مگر چونکہ اس کے گرد نہ خندق ہے نہ حص بنی اور نہ  
 مہدچے اس لئے صرف توپوں کی ایک باٹری ہے اور دس پندرہ  
 شیل کے گولے اسے بیکار کر سکتے ہیں اور اس حلقہ پر شمال مغرب  
 کی طرف سے بلند پہاڑیوں کی زور پڑتی ہے۔

ہماری رائے میں ترک مدینہ منورہ کے گرد قلعہ کی تدبیر  
 کیجئے تو سکتے تھے اور ان کو قلعہ کی غزوری کا علم بھی ضرور ہو گا۔  
 مگر پچھلی جنگ عظیم میں شریف مکہ کا دشمن سے سازبش کرتا  
 خلاف توقع ظہور پذیر ہو گیا اور عثمانی ترکوں کو حضرت عثمان  
 ذوالنورین کی طرح حرم نبوی کو از مگاہ بنانا پسند نہ ہوا۔ اس لئے  
 وہ بغیر لڑے بھڑے مدینہ خالی کر گئے۔ قلعہ چھوڑ دیا۔ شہر کی حکومت  
 سے دست بردار ہو گئے۔ مگر حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں  
 غزیری نہ ہونے دی جس کی اللہ تعالیٰ انہیں جزا عطا فرمائے  
 گا۔ اور ان کا مرتبہ دایین میں بڑھائے گا۔ یہ قلعہ شکستہ ہو  
 ہو چکا ہے۔ اور اب سوائے بڑے دروازہ کے کوئی حصہ  
 سلامت نہیں۔





(شمال)

بیت المقدس

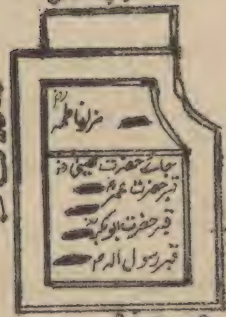
باب الحمیدی

۳۴۰ فٹ

باب الشی

۱۰۰ فٹ

شرق



باب التوبة

باب النور

۷۴۰ فٹ باب المواجهه ۳۴۰ فٹ

جنوب

بیت المقدس

مسجد نبوی قديم نقشه سطحی مسجد

دوشنبه نبوی

مسجد نبوی = ۳۴۰ ۷۴۰ فٹ

# مسجد نبوی صلعم مدینہ النبیؐ میں

مسجد نبوی در عہد نبوی | مدینہ منورہ میں سات ماہ کے قیام کے بعد حضور علیہ السلام نے

جو سب سے پہلا کام کیا وہ مسجد نبوی کی تعمیر تھا۔ اُس کی زمین حضرت ابوالیوب انصاری نے خرید کر دی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ پیٹھر اٹھا کر لاتے اور کام کرتے وقت اس پر پڑھنے میں شریک تھے۔

اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ

اے خدا! کامیابی صرف آخرت کی کامیابی ہے

فَاغْفِرْ إِلَّا نَصَارًا وَالْمُهَاجِرَاتِ

اے خدا! مہاجرین و انصار کو بخش دے

یہ مسجد حضور و صحابہ کرام کی سادگی کی تصویر تھی۔ دیواریں کچی اینٹوں کی تھیں چھپر کھجور کے پتوں کا اور ستون اس کے تنہ کے تھے۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف جانب شمال رکھا گیا۔ مگر جب تحويل قبلہ کا حکم ہوا تو اس طرف ایک نیا دروازہ قائم کر دیا گیا۔ اور قبلہ کا رخ جانب جنوب (مکہ معظمہ کی طرف) ہوا۔

کھجور کے پتوں میں آب باراں ٹپک ٹپک کر فرش خام کو کچھ

کر دیتا تھا جس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ اس لئے سنگریزوں کا فرش بنوایا گیا۔

حضور نے پہلے اس مسجد کو ۷۰ گز لمبائی اور ۶۰ گز چوڑائی پر تیار کر لیا تھا مگر فتح خیبر کے بعد اس کے طول میں تیس گز اور عرض میں پچاس گز بڑھا کر اسے طولا و عرضاً پورا سو گز بنا دیا۔

ازواج مطہرات کے مکانات بھی مسجد کے بالکل متصل بنائے گئے حضرت ام سلمہؓ ام حبیبہؓ زینبؓ جویریہؓ میمونہؓ زینبؓ جش کے مکانات شامی جانب تھے۔ اور حضرت عائشہؓ صفیہؓ سورہ جانب مقابل ازواج مطہرات کیلئے جو حجرے بنائے گئے انکا طول دس دس ہاتھ اور عرض سات سات ہاتھ تھا چھت کی اونچائی اتنی تھی کہ آدمی کھڑا ہو کر اسے چھو سکتا تھا۔ انوں کو چراغ نہیں جلتے تھے۔ دروازوں پر مکمل کے پردے اوپر لٹے رہتے۔

مسجد نبوی در عہد خلقائے راشدین | حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد

حضرت صدیق اکبرؓ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے مگر ان کا عہد مرتدین و منافقین کے قلع و قمع میں صرف ہو گیا۔ اسلئے ان کو توسیع مسجد کی فرصت نہ ملی یا یہ کہو کہ یار ظاہر بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہادی کی بنا کردہ مسجد کو مدت العمر سے بوجہ کمال محبت اسی ہیئت میں دیکھنا پسند کیا جیسا کہ اسے ان کے محبوب خلیفہ عالم نے چھوڑا تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بعد ۳۰ سال بعد میں حضرت فاروق اعظمؓ



امیر المومنین مقرر ہوئے آپ کا عہد خلافت اسلام و مسلمین کی ترقی و خوشحالی کا عہد تھا۔ آپ نے شانہ میں لیشمول مکان حضرت عباسؓ و نصف مکان حضرت جعفر طیارؓ مسجد کو وسعت دے کر ۴۰ × ۱۲۰ گز مربع بنا کر پانچ درجوں میں تقسیم کر دیا۔ عمارت ویسی ہی ساودہ رہی۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ۳۳ھ میں حضرت عثمانؓ و ذوالنورین خلیفہ مقرر ہوئے آپ نے پانچ سے سات درجہ کی مسجد بنوادی۔ ستون اور دیواریں پتھر سے تعمیر کرائیں اور ان پر نقش و نگار کرائے مسجد کو درخت ساج کی لکڑی سے مسقف کیا۔ گارے کی جگہ لوہا اور سیسہ استعمال ہوا اس مسجد میں حضرت جعفرؓ کا باقی نصف مکان بھی خرید کر شامل کر لیا گیا۔ منبر کو چھ درجہ زیادہ کیا اور قبلہ کی جانب محراب عثمانی قائم فرمایا۔ جو تا حال اسی نام سے موجود ہے حنفی مسلمانوں کی کثرت کی وجہ سے حنفی امام باپام حج اسی محراب میں کھڑا ہوتا ہے یہ مسجد ۳۹ھ میں شروع ہو کر ۳۵ھ میں ختم ہوئی۔ اور نہایت خوبصورت بنی۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حضرت علیؓ ۳۵ھ میں خلیفہ ہوئے۔ آپ نے مدینہ سے نکل کر کوفہ کو اپنا دار الخلافہ بنایا۔ باہمی خانہ جنگی میں آپ کا پچیسواں عہد خلافت تمام ہو گیا۔ ۱۰ سالے مسجد نبوی میں کچھ اضافہ نہ ہوا۔

خلافت نبویہ میں  
مسجد نبوی کی حالت

حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت  
حسنؓ کو فہم میں خلیفہ مقرر ہوئے مگر  
جلدی ہی آپؓ نے امیر معاویہؓ سے

صلح کر لی اور ایک لاکھ وظیفہ لے کر یار خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دیا اور خلافت چھ سال کے بعد پھر بنو امیہ کی طرف عود کر آئی ان کی خلافت ۴۲ سال تک رہی ۴۸ھ میں حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے جب کہ وہ ولید بن عبدالملک بن مروان کی طرف سے حاکم مدینہ منورہ تھے مسجد نبوی کے چاروں طرف کے مکانات خرید فرما کر اور حجرات ازواج مطہرات کو شامل کر کے مسجد کو وسعت دی اور اب وہ طولا دو سو گز اور عرضا ایک سو ساٹھ ۱۶۶ گز ہو گئی تعمیر کے لئے رومی قبطی کاریگر بنائے گئے۔ نقش و نگار اور طلا کاری پر چالیس ہزار مثنقال سونا خرچ ہوا۔ اور سوا دو لاکھ مختلف قسم کے نقش و نگار پراٹھا۔ چار سال تک برابر کام ہوتا رہا۔ مسجد کے ہر چار گوشوں پر چار مینار بنائے گئے اس کے بعد سلیمان بن عبدالملک نے اپنے دادا مروان کے مکان کو منہدم کر کے باپ پخواں مینار تعمیر کرایا۔

مسجد نبوی بعد  
خلفائے عباسیہ

خلیفہ ہمدانی بن منصور نے مسجد نبوی میں  
دس ستون زیادہ کئے اور نقش و نگار  
علاکار کی میں نہ کثیر خرچ کیا۔

۱۔ انگریزی اسکول پٹیہا میں برطانوی اسکول کے لکچر ہے کہ اس مدرسہ کا ماسٹر علی محمد بن عبد الغفری مسجد  
نبوی کو دعوت دی گئے مشغول اندازاً پورے تین چار سال سے

ماموں رشید نے ۱۲۷۷ھ میں بھی کچھ اضافہ کیا معتمد عباسی نے  
 پھر تعمیر شروع کی۔ لیکن تاتاریوں کی تخت و تاراج اور سلطنت عباسیہ  
 کے زوال کی وجہ سے جو خلیفہ کی جگہ گناہ شہادت پر مکمل ہو گئی مکمل  
 نہ ہو سکی۔ ناصر بن قلاوون نے جو ملوک مصر میں سے ہوا۔ اسکو اتمام  
 تک پہنچایا اور نئی چھت ڈالی۔

مسجد نبوی بحلافنت  
 سلاطین عثمانیہ

جب سے سلاطین آل عثمان کو خدا  
 نے عروج و کمال عطا فرمایا۔ انہوں نے  
 کوئی دقیقہ خدمتِ آستانہ جنت کاشتہ  
 میں فرو گذاشت نہیں کیا۔ چنانچہ سلطان محمد فاتح و سلیم خان نے  
 مسجد کو وسعت دی اور سنگ مرمر کے محراب بنوائے۔ محراب سلیمانیہ  
 سنگ مرمر و رخام سے بنا ہوا تھا حال موجود ہے جس پر یہ کتبہ لگا  
 ہوا ہے۔ افشاء هذا المحراب المبارك الملك المظفر السلطان  
 سليمان خان شاه ابن سلطان سليم خان ابن سلطان  
 بايزيد خان اعز الله الصارخ محمد وآله وسلم متادینہ منہر  
 جمادی اکاؤلی ثمان تسعمائتہ من ہجرت النبویۃ  
 سلطان عبد المجید خان قازمی نے مسجد نبوی کو از سر نو بنوایا  
 اور اسکی تعمیر میں نہایت تکلف و تصنع کیا۔ ساری مسجد کو قیوں سے  
 آراستہ کیا اور ہر قبة کو سیسے کی چادر مل سے منڈھوایا اور سطح باطن  
 کو نقشِ عمید سے معمور کیا۔ سارے ستونوں کو مٹلا اور سارے



دروازوں کو خصوصاً بلب السلام کو سونے سے لا دیا اور ساری مسجد  
 میں کیا روضہ اور کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچایا۔ یہاں تک  
 کہ باب حیرل کے باہر بھی سنگ مرمر کا فرش بنوایا۔ محرم شریف  
 میں پانچواں دروازہ باب مجیدی اور مجیدیہ مینار عظیم نہایت خوبصورت  
 تعمیر کرایا۔ اور محراب صحن ہر باغ الجنۃ کو زیادت حضرت عثمانؓ سے  
 ایک برتنی کٹہرہ لگا کر ممتاز کیا اور صحن مسجد میں باغ قاطعۃ الزہراء  
 کے گرد ایک سبز کٹہرہ لگا دیا اور ساری مسجد شریف میں قالین  
 پشتی منقش و مکلف کا فرش بچھایا اور مسجد کو چھوٹے فالتوس اور  
 شیشہ و آلات سے تزئین دی یہ سب زینت و زینت مسکنہ میں  
 بصرف ہفت کروڑ روپیہ کمال کو پہنچی جزاء اللہ خیر الجزاء۔

مسجد نبوی کے ستون | آج کل مسجد نبوی میں ۲۲ ستون  
 شمار کئے گئے ہیں جن میں سے

بیس حضور کے روضہ منور اور منبر مسجد کے درمیان اس جگہ میں  
 ہیں جو ریاض الجنۃ کہلاتی ہے (حسب قول نبوی مابین بیتی  
 و ضہوی روضۃ من ریاض الجنۃ) اس جگہ پر بیٹھ کر تلاوت  
 قرآن مجید کرنا اور نماز پڑھنا موجب ثواب و اجر عظیم ہے۔ اسلئے  
 ہر حاجی و زائر کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ اس کو اس جگہ قیام و  
 سجود و قعود کی سعادت حاصل ہو۔

محراب عثمانی کی طرف سات اور لکیر دار شہری انیس اور روضہ

منورہ میں آٹھ منقش و مطلق ستون ہیں۔ ستون کی بلندی ۱۵ فٹ  
اور عرض دور میں ۶ فٹ ہے۔ محرابوں کی بلندی ستونوں کی بلندی  
کے برابر ہے۔ ہر چار ستونوں پر ایک ایک گنبد لداؤ گا ہے۔ وہی  
چھت ہے اور ہر گنبد کے دور میں اندر کی طرف آیات قرآنی اور  
رنگ برنگ کے نقش و نگار ہیں :

پھر یہ ستون مختلف اقسام کے ہیں تاکہ عہد نبوی و خلفائے  
راشدین کے عہد کے حصہ مسجد اور دیگر وسیع کردہ حصہ میں تمیز کی  
جاسکے چنانچہ حضور کی حد مسجد کو سنگ رخام کے ستونوں سے  
نمایاں کیا گیا ہے ان ستونوں میں سنگ سرخ چار انگل مربع  
جڑے ہیں۔ عہد فاروقی و عثمانی کے درجوں میں سنگ مرمر کے  
ستون ہیں۔

مسجد کے اندرونی ستون سب کے سب منقش و مطلق ہیں۔  
سنگ ساق و سرخ کے ستونوں میں تمام نقش و نگار نہیں۔ صرف  
دو فٹ نیچے اوپر کام ہے۔ مگر محراب سب کے سب مطلق و منقش  
ہیں مسجد کے باقی تین طرف سادہ مگر نفیس سنگ سرخ کے ستون  
ہیں اور چار چار ستونوں پر ایک ایک گنبد ہے۔

ریاض الجنۃ کے بیس ستونوں میں سے  
آٹھ استوانہ ماثورہ کہلاتے ہیں۔ ہر ایک

ستون پر اس کا نام سنہری حروف میں مسطور ہے اور ہر ایک اپنے

مقام پر عہد نبوی کی تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ پہلے کا نام اسطوانہ مخلوق ہے اس کے سہارے کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام منبرینے سے پیشتر خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ اسی جگہ سے حنا کی گریہ و زاری کی آواز آتی تھی۔ اسی ستون کے ساتھ حنا ستون مدفون ہے۔ اس ستون کو خوشبو لگائی گئی تھی اس لئے اس کا نام مخلوق رکھا گیا۔ تمام صحابہ کرام اس جگہ تبرکات بیٹھا کرتے تھے (۲) اسطوانہ عائشہ الصدیقہ۔ (۳) اسطوانہ ابی لیاہ یا توہ۔ (۴) اسطوانہ سرسب (۵) اسطوانہ محرس یا علی ابن ابی طالب (۶) اسطوانہ وفود (۷) اسطوانہ مرحلۃ القبر یا مقام جبرائیل (۸) اسطوانہ تہجد۔

**محراب مسجد نبوی** | مسجد نبوی کے پانچ محراب ہیں جو سب کے سب سنگ مرمر کے منقش و مطلق ہیں (۱) محراب بنی مصلی اللہ علیہ وسلم (۲) محراب عثمانی (۳) محراب سلیمانی (۴) محراب تہجد (۵) محراب وکتہ الاغوات۔

**البواب مسجد نبوی** | مسجد نبوی کے پانچ دروازے ہیں۔ (۱) باب جبرائیل (۲) باب النساء شرقی جانب (۳) باب مجیدی شمال کی طرف (۴) باب السلام (۵) باب الرقت غربی سمت کو۔ نیز شمال کی طرف اور بہت مختصر دروازہ باب المخزن نامی ہے۔ سب دروازے بہت ہی خوبصورت منقش و مطلق ہیں۔ حجاج سب سے اول باب السلام کے راستہ حرم شریف



میں داخل ہوتے ہیں بواب جوتیوں کی حفاظت کیلئے دروازوں پر بیٹھے رہتے ہیں جو ہمار یوں میں رکھی جاتی ہیں جب زیارت سے فارغ ہو کر حاجی واپس آتے ہیں تو یہ دربان ہر ایک کو پہچان کر اس کی جوتی واپس کر دیتے ہیں۔ ہفتہ میں مدو آنہ کر ایہ مقرر ہے مسجد شریف کے نئے دروازے جدید نقشہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔

## مسجد نبوی کے مینار

مسجد نبوی کے پانچ مینار ہیں۔ (۱) جنوب مغرب کی طرف مینار باب

الاسلام (۲) جنوب مشرق کو مینارہ رئیسہ (۳) مینارہ باب الرحمتہ (۴) مغرب (۵) شمال مغرب کو مینارۃ المجیدہ (۶) مشرق مینارۃ السیلمانیہ مؤذن ان میناروں پر چڑھ کر آذان دیتے ہیں۔ تو دور دور تک ان کی آواز سنائی دیتی ہے ان کی خوش و شیریں آواز کی کیفیت ولذت کو ان خوش قسمت حاجیوں سے پوچھو جن کے کانوں نے ان کو سنا ہے۔ خدا ہر ایک مسلمان کو حرم نبوی کی زیارت نصیب کرے۔ ہر مینار پر تین مین حلقے روشنی کے نصب ہیں اور ہر حلقے میں چالیس لیمپ روشن ہوتے ہیں۔

## مسجد نبوی میں قابل زیارت مقامات

حرم مسجد نبوی مسلمانوں کے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

اس میں داخل ہوتے ہی زائر کے دل کو سرور اور آنکھوں کو نور حاصل ہو جاتا ہے اور ہر مقام پر پہنچ کر یہی دل چاہتا ہے کہ عمر یہیں پیٹھے بسر کر دیں۔

بہر طرف کہ لہشوق دلی نگاہ کنند  
گر شہد و امن دل میکشد کہ جاں ایست

حجرہ شریف اور خاص گروہ مقام جہاں حضور علیہ السلام بعد دو مقربین خاص آرام فرمائی ہیں۔ عاشقان جمال مصطفوی کے لئے قبلہ مراد و کعبہ حاجات ہے۔ اسے دیکھ کر پھر کسی اور طرف نظر کرنے کو دل نہیں چاہتا مگر وہ مقام زیارت گاہ خلق ہے۔ چالیس کروڑ کلمہ گویوں کا کعبہ مقصود ہے۔ ہر ایک کی آرزو ہوتی ہے کہ وہ مواجہہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں بدرجہ سلام و درود پیش کرے۔ لہذا خوش قسمتی اور مسرت کی گھڑی جلد گزر جاتی ہے اور زائر مجبور ہوتا ہے کہ اپنا شوق دلی پورا کئے اور ارمان نکالے بغیر آگے بڑھے۔ اس سے آگے چل کر زائر کو مشرقی دیوار میں ایک کھڑکی اس مقام پر نصب نظر آئے گی جو مہبط جبرائیل ایا محضر الملائکہ کے نام سے مشہور ہے یہاں پر کھڑے ہو کر وہ ہر چہار ملائکہ المقربین پر سلام پڑھے گا۔

اس کے بعد وہ اس مقام پر پہنچے گا جو ایک  
مزارِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مطابق حضور علیہ السلام کی چوٹی

پیاری بیٹی (سیدہ فاطمہؓ) کا مزار ہے اور جو حجرہ سیدہ عائشہؓ (جہاں اب حضور علیہ السلام کی آرام گاہ ہے) کے شمال کی طرف واقع ہے یہاں بھی زائر سیدہ مرحومہؓ کی روح پرورد و سلام پڑھ کر ایصالِ ثواب کرے گا۔

**بیر الہی** | اسی جگہ کے قریب زوار کو ایک کنواں بیر الہی نامی دکھائی دے گا۔ جس کے پانی کو عقیدت مند آب زمزم اور کوثر سے قیمتی سمجھتے ہیں اور زمزمیوں میں بھر کر تبرکاً اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اسکا پانی شیریں اور سرد ہے۔ یہ کنواں اب بند کر دیا گیا ہے۔

**باغِ فاطمہ** | یہیں ایک باغ سے آنکھوں کو طراوت حاصل ہوگی جو لیسان فاطمہ کے نام سے مشہور ہے اس کی کھجوریں، پیر اور اہلیاں بڑے خوش قسمت امراء کو دستیاب ہو سکتی ہیں۔ غرض اس تبرک کو کم ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ آج کل یہ باغ نہیں ہے۔

**روضہ جنت** | زائر مسجد نبویؐ میں ایک خاص قطعہ بہشتی پر پہنچے گا جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روضۃ

من ریاض الجنۃ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ اس میں از روئے پیمائش قریباً ساڑھے تین سو آدمیوں کی سمائی ہو سکتی ہے۔ مگر ہزار ہا زائرین کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اسی بہشتی ٹکڑے میں فریضہ نماز ادا



کریں اور وہ ضرور اپنی مرو میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔  
**منبر نبوی** | پھر مسجد نبوی کی زیارت کر نیوالے کی آنکھیں بارہ  
 درجوں والا سنگ رخام کا نہایت خوبصورت منبر

اسی مقام پر دیکھیں گی جہاں خاص حضور علیہ السلام کا چوبی منبر  
 نصب تھا یہ ترکی سلطان مراد خان بن سلطان سلیم خان نے  
 ۹۹۸ھ میں بصرہ پچاس ہزار روپیہ تیار کرایا تھا۔ جزاء اللہ  
 احسن الجزاء۔

**قفس النساء** | مسجد البنی کی مشرقی دیوار میں باب النساء  
 عورتوں کے داخلہ کے لئے مخصوص ہے اور  
 اسی کے پاس ایک جگہ ان کے نماز پڑھنے کے لئے الگ بنائی ہوئی  
 ہے۔ جسے قفس النساء کہتے ہیں۔ یہ بالکل پردہ دار ہے اس کے  
 اطراف میں لکڑی کی جالی لگائی گئی ہے جسے اندر کی طرف خوب  
 طرح پردوں سے بند کیا ہوا ہے۔ یہاں ایک وقت پانچ سو سنواریات  
 نماز پڑھ اور ہزار نماز کا ثواب حاصل کر سکتی ہیں۔ اگر رحمۃ اللہ علیہ  
 کی مسجد میں ان کے لئے انتظام نہ کر کے ان کو ثواب عظیم سے محروم  
 رکھا جاتا تو ان پر ایک گونہ ظلم ہوتا۔

**مصحف عثمانی** | حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مع القرآن کا وہ قرآن  
 شریف ہمیشہ سے قابل زیارت چلا آیا ہے۔  
 جس کی تلاوت کرتے ہوئے آپ باطنی فرقہ سبائی کے ہاتھوں سے

مدینہ منورہ میں شہید ہوئے اور آپ کا مقدس خون آیۃ  
 نَبِيكَ كَهْمُ اللَّهِ وَهُوَ الْحَمِيدُ الْعَلِيمُ پر گرا۔ یہ قرآن مجید  
 حجر مبارک میں ایک صندوق کے اندر محفوظ رکھا ہوا ہے بعض  
 کا بیان ہے کہ اب یہ قرآن مجید سلطان المعظم کے خزانہ قسطنطنیہ میں  
 ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محرّم حرم | اس گودام کا نام ہے۔ جس میں سامان روشنی  
 جمع رہتا ہے۔ یہ مقام حرم شریف کے شاہی  
 مستف میں ہے۔

مقام اصحاب صفہ | اصحاب صفہ ان عاشقان نبویؐ فدایان  
 اسلام کو کہتے تھے جو حضور علیہ السلام  
 کے عہد میں گھر بار و مال اور آرام و آسائش کو خیر باد کہہ کر  
 مسجد نبویؐ میں ایک صفہ (چبوترے) پر ٹھہرتے تھے اور دنیا کی کوئی  
 تکلیف انہیں مشاغل دینی سے نہیں روک سکتی تھی۔ انہیں میں  
 سے وہ لوگ تیار ہوتے تھے جو مختلف ممالک میں جا کر اشاعت  
 اسلام کرتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ انہیں میں سے تھے جن کی  
 روایت کردہ احادیث سے کتب حدیث مالا مال ہیں۔ اس وقت  
 اس جگہ کو دکنہ الاغوات کہتے ہیں جس پر نواجبان حرم بیٹھے  
 ہیں۔ یہ مقام مصلیٰ تہجد کے بالمقابل ہیں۔

کوکب الدّری | کوکب الدّری اس بیضہ کبوتر کے برابر

گراں بہا ہیرے کا نام ہے جو حضور علیہ السلام کے حجرے کے غلاف پر آدمی کے سبب کی بلندی کے برابر دیگر ہیروں اور موتیوں کے ساتھ آویزاں ہے (یہ کپتان برٹن کا مشاہدہ ہے) مولف رفیق الحاج اسے حضور علیہ السلام کے رخ مبارک کے سامنے قبلہ کی جانب پلور میں نصب بتاتے ہیں۔ یہ جنت اشیاء سلطان احمد بن سلطان محمد خان مرحوم نے روضہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بطور نذر پیش کیا تھا۔ کچ کل یہ ہیر ویاں سے ہٹا لیا گیا ہے۔

## حرم نور الہی میں نور علی نور

مسجد نبوی ایک تو خدا کے نور سے منور ہو رہی ہے۔ دوسرے مصنوعی روشنی اس بقعہ نور کو نور علی نور بنائے رکھتی ہے حرم نبوی میں نہایت بیش قیمت نایاب بلوری فانوس جھاڑ۔ بانڈیاں فراہم کی گئی ہیں جو سنہری زنجیروں سے آویزاں ہیں مختلف قسم اور رنگ کے بلوری درخت موجود ہیں جو راتوں کو روشن ہو کر فی الشجر الکاف خضر نارا کا سماں دکھاتے ہیں موم بتیاں علیحدہ جلتی ہیں محرابوں کے دونوں طرف روشن ہونے والی موم بتیوں کا قطر دو فٹ اور بلندی ۱۰ فٹ ہوتی ہے۔ گیس کے لمپ بجلی کی طاقت سے علیحدہ جلتے ہیں۔ فناریل بھی ساڑھے چھ سو سے کم نہیں۔ تمام جھاڑ فانوس



اسٹو سوائیس ہیں روشنی پر سلطان المعظم کے ہزاروں پونڈ سالانہ  
 اٹھتے ہیں۔ اب شریف مکہ میں اتنی وسعت کہاں کہ ان اختراجات کا  
 مشکفل ہو سکے۔ ماہ رمضان المبارک معراج کی رات ۲۷ رجب اور عید  
 میلاد النبیؐ ۱۲ ربیع الاول کو خصوصیت کے ساتھ حرم نبویؐ نور علی نور  
 بنایا جاتا ہے۔ حجۃ شریف کے اندر دو شمع خالص سونے کی ہم قوت  
 بلند رکھی رہتی ہیں۔ ان میں الماس جڑے ہیں۔ اگر تمام چہرے گل  
 ہو جائیں تو قدرتی نورانی چمک سے گل حرم محترم منور ہو جاتا  
 ہے۔

### نقشہ ملازمین مسجد نبویؐ و خلافت سلاطین بنو کی

یہ نقشہ ہم کپتان برٹن وغیرہ کے سفرنامہ سے مرتب کر کے پیش  
 کرتے ہیں جس سے سلطان المعظم کی وادی اولیٰ کا اندازہ ہو سکے گا  
 مندرجہ ذیل تنخواہوں کے علاوہ جن کی تعداد ۵ لاکھ روپیہ سالانہ  
 تھی۔ خواجگان حرم کو ۲۴ من فی کس غلہ بھی دیا جاتا تھا۔

نمبر شمار	نام عہدہ	تعداد ملازمین	ماہوار تنخواہ	ذمن منصبی
۱	شیخ الحرم ایکٹرک پاشا ہوتا ہے۔	۱	۱۶۰۰ روپے	حرم نبوی کے انتظام کی ذمہ داری اور عہدہ مقدس میں بدست خود چہرے جانا
۲	نائب الشیخ الحرم جو عمر یا ختمی ہوتا ہے	۱	۵۰ ہزار روپے	اعوانت جمع دانا ختموں کی سرکاری اور تقسیم فراغ
۳	مدیر الحرم	۱	۱۰ ہزار روپے	خزانہ دار و دیگر مالیاتی

نمبر شمار	نام عہدہ	تعداد عہدہ داران	ماہوار تنخواہ	فرض منصبی
۴	حفاظت بیت المال	۱	۲۰ روپیہ	بیت المال حرم نبوی کی حفاظت
۵	مستم	۱	۹۴۰ روپیہ	مخروں کا آفسر جو مسجد نبوی کا حساب کار و خرچ رکھتے ہیں (مخروں کی تعداد و تنخواہ کا پتہ نہیں)
۶	نقیب	۱	۷۰۰ روپیہ	مستم کی مدد
۷	بوابین	۱۵	۱۰۰ روپیہ فی کس	مسجد کے دروازوں کا کھولنا
۸	بفترہ و اغوت حرم	۲۸	۷۵ " "	مسجد کے عہدہ حصوں کی بار و بکشی
۹	بطالین	۱۳	۵۰ قرش فی کس	صفائی اور رات کو مسجد میں کسی کو سونے نہ دینا
۱۰	فراشتین	۳۰	۱۰۰ " "	مصلوں اور جامنا زوں کو اٹھانا اور بچھانا اور لمپوں میں تیل بھری ڈالنا
۱۱	سقفے	۳۰	۱۰ روپیہ	فرش پر چھڑکاؤ اور بنارین کو انجام لے کر پانی پلانا (ان پر بھی ایک سردار ہوتا ہے)
۱۲	شیخ المرشاد موزنوں کا سردار	۱	۱۵۰ قرش	کبار موزن کی سرداری (صرف بھی بیتار فیسب چٹھہ کر اذان کہہ سکتا ہے)
۱۳	کبار یا آقا	۶	۱۰۰ قرش	موزنوں کی آفسر دی اور گولانی
۱۴	موزن	۲۹	۱۸ روپیہ	اذان کہنا
۱۵	قاضی (چیف جج)	۱	پتہ نہیں ملا	یہ قسطنطنیہ سے مقرر ہو کر آتا ہے ایک سال تک مدینہ میں رہتا ہے اور دوسرا سال مکہ میں متعین کیا جاتا ہے

نمبر شمار	نام عمدہ	تعداد و قیمت داران	ماہوار تنخواہ	فرض منصبی
۱۶	مفتی (حق مالکی) اور شافعی	۳	۱۰ اشرفی فی کس	جنسلی مذہب کا مفتی نہ مصر میں نامزد ہوتا ہے نہ مدینہ میں نہ ہی جنسلی مصلیٰ ہے تنجب سے ولایوں نے حرم شریف میں بے اہلی کی ہیں لوگ جنسلی مذہب کو بھی بعض مسائل میں مشابہت کی وجہ سے ناپسند کرنے لگ گئے ہیں
۱۷	۴۱	۲۸۰	۲۲ روپیہ	امامت کا کام
۱۸	خطیب	۴۰	۳۳	خطبہ پڑھنا
۱۹	مشعلچی	۹۰۰	۱ روپیہ	تیل جی روشن کرنے کا کام
۲۰	ملازم	۲	۹	کبوتران حرم کو دانہ پانی پلانا
۲۱	سونار	۲	۱۹	حرم شریف کی منہری آئینہ روہیلی اشیاء کی درستی
۲۲	درزی	۲	۱۴	کلی حرم شریف کی سلاخی کا کام
۲۳	ایجنیز (ترک)	۱۰	۵۴۰	کلی مرمت اور تعمیرات حرم نبوی کی نگہانی
۲۴	رنگریز	۱	۸۵	کلی نقش و نگار پر رنگ پچھڑانا

تمام خدام حرم کو موقوف کر دیا گیا ہے حسب مشاہدہ سرکاری  
ظفر حسین پچھلے سال صرف تین تین امام و خطیب و موزن باقی تھے





وَاللَّهُ يَكْفُرُ عَنْكَ الْإِثْمَانَا

وَاللَّهُ يَكْفُرُ عَنْكَ الْإِثْمَانَا

عليه السلام

غلاف

مبارك مرقد اظهر محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم

# تعمیر حجرہ منورہ اور غلاف مبارک کا حال

جس جگہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمایا ہیں وہ پہلے  
 ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور وجہ مطہرہ بنی کریم علیہ السلام کا گھر  
 تھا جب حضور علیہ السلام کی روح اعلیٰ یطین کو پرواز کر گئی اور آپ کے  
 جسم اطہر کو پوزند خاک کر نیکا سوال پیش ہوا کہ کس جگہ دفن ہو۔ تو  
 حضرت ابو بکر صدیقؓ باریار غار بنی کریم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے ارشاد کے مطابق فرمایا کہ آپ کا مزار اسی جگہ بنے گا جہاں کہ آپ  
 واصل بحق ہوئے ہیں چنانچہ حضرت صدیقہؓ کا حجرہ ہی زیارت نگاہ خلق بنا  
 چونکہ زائرین کی آمد و رفت رہتی تھی اسلئے حضرت عائشہؓ نے اس  
 حجرہ کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ باریار غار حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا مزار بھی حضورؐ کے پاس ہی بنا اور فاروق اعظمؓ بھی باجائز حضرت  
 عائشہؓ پر اسی حجرہ حقیقہ میں مدفون ہوئے۔

صدیق اور شہید ہیں دونوں نبی کے پاس  
 تینوں پر فضل خالق ارض و سما ہوا  
 سب پہنچتے ہیں تینوں پر آنکھوں پر درود  
 ہے درمیاں فرشتوں کا تانتا لگا ہوا

تینوں کے جو غلام ہیں وہ باوقار ہیں

ان کی طرف ہے سارا زمانہ جھکا ہوا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کئی جھوٹے بیسوں اور  
منکرین زکوٰۃ نے لاکھوں کی تعداد میں سراٹھایا اس لئے جناب  
خلیفہ اول کا دو سالہ عہد خلافت میں کو سیدھا کرتے ہی میں گذر  
گیا اور روضہ مطہرہ و مسجد نبوی کی عمارت کی طرف توجہ نہ ہو سکی حضرت  
عمر بھی اپنے دونوں پیشروں کی طرح سادگی پسند تھے۔ اس لئے  
آپ نے اسی سادہ طریقہ سے مسجد کو وسعت دینے کے ساتھ حجرہ  
مطہرہ کو بھی کچی اینٹوں سے بنا دیا حضرت عمر بن العزیز نے حجرہ شریفہ  
کی بنیاد و عمارت کو وسیع کر دیا اور منقش اور کائے ہوئے  
پتھروں کی چار دیواری بنا کر گرد ایک اور چار دیواری احاطہ و خلیفہ  
کیچ کر دیا۔ ان دونوں چار دیواریوں میں کوئی دروازہ نہ تھا۔ پس شہ  
سے کوئی شخص قبر شریف پر نہیں پہنچ سکا۔ ۵۵۰ھ جمال الدین  
اصفہانی نے حجرہ شریف کے گرد و مندر کا کٹھن لگا دیا اور ابن ابی  
ہیمار وزیر خدیوہ مصر نے ایک غلاف دیباے سفید کا جس پر سرخ  
ریشمی پھول اور سورہ تسین سنہری حرفوں میں مبنی ہوئی تھی حجرہ  
شریفہ پر خلیفہ مستکفی باللہ کے جلوس تخت نشینی کے دن چڑھایا  
اس کے بعد بید سم ہو گئی کہ خلفائے عباسیہ سے جو بادشاہ تخت  
نشین ہوتا حجرہ شریفہ کے واسطے قیمتی زریں غلاف بنوا کر بھیجتا۔



فلاون صالحی نے ۴۸۲ھ میں قبة خضر یعنی سبز گنبد مسجد  
کی چھت سے اور نچا حجرہ مطہرہ پر بنوا دیا خطیرہ مطہرہ کے ارد گرد برقی  
سایاں بنوا دیں ۴۸۴ھ میں مسجد نبویؐ آگ سے بالکل جل گئی  
مگر اندونی خطیرہ جو خلیفہ ولید کے عہد میں حضرت عمر بن عبد العزیز  
نے بنوایا تھا۔ آتشزدگی سے محفوظ رہا پھر ۴۸۶ھ میں بجلی گرنے  
سے مسجد بالکل منہدم ہو گئی مگر حجرہ مبارک پھر بھی محفوظ رہا۔

جب عباسیوں کی خلافت ان کے آخری بادشاہوں کی  
غفلت کی وجہ سے بت پرست تاتاریوں کے ہاتھ سے نیا ہو گئی  
تو خاندان انہیں دشمنوں میں سے ترکوں کو حرمین شریفین کی خدمت  
کیلئے چین لیا۔ جنہوں نے اسلام کا سکہ چار دانگ عالم میں جما  
دیا۔

**ترک سلاطین** نے بھی اپنا معمول بتالیا تھا کہ جب حجرہ مطہرہ کا  
پیرانا پروردہ فرسودہ ہو جاتا یا جب جدید سلطان  
تخت خلافت پر جلوہ گر ہوتا تو وہ اپنا نیا پروردہ استقبول سے بنوا کر  
روضہ منورہ پر چڑھانے کیلئے بھیج دیتا یہ خلاف و مشتق کے کارواں  
کے ہمارے محل شریف کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا جاتا جسے خواجگان  
درگاہ رات کے وقت شمالی دروازہ سے داخل ہو کر چڑھاتے۔ یہ  
کسوۃ (پروردہ) ارغوانی تمامی یا سبز باولہ (مخواب) یا سیاہ مخواب کا  
ہوتا ہے اور اسپر سہری یا روپہلی آیات منقش ہوتی ہیں۔ یہ سستی

بنا ہوا نہایت خوبصورت ہوتا ہے خطہ ثلث میں اُسپر کلمہ طیبہ اور  
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلَواتُہِ وَسَلَامُہُ التَّسْلِيمِ بافتہ ہوتا ہے  
 پرانے پردہ کو ہمیشہ مسجد نبوی کے میادروں اور خاموں میں تقسیم  
 کر دیا جاتا ہے جو اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے زائروں کو  
 ہدیہ لے کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ واقعی خوش قسمت ہیں جن کو یہ  
 تبرک نبوی دستیاب ہو۔

سلطان عبدالحمید خان غازی کا غلاف ستر سال تک روضہ  
 منورہ پر رہا پھر اسکی جگہ سلطان عبدالحمید خان غازی کا پچیس برس  
 میں بصرف ایک لاکھ روپیہ تیار کردہ غلاف ۱۹۱۰ء میں ڈالا گیا۔  
 پہلے غلاف کا ایک ایک پاشت ٹکڑا ایک ایک اشرفی دے کر  
 لوگوں نے خرید کیا۔

آہ ابن سعود کی وہابیت کی وجہ سے اس دفعہ یعنی ۱۳۶۵ھ  
 میں محل شریف جو تحائف دہایا اور غلاف لے کر مصر و شام سے  
 آتی تھی سدک گئی۔ اور اہل مدینہ و زائرین بہت بڑے تبرک سے  
 محروم رہ گئے خدائے قدیر ان بے اولوں کو عربین شریفین سے  
 نکالے اور ترکوں کو پھر یہ خدمت سپرد کرے۔ آمین؟  
 حجرہ مطہرہ کے تین درجے مسجد نبوی کے شرقی جانب روضہ مطہرہ  
 ہے اس کے تین درجے ہیں ایک درجہ میں ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴ گز  
 مربع ہے۔ دوسری صدیق شہید پہلو پہلو آرام فرما ہیں۔ ان

تینوں کی خواہگاہ کے گرد پانچ گز بلند ہشت و ہائی محجر ہے جس پر کلمہ طیب و درود شریف بافتہ غلاف چڑھا ہوا ہے یہ درجہ چاروں طرف سے بند ہے اور اس میں کوئی نہیں جاسکتا۔

دوسرے درجہ میں شمال کی طرف حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا منار بڑی تکلف اور شان و شوکت سے بنا ہوا ہے منار کے اوپر قناریاں ہیں اور کنوایں و زیریں چاروں طرف سے منار سے رہتا ہے جسکی جھلک مشرقی دروازہ سے معلوم ہوتی ہے۔ اس حجرہ کا ایک بہت بڑا دروازہ شمال کی جانب ہے جسکی چوکھٹ کیواڑ اور زنجیریں اور قفل سب خالص سونے کے ہیں۔

تیسرے درجہ میں انواع و اقسام کی نادار اشیاء پیش بہا قیمتی جواہرات مشک و عنبر و عود و کافور عطریات صندل کے صندوق و عطر دان رکھے ہیں۔ ظروف مسامان طلائی و خزانہ بھی اسی میں ہے (جن کی قیمت کا اندازہ ساڑھے آٹھ کروڑ پاونڈ لگاتے ہیں) سنہری شمع دان بھی اسی جگہ جلتے ہیں اس درجہ کے چار دروازے ہیں جنوب کی طرف باب المواجهہ مشرق کی طرف باب فاطمہ مغرب کی طرف باب التوبہ جو روضہ یا باغ جنت کی طرف کھلتا ہے اور شمال کی طرف باب شامی ہے پہلے تین دروازے سب کے سب بند رہتے ہیں چوتھے دروازے میں سے صرف خادم جن کی تحویل میں وہ خزانہ ہے جو وہاں رکھا ہوا ہے یا فرش پر جادو پکشی کر نیوالے خوبے آتے جاتے ہیں یہ لوگ ان پر ایوان و تحائف



کو وہاں سے اٹھا لاتے ہیں جبکو زائر لغرض حصول ثواب اندر پھینک جاتے  
ان تینوں درجوں کی تعمیر میں اسنی لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔ ان تینوں  
درجوں کے باہر چار گز کے فاصلہ پر مشیت دہات کی ڈھلی ہوئی جالی  
چاروں طرف لگی ہے جس پر سبز رنگ چڑھا گیا ہے۔ یہ جالی بہت  
بلند ہے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت سے جا لگی ہے۔

ان تمام درجوں اور سبز جالی کے اوپر سبز گنبد ہے دروازوں کی  
دہلیزیں سب سنہری ہیں۔ بیرونی کھڑے کی جنوبی طرف نصف فٹ  
مرطع (یا بالشت گول دائرہ میں) زمین سے پانچ فٹ بلند تین شیاک  
کھڑکیاں ہیں پہلی کھڑکی حضور النور کے رخ النور کے مقابل ہے دوسری  
اس سے ڈیڑھ فٹ کے فاصلہ پر وائیں ہاتھ حضرت صدیق اکبرؓ کے  
روئے مبارک کے سامنے اور تیسری اتنے ہی بلور فاصلہ پر جانب مشرق  
حضرت فاروق اعظمؓ کے چہرہ منور کے بالمقابل ہے بہر زائر ان کھڑکیوں  
کے سامنے باری باری کھڑے ہو کر نہی گوہر دو باران نبیؐ پر درود  
وسلام بھیجتا ہے۔ باہر ہر دروازے پر حریر سبز کے پردے لٹک رہے  
ہیں جن میں زردوزی آیات قرآنی کشیدہ ہیں یہ محل شناسی کے ساتھ  
بڑے تزک و احتشام سے لائے جاتے ہیں شاہنشاہ دو جہاں اور  
صدیق و شہید کا دیوان عجب عالی شان ہے جانب جنوب قبلہ کی  
طرف جالی میں لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین محمد رسول  
اللہ صادق الوعد اکامین چار چار سطروں میں کندہ ہے۔

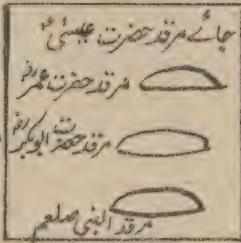
حضور انور کے رخ انور کے بالمقابل کو کب الدری ہمارا نصب تھا جو روشنی و تاریکی میں چمکتا رہتا تھا۔ لیکن اب ہٹا دیا گیا ہے۔  
 قطعات آیات بینات و اسنادیت متبرکہ غزلیات لحتیہ و مدحیہ  
 سلام و درود جلی قلم سے لکھی ہوئی چاروں طرف آویزاں ہیں۔ روضہ  
 مظہرہ کے جنوبی جانب قبلہ کی طرف جہاں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم  
 پر درود و سلام پڑھا جاتا ہے دو ستونوں پر حضور کے ایک اعرابی  
 عاشق کے دو اشعار خوشخط سنہری تہروف میں منقوش ہیں۔

## نبی صدیق و شہید کس وضع میں آرام فرما ہیں

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر و حضرت  
 عائشہ صدیقہ کے حجرہ مبارکہ میں استراحت فرما ہیں اور تینوں کی ایسی خلوت  
 ہے کہ باہر سے کسی کو قریب آنے کی اجازت نہیں ملتی ہے۔ قبلہ جنوب  
 کی طرف ہے اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد النبی کے جنوب مشرقی  
 گوشہ میں قبلہ رو ہو کر اس طرح لیٹے ہیں کہ سر مبارک مغرب کی طرف  
 ہے اور پاؤں مشرق کی جانب حضور کے پائیں بازو کے پاس جانب  
 شمال حضور کے پار غار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر سر رکھے آرام فرما ہیں  
 اور اسی طرح ان کے سینے کے پاس حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا راس  
 مبارک ہے ان کے پیچھے ایک قبر کے لئے جگہ خالی ہے جہاں حضرت

عیسیٰ ابن مریم علی نبینا وعلیہ السلام دفن ہونگے نقشہ اس طرح ہے

شمال



جنوب

زارین مقبرہ کی طرف رو بہ شمال

کھڑے ہو کر زیارت کرتے ہیں

نبی صدیقؐ و شہیدؐ تینوں کے

روئے مبارک کے برابر باہر لوہے مشرق

میں تین کھڑکیاں بنی ہوئی ہیں

جو مشرق سے مغرب کو چلی گئی ہیں

ان کے محاذ میں کھڑے ہو کر زوار باری باری درود و سلام پڑھتے

ہیں۔

## جواز زیارت روضہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حاجتوں اور شہنشاہ کار روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

محبوب لب العالمین شفیع المذنبین خواجہ کون و مکان سرور ہر جہاں

محمد مصطفیٰ علیہ افضل التحیۃ کی محبت جزو ایمان ہے جس دل میں

حضور علیہ وسلم کی محبت نہیں اس میں نور ایمان ہی نہیں بدقسمتی سے

ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو اپنی بے بصیرتی سے محبوب خدا کی

وقت ایک چھٹی رساں سے زیادہ نہیں (معاذ اللہ) اور توحید پرستی

میں اپنا سلسلہ اس معلم الملوکوت سے ملاتا چاہتا ہے جس نے آدم



کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور  
 رحمتہ العالمین ہیں بالموصلین رؤف الوحیم ہیں۔ ہادی جن دلائل  
 آپ ہی کے ذریعہ ہم نے خدا کو پہنچا نا آپ ہی کی طفیل ہمیں دین و  
 دنیا کی نعمتیں حاصل ہوئیں ہیں آپ کے حضور میں تمام امت کے  
 اعمال پیش کئے جاتے ہیں آپ حیات النبی ہیں۔ شہیدوں کی نعمت  
 حکم الہی ہے کہ انہیں مردہ گمان نہ کرو وکلا تحسبن الذین  
 قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل اَحْیَاءٌ اَلْحِیَہُ کیونکہ وہ زندہ ہیں  
 یہ پارہ ۲۔ ۸۷ میں آیت ہے۔ دوسرے پارہ کے تیسرے رکوع میں  
 شہیدوں کو مردہ کہنے کی ممانعت ہے۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ یُقْتَلُ فِی  
 سَبِیلِ اللّٰهِ اَمَوَاتٌ بَلْ اَحْیَاءٌ کَلَّا کُنْ لَا تَشْعُرُوْنَ ،  
 یعنی ان کی نسبت لفظ موت زبان اور دل میں مردہ ہونے کا خیال  
 تک لانا ممنوع قرار دیا گیا ہے حضور علیہ السلام مدینہ میں منارات  
 شہداء اور دوسروں کی قبروں پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور  
 ان کو مخاطب کر کے فرماتے تھے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الدِّیَارِ مِنَ  
 الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَا اِنْشَاءُ اللّٰهُ بِکُمْ لِاَلْحَقُّوْنَ نَسْأَلُ  
 اللّٰهَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَۃَ (رواہ مسلم) یعنی اے اس جگہ کے بسنے والے  
 مسلمانوں تم پر سلام ہو تم پر سلام ہو ہم تم سے جلد ملنے والے ہیں  
 ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے واسطے عافیت مانگتے ہیں۔  
 (مشکوٰۃ تشریف صفحہ ۱۲۶) اسی صفحہ پر حضرت عائشہ سے روایت ہے

کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ  
 میں (مدفن) تھے میں بے تکلف وہاں داخل ہو جاتی تھی کیونکہ  
 ایک ان میں سے میرے زوج ہیں اور دوسرے باپ مگر جب  
 ان کے ساتھ عمر بن بھی دفن ہو گئے تو میں بوجہ حیا اچھی طرح کپڑے  
 اوڑھ کر داخل ہوتی ہوں اسی روایت کو حاشیہ کتاب پر حیات  
 میت کی دلیل پکڑا گیا ہے اور حجۃ الاسلام امام غزالی کا قول پیش کیا  
 گیا ہے کہ مَنْ يَسْتَحْيِي فِي حَيَاتِهِ يَسْتَحْيِي بَعْدَ مَمَاتِهِ یعنی جس  
 سے مدد زندگی میں حاصل کی جاسکتی ہے اس سے مرنے کے بعد  
 بھی کی جاسکتی ہے پس جب عام مومنین صالحین زندہ ہیں اور انکی  
 قبور کی زیارت کرنا اور ان سے استعاذ کرنا جائز ہے تو کس قدر افسوس  
 ہے ان لوگوں پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت قبر کو جائز نہ  
 سمجھیں۔ حالانکہ نبی کی صدیقیوں اور شہیدوں پر ہر طرح سے نصیحت  
 خود قرآن مجید سے ثابت ہے۔ دیکھو پ رکھ ۶ میں آیت مبارک  
 وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ  
 عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ  
 وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ذَٰلِكَ الْفَصْلُ مِنَ الْقُرْآنِ وَاللَّهُ وَكَفَى  
 بِاللَّهِ عَلِيمًا۔ یہاں شہیدوں پر صدیقیوں اور نبیوں کو مقدم کیا گیا  
 ہے اور اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا کہ انبیاء کا درجہ  
 شہداء وغیرہم سے بلند ترین ہے۔ پھر شہیدوں کے متعلق نص صریح

وارو ہے کہ وہ زندہ ہیں انہیں نہ مردہ کہو نہ خیال کرو۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ انبیاء جو شہداء سے بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں ان کی قبور کی زیارت کرنا کسی طرح بھی ناجائز نہیں ہو سکتا جب حضور علیہ السلام شہداء اُمّت کی قبروں پر جاتے رہے اور ان کو مخاطب ہو کر سلام بھیجتے رہے تو ہم کو بھی لازم ہے کہ یا تابع نبوی بزرگوں کی مزارات پر عموماً اور محبوب خدا سرور انبیاء کے روضہ پر حاضر ہوں اور مولانا جامیؒ کے ان الفاظ میں سلام عرض کریں۔

## سلام مولانا جامیؒ

السلام اے تازہ تر گلبرگ محرابِ وجود	السلام اے قیمتی تر گوہر دریائے جو
نور پاکت کس نہر و از قدسیان اور مجو	السلام اے آنکہ تازہ جہہ آدم تافت
صیقل تیغ توار آئینہ گیتی زو و	السلام اے آنکہ رنگ ظلمت کفر و لظاق
نیز بنایا را بجز نور تو و در چشم شہو	السلام اے آنکہ نامد و رہمہ کون مکان
اگلے را گیش ز شب کردند تار از روز پو	السلام اے آنکہ بہر قرش را بہت یافت
جز کلین لطف تو بر حق نتواند کشو	السلام اے آنکہ ابواب شفاعت و رحمت
در رسم سودا و در باجم تمنائے تو بود	السلام اے آنکہ تا بوم و رہی حنت سر

صد سلامت پیفریسم ہر دم اے فخر کرام  
بو کہ اندیک علیکم ورجواب صد سلام



خوش قسمت ہیں وہ مسلمان جو زیارت نبویؐ سے بہرہ اندوز ہو کر حضورؐ کی شفاعت کے اس حدیث کی رو سے مصداق بنتے ہیں جو برنجی ہروف میں روضہ منورہ پر کندہ ہے۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي۔ یعنی جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

کتبہ خضر کے سامنے حاضر ہونا یکدم نبی محمد صلعم (الو کبر) شہید (عمرؓ) کی زیارت کرنا ہے اس زیارت کی سعادت الحمد للہ۔ اہلسنت والجماعۃ کو از روئے حدیث نبویؐ (کالایحتمیم اصتی) عَلَى الصَّلَاةِ ہدایت پر ہیں حاصل ہوتی ہے یہی وہ سواد اعظم ہے جو ہمیشہ غالب رہا ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تانہ بخشند خلایہ بخشندہ

حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ کا انتفا یا رگاہ نبوی صلعم میں

بد قسمتی سے مسلمانوں میں ایک ایسا فرقہ پیدا ہو گیا ہے جس کے تمام عقائد بخدیوں کے ہیں مگر جو کہلاتا حنفی ہے یہ فرقہ نہائے یا رسول اللہ

سے زیارت روضہ مقدسہ کرنا خود حضورؐ کی زیارت کرنے کے ہم معنی ہے جیسا کہ حدیث من زارونی بعد صلاتی نکما ازہم فی حیاتی یعنی جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی۔ یہ حدیث بھی روضہ منورہ پر کندہ ہے۔

سے بہت بگڑتا ہے اور جب کسی کو صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول اللہ  
 و صلی اللہ علیہ وسلم یا حبیب اللہ کہتے سن لیتا ہے تو اس  
 سے جھکرنے لگ جاتا ہے کہ غیر اللہ کو ندا کرتا شرک ہے۔ ایسے بھدی  
 حقی سے اگر کسی کو سابقہ پڑے تو اس سے کہو کہ جب نماز میں بھی  
 حضور علیہ السلام کو ندا کرنا لازم ہے جیسا کہ ہر مسلمان۔ التَّحِيَّاتُ  
 میں السَّلَامُ علیہ علیہ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھتا ہے تو یہ ورنہ بلکہ قبول  
 ناجائز ہے۔ ملا علی قادری نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں تصریح کر  
 دی ہے کہ یہ خطاب (اَیُّهَا النَّبِیُّ) حکایتا نہیں بلکہ تصور میں  
 واقعی خطاب ہے۔ پس اس میں کسی منکر کو تاویل کی گنجائش  
 نہیں۔

اگر ندا اور خطاب سے درود شریف پڑھنے کا منکر کہے کہ امام  
 اعظم رضی اللہ عنہ کا کوئی قول پیش کرو تو اس کو امام بہام کے اس  
 مشہور قصیدہ نقیۃ کے مندرجہ ذیل الفاظ سناؤ۔ جو امام عالی مقام کے  
 اس وقت کے جوش طبع کا نتیجہ ہیں جب آپ مدینہ منورہ میں روضہ  
 مقدسہ حضور علیہ السلام کی زیارت کو حاضر ہوئے تھے۔

یا سبِّ السادات جنتک فاصداً	الْجَوَارِضَاکَ وَاحْتِی بِحِمَاکَ
انت الذی کولاک ما خلق امرؤ	کلہ ولا خلق الوری لولاک

یہ قصیدہ مبارکہ بہت بڑا ہے اس کی ایک اردو شرح رحمۃ الرحمن جو میرے کتب خانہ  
 میں ہے ہر صفحہ میں تمام ہوتی ہے۔ میں نے یہاں صرف چھ اشعار نقل کئے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَا حَنِيمُ الْخَلَائِقِ اِنِّ رَلِي  
فَاِذَا مَسَّكَتْ نَفِيكَ صَمْتًا كَلَمَةً  
وَاِذَا سَمِعَتْ فَعُتْكَ تَوَلَّيْتُهَا  
يَا مَالِكِيْ كُنْ شَا فِى نَاقَتِيْ  
يَا اَكْرَمَ التَّقْلِيْنِ يَا كُنْزَ الْوَرْدِيْ  
اَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ  
فَعْسَاكَ تَشْفَعُ فِيْهِ سِنْدُ حَسَابِهِ  
فَلَا تَلْزِمِ الْكُرْمَ شَا فِى دُشَقِ  
صَلِّ عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا عَلَمَ الْهَدْيِ

تَلْبًا مَشْوَقًا لَا يَرُودُ مَوَاكِبَ  
وَإِذَا لَطَفْتَ فَمَا دَحَا عَلِيَاكَ  
وَلَا ذَا لَطَرْتَ فَمَا ارَى إِلَّاكَ  
ابْنِيْ فِقِيْرِيْ الْوَرْدِيْ لِعِنَاكَ  
جَدِيْ بِجُودِكَ وَارْضِنِيْ بِحُضَاكَ  
لَا بِيْ حَافِظَةٍ فِي الْاَمَامِ سَوَاكَ  
فَلَقَدْ غَدَا مَتَمَسِّكٌ بِعِرَاكَ  
وَمِنْ التَّجْمِيْمِ بِحَاكٍ نَالِ هَاكَ  
مَا حَبْنُ مَشْتَاقٍ اِلَى مَشْوَاكَ

وَعَلَى صَحَابَتِكَ الْكِرَامِ جَمِيْعِهِمْ  
وَالسَّالِعِيْنَ وَكُلِّ مَنْ وَاكَاكَ

ترجمہ اے سروروں کے سرور میں حضور ہی کی زیارت کا قصد  
کر کے حاضر ہوا ہوں۔ میں آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کی امید  
لے کر آیا ہوں کہ آپ اپنی پناہ میں لے کر مجھے پچالیں آپ باعث  
ایجادِ خلق ہیں اگر حضور نہ ہوتے تو کوئی شخص پیدا نہ کیا جاتا۔ اے  
تمام مخلوقات سے بہتر دیکھ لیں کہ میرے پہلو میں ایک ایسا دل ہے  
جو آپ ہی کا شیدا ہے اور اے آپ کے سوا کسی کی چاہ نہیں جب  
میں خاموش ہوتا ہوں۔ تو وہ چپ آپ ہی کے تصور میں ہوتی ہے  
اور جب بولتا ہوں تو بھی آپ کی صفاتِ عالیہ کی تعریف کرتا ہوں



میں سنتا ہوں تو آپ ہی کے پاکیزہ اقوالِ سبعہ افرزد ہوتے ہیں۔ اور میری آنکھ سوائے آپ کے کسی کو نہیں دیکھتی۔ اے میرے مالک میں آپ کا محتاج ہوں میرے شفیع ہو جائے۔ مجھے تمام خلق سے زیادہ آپ کی غنا کی احتیاج سے اے نقیلین میں سے زیادہ بزرگ! اور اے خزانہ مخلوقات! اپنے جو دو کرم سے مجھے بخشے۔ اور اپنی رضا سے مجھے راضی کیجئے۔ اپنی حنیفہ کا آپ کے سوا خلقت میں کوئی پاؤ نہیں ہے۔ آپ کی بخشش کی آرزو ہے۔ اے امید ہے کہ آپ اس کے حساب کتاب کے وقت اس کی شفاعت کریں گے۔ کیونکہ وہ آپ کے دامن مبارک سے تمسک کئے ہوئے ہے۔ بے شبہ آپ پر رگتر ہیں شافع اور مقبول الشفاعت ہیں جو آپ کی پناہ میں آیا۔ اس نے آپ کی خوشنودی پائی۔

اے ہدایت کے علم! اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ پر اس وقت تک رہے جب تک کہ آپ کا مشاق آپ کی آرا مگاہ کے دیدار کا آرزو مند رہے۔ نیز رحمت ہو اللہ کی آپ کے صحابہ کرام پر آپ کے تابعین پر اور آپ کے دوست رکھنے والوں پر۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مقلد | تو یہ دل سے نکلی ہوئی اور اثر میں ڈوبی ہوئی

نعت مبارکہ سن کر حضور علیہ السلام کی جناب سے توسل اور استغاثہ کرنے کا قائل ہو جائے گا اور جو لامذہب ہو گا اس کا روگ کسی کے

بس کا نہیں ہے

چوں بود اصل گوہرے قابل ترمیمت را و ر اثر باشد  
 بیچ صیقل نکونداند کرد آہنے را کہ بد گہر باشد  
 زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب پایہ علم و اجتہاد و  
 دینداری اور پیر ہیزگاری میں کوئی امام حضرت لغمان بن ثابت  
 المشہور بابی حلیفہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جس بات  
 کو وہ جائز بتائیں اسے وہ ناجائز کہے گا جو جاہل ہو یا جسے حضور  
 علیہ السلام کی تنقیص شان مد نظر ہو ہے  
 خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً دشمنان مصطفیٰ سے

سبتر کتبہ الی سرکار کے حضور میں ایک مشفق و دیر کی التجا

مولانا جامی علیہ الرحمۃ عاشق نبوی ہیں سے تھے وہ مدینہ منورہ  
 حاضر ہوئے مسجد نبویؐ میں شکرانہ کے فعل ادا کئے کہ حضور کا دیدار نصیب  
 ہوا۔ روضہ کا طواف کیا۔ پیشانی آستان مبارک پر رکھ دی حرم کی  
 خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا آب چشم سے فرش پر چھڑکا و کیا جہاں  
 حضور قدم رکھتے تھے وہاں سر رکھا اور رحمتہ للعالمین کی حضور میں  
 کھڑے ہو کر جو دعا کی وہ اثر میں ڈوبی ہوئی ہے اور وہیں ایسی  
 رقت پیدا کر دیتی ہے کہ اس کا ختم کرنا مشکل ہو جاتا ہے بشرطیکہ

دل میں درد ہو اور محبت رسول علیہ السلام ہو۔ تا ظہر اس دعا کو  
بخور پڑھیں اور حفظ کریں :-

تَوَحَّحُمُ يَا بَنِي اللَّهِ تَوَحَّحُمُ  
ز محروماں چہ افراغ نشینی  
چونہ کس غم اپ چند از خواب برخیز  
کہ روئے تست صبح زندگانی  
ز رونت روز مافیر وز گروں  
لبس بر بند کا قوری عمامہ  
نگن سائہ پیاسہ و روں را  
شراک از رشتہ بھانہ بایں  
چو فرشتہ اقبال پاویں نہ خواہند  
بغرق خاک رہ بوساں قدم نہ  
بکن دلدار بی دلدار گال را  
قتا و خشک لب بر خاک را ہم  
کئی بر حال لب خشکان لگا ہے  
بدیدہ گرد از کویت کشیدیم  
چراغت از جاں پروانہ کریم  
ذلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ

ز ہجوری بر آمد جان عالم  
نہ آخر رحمتہ للعالمین  
ز خاک اے لالہ سیراب بر خیر  
بروں آفر سر از پردیماں  
شب اندوہ مارا روز گروں  
یہ تن و پوش غم برہنے جامہ  
فردا کو نیز از سر گیسواں را  
ادیم طالعی نعلین پاکوں  
جہانے دیدہ کر وہ فرشتہ اند  
نہ حجرہ پائے در صحن حرم نہ  
بدہ دستے نہ پا افتاد گال را  
اگر چہ غرق دریائے گناہم  
تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے  
خوش از گردہ سویت سیدیم  
بمسجد مسجد شکرانہ کریم  
بگرہ در و نہات کشیم گستاخ



زویم از اشک ابر چشم بختاب  
 گئے رفتم زلال ساحت غبار  
 ازاں نور سواد دیدہ دادیم  
 بسوئے منبرت رہ بر گرفتیم  
 ز محراب بسجده کام جستیم  
 پیای پستون قد است کردیم  
 ز داغ آرزویت با دل خوش  
 کنوں گرتن تن خاک میں جرم است  
 بخود در ماندوم از نفس در است  
 اگر نبود جو لطف دست یار  
 نفعی آفتند از دوا مار  
 چو ہول روز رستاخیز خیزد  
 کند با این ہمہ گمراہی ما  
 چو چوگان سر فلندہ آردی کرد

حرم آستان روحنات آب  
 گئے چیدیم زو خاشاک و خارے  
 حوزی بر ریش دل مرہم نہادیم  
 ز چہرہ پائہ اش در بر گرفتیم  
 قدم گاہت بخون دیدہ شستیم  
 مقام آستان رخواسے کریم  
 زویم از دل بہر قذیل آتش  
 بحدائق کرباں آنجا مقیم است  
 یہ بین در ماندہ چندیں بہ جفا  
 ز دست ملیند پیچ کارے  
 خدارا از بخار خواہ مارا  
 یا آتش آبروے مانریند  
 ترا ازین شفاعت خواہی ما  
 بمیدان شفاعت امتی گئے

بحسن اہتمامت کار حباتی  
 طفیل و یک سال یا بدست می

# وہ دعائیں جو نبی کریم و صحابہ کرام کے مزارات پر پڑھی جاتی ہیں

دعائے زیارت نبی کریم صلعم | السلام عليك ايها النبي ورحمة  
الله وبركاته الصلوة والسلام عليك يا رسول الله الصلوة والسلام  
عليك يا حبيب الله الصلوة والسلام عليك يا خير خلق الله  
الصلوة والسلام عليك يا جمال ملك الله الصلوة والسلام عليك  
يا مقدم جيش الانبياء والمرسلين الصلوة والسلام عليك يا سيدنا  
ونبيًا وقرّة اعيننا يا رسول الله السلام عليك السيد الكريم  
والرسول العظيم والوفد الرحيم الصلوة والسلام عليك يا  
نبي الله الصلوة والسلام عليك يا شفيع المذنبين عند الله  
الصلوة والسلام عليك يا من ارسله الله تعالى رحمة للعالمين  
وقد قال الله تعالى في حقك العظيم ولوا نعم اذ ظلموا انفسهم  
جاؤك فاستغفر الله واستغفر لهم الرسول لوجد الله توابا  
رحيما۔ یعنی آپ پر اے نبی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں  
نازل ہوں۔ درود و سلام ہو آپ پر یا رسول اللہ۔ درود و سلام ہو آپ  
پر اے حبیب اللہ۔ درود و سلام ہو آپ پر اے مخلوق خدا سے  
بہتر۔ درود و سلام ہو آپ پر اے اللہ کے جمال درود و سلام ہو آپ

پیرائے نبیوں اور رسولوں کے سالار۔ درود اور سلام ہو آپ پر اے ہمارے  
 سرور۔ ہمارے حبیب ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک یا رسول اللہ سلام ہو  
 آپ پر اے سخی سرور عظیم رسول اے رؤف رحیم درود اور سلام ہو آپ  
 پر اے اللہ کے نبی۔ اے اللہ کے پاس گنہگاروں کے شفیع جن کو  
 اللہ تعالیٰ نے جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور تحقیق اللہ  
 تعالیٰ نے آپ ہی کے حق میں فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ اپنی جانوں  
 پر ظلم کرنے والے آپ کے پاس چلے آئیں پھر اللہ سے معافی مانگیں  
 اور آپ بھی ان کے لئے بخشش چاہیں تو خدا کو وہ توبہ قبول کرنے والا اور  
 مہربان پائیں گے الخ نعم ما قلت ۛ

نبی بخشے جسے اُسکو کیا خدا بخشے خدا بخشے اسے جسکو محمد مصطفیٰ بخشے

السلا م علیک یا سیدنا  
 ابا بکون الصدیق السلام

وَعَائَتِ زِيَارَتِ صَدِيقِ الْكَبِيرِ

علیک یا خلیفۃ رسول اللہ علی التحقیق السلام علیک یا صاحب  
 رسول اللہ ثانی اثنین اذھمانی العادرفریق فی الاسفار  
 السلام علیک یا من انفق مالہ کلمۃ فی حب اللہ وحب رسولہ  
 حتی تخلل بالعباء رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن  
 الرضی وجعل الجنتۃ منزلاًک ومسکنک ومحلک معادک  
 السلام علیک یا اول الخلفاء وتاج العلماء ومہر النبی  
 المصطفیٰ وحمۃ اللہ وبوکاتہ ۛ



یعنی سلام ہو آپ پر اے پیارے سردار البکر صدیق خداوند سلام ہو  
 آپ پر اے رسول اللہ کے بالتحقیق خلیفہ سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ  
 کے صاحب غار میں بود میں دوسرے اور رفیق سفر سلام ہو آپ پر  
 اے خدا اور رسول کی محبت میں کل مال دیکر ایک کملی پہن لینے والے  
 آپ نے اللہ پاک اچھی طرح خوش ہوا اور اس نے آپ کو جنت میں  
 جگہ دی سلام ہو آپ پر خلیفہ اول اور علماء کے تاج اور رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر آپ پر اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل  
 ہوں۔ نعم ما علمت رب

صدیق یار غار نبی افضل البشیر بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر

السلام علیک

یا مبدیٰ نا امید الموصنین

کے زیارت فلذوق اعظم رضی

عمر الخاقق السلام علیک یا من نطق بالصواب ووافق قوله بحکم  
 الکتاب السلام علیک یا من استجاب اللہ فیک دعوة خاتم النبیین  
 السلام علیک یا من اطهر اللہ بک الدین السلام علیک یا منکرا  
 لا صنام السلام علیک یا ابوالفقراء والضعفاء والاکرام امل واکلا  
 یتام انت الذی قال فی حقک سید البشر لو کان نبی من بعدی  
 لکان عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن الرضی وجعل  
 الجنة منزلة و مسکنک و محلک و ما والک للسلام علیک

یا ثانی الخلفاء و فاج العلماء و صهر النبی المصطفیٰ و رحمة الله  
و بركاته۔

یعنی سلام ہو آپ پر اے ہمارے سردار! میرے مومنین عمر فاروق  
سلام ہو آپ پر اے با صواب کہنے والے اور اپنے قول کے ساتھ کلام  
الہی کو موافق پانیا والے سلام ہو آپ پر کہ آپ کے حق میں اللہ تعالیٰ  
نے خاتم النبیین کی دعاء کو قبول فرمایا۔ سلام ہو آپ پر اے دین کو  
غالب کرنے والے سلام ہو آپ پر اے بتوں کو توڑنے والے سلام ہو  
آپ پر اے فقیروں ضعیفوں بیجاؤں اور یتیموں کے سہارا  
دینے والے وہ آپ ہی ہیں جن کے حق میں حضرت سید البشیر نے  
فرمایا تھا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے راضی ہو  
آپ پر اللہ پاک جیسا کہ راضی ہونے کا حق ہے اور اس نے آپ کا  
محل و مسکن جنت بنائی۔ سلام ہو آپ پر اے خلیفہ ثانی اور عالموں  
کے سر تاج اور وہ جس کے ہیں داماد اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں  
آپ پر۔ نعم ما قلت۔

نبی داماد تیرے اور تو داماد حید کا عمر محبوب تجھ سا کون ہے ال پیغمبر کا

امالیین مدینہ النبی  
جو شیر خوار بچوں کو

نبی کے حضور میں بچوں کی حاضری

روضہ مبارک کی زیارت کرانا بڑی سعادت کا موجب سمجھتے ہیں روز  
پنجشنبہ اس کے لئے مقرر ہے۔ لوزائیدگان کو صاف منفرے لباس پہنا

کہ خواجہ سراؤں کی گود میں دے دیتے ہیں جو انہیں مزار شریف کے  
 گرد پھرا کر واپس لوٹا دیتے ہیں۔ جسوقت یہ بچے باہر آتے ہیں تو خلقت  
 دیوانہ وار ان کی طرف لپکتی ہے اور ان کو مس کرنا اور آنکھوں سے  
 لگانا شروع کر دیتی ہے۔ حاضرین بچوں کے والدین کو مبارک دیتے  
 ہیں کہ خوش قسمتی سے خدا نے تم کو یہ دن دکھایا کہ تمہارے بچے  
 رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں باریاب ہوئے جن لوگوں  
 نے یہ رسم ادا ہوتی دیکھی ہے ان کا بیان ہے کہ بچے باہر خواہ کتنے  
 ہی رویا کھیلارہے ہوں جو نہی قبہ پاک کے اندر جاتے ہیں۔  
 چپ ہو جاتے ہیں اور باہر نکل کر اسوقت بھی نہیں روتے جب  
 کہ خلقت ان کو چومنے کے لئے جھپٹی اور کھینچا تانی کرتی ہے۔  
 کیوں نہ ہو رحمۃ للعالمین کا دربار ہے سہاں آرام و سیکنہ حاصل  
 نہ ہو تو اور کہاں ہو۔ اس سعادت کے حصول کی خوشی میں شہرینی  
 تقسیم کی جاتی ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کو حبیب خدا  
 کی ہمسائیگی میں رہنے کا شرف حاصل ہے۔ خدا پر مسلمان کو  
 اس سعادت سے بہرہ اندوز فرمائیے۔ آمین۔

## تحذق الرصاص

حضور علیہ السلام جب مبعوث برسالت ہوئے تو تمام سرزمین عرب



آپ کی دشمن ہو گئی۔ آپ کے مارنے کے کئی منصوبے اور سازشیں کی  
 گئیں مگر سب ناکام ہوئیں۔ ایران کے مغرور بادشاہ خسرو اور شام کے  
 رئیس عارت غسانی نے آپ کو گرفتار اور شہید کرنے کی سعی الاحاصل  
 کی آپ کو خدائے حفیظ نے شہریر دشمنوں کے ہاتھ سے ہر طرح مامون  
 و مصون رکھا کیونکہ اس کا وعدہ واللہ یعصمک من الناس  
 اٹل تھا۔ حضور کے چہم خلافت سے نہاں ہو جانے کے بعد خلفائے  
 راشدین اور بنو امیہ و بنو عباس کی تلواروں نے دشمنان دین کی  
 سلطنتوں کا تختہ الٹ دیا اور کسی میں بہت نہ رہی کہ مسلمانوں کے  
 منہ آتا (دشمنوں نے دیکھا کہ محمد صلعم) زندگی میں ہم پر غالب رہا۔  
 اور مرنے کے بعد وہ زیر زمین بھی ہمیں چین لینے نہیں دیتا۔ اس  
 کا مزار مسلمانوں کی قوتوں کا مرکز ہے اس کو کسی طرح اکھاڑنا  
 چاہیے تاکہ یہ مرکز فنا ہو کر ان کے شیرازہ قومی کو پراگندہ کر دے۔  
 اس کے لئے انہوں نے حضور کے جسم اطہر کو نکال لے جانے کی  
 سازش کی اور چند عیسائیوں کو اس مهم کے سرانجام دینے کے لئے  
 مامور کیا۔ یہ نصرانی اندلس کے حاجیوں کا لباس پہن کر مدینہ منورہ  
 میں داخل ہوئے اور ریاط الجحیم میں قیام کیا۔ نمائشی زہد و ریاضت  
 اور صدقہ و خیرات سے ایالیان مدینہ کو گردیدہ کر لیا۔ اپنے مسکن  
 میں سے روضہ مطہر کی طرف سمرنگ کھودنی شروع کر دی یہ کام  
 ویر پر وہ شب میں کرتے اور مٹی کہیں دور پھینک آتے۔

حضور علیہ السلام نے سلطان نور الدین شہیدؒ کو متواتر تین بار ثواب میں فرمایا کہ اٹھ اور ان دو کتوں کو مار ڈال۔ وہ گھبرایا ہوا اٹھا۔ اس نے معلوم کر لیا کہ مدینہ منورہ میں کوئی حادثہ وقوع پذیر ہوا اس نے فوراً اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو ان نصرائیوں کا حلیہ بتا کر مدینہ منورہ کی طرف رخصت کیا اس نے آکر سکان مدینہ کو یکجا جمع کر کے معاینہ کیا۔ مگر وہ دونوں نظر نہ آئے، استفسار پر معلوم ہوا کہ دو لاکھ تین قرض اور ہیں جو مخو عبادت رہتے ہیں اور حجرہ عبادت سے کم ہی نکلتے ہیں۔ وزیر نے ان کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ دو کتے وہی ہیں جن کا حلیہ حضورؐ نے حج یا تھا مکان کی تلاشی کی گئی۔ تو پہاڑے۔ کدالی اور سیلچے وغیرہ آلات زمین کا دی برآمد ہوئے اور مصلے کے نیچے لمبی سمرنگ پائی گئی جو حضورؐ کے منہ کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس جرم کی پاداش میں ان جعلی زایدوں کی گردن مار دی گئی۔ سمرنگ کو پر کر دیا گیا اور روضہ منورہ کے گرد پانی کی تہ تک سیسہ پلوا کر شہر میں بند روئیں کھینچ دی گئی تاکہ پھر کسی دشمن بین

۱۔ سلطان نور الدین اپنے باپ زنگی کے بعد بغداد موصل۔ شجار جزیرہ ماران اور حلب وغیرہ پر حکمران تھا۔ جس نے عیسائی مجاہدین بیت المقدس کے مقابل میں اعلیٰ درجہ کی ناموری حاصل کی تھی اور سلطان صلاح الدین ایوبی کا دایاں باز اور پیشتر رہا تھا۔ ۵۹۱ھ سے ۵۹۹ھ تک شام کا والی رہا۔ ۶۰۰ھ جذب القلوب میں مذکور ہے کہ سلطان نور الدین شہیدؒ خود حاضر مدینہ ہوئے اور دست بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

کے لئے کفایت بخش رخصت اندازی نہ رہے۔ اسی حجرہ مقدسہ کے گرد وسیع  
پر کردہ حندق کو ”حندق الرصاص“ کہتے ہیں جو اس مضمون کا  
عنوان ہے۔

اس واقعہ سے حضور کے بنی برحق اور کلام اللہ کے منجانب اللہ  
ہونے کا زبردست ثبوت ملتا ہے کہ واللہ یعصمکم من الناس  
کا خدا نے جو ایسے رسول سے وعدہ کیا تھا وہ حضور کی دنیاوی  
اور اخروی زندگی یعنی ہمیشہ کے لئے تھا۔ اور اس سے دائمی حیات  
النبی ثابت ہوتی ہے۔

## نبی یاران نبی صلعم کے جسمِ مطہر نکالنے والوں کی بربادی

کھار و رافض نے کئی بار حضور علیہ السلام اور شیخین کے اجماع مطہر  
کو نکالنے کی سعی حاصل کی مگر یہ بد بخت ہمیشہ اپنے ارادوں میں ناکام  
ہی رہے ایسے لوگوں کا مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

(۱) واقعہ نقب حجرہ شریف | جو ۳۵ھ میں ظہور پذیر ہوا اس کا  
مفصل ذکر ہم نے حندق الرصاص کے زیر عنوان کر دیا ہے۔

(۲) علیہد یہ زمانہ مصر کی نامرادی | ابن بخارتی یلیخ بغداد  
میں لکھتے ہیں کہ الحاکم بامر اللہ سوم فاطمی خلیفہ کے عہد میں بعض امراء  
علیہد یہ مصر کو کہ حرمین شریفین بھی ان کے تحت تصرف تھے۔ بعض



زندقیوں نے مشورہ دیا کہ اگر رسول صلعم اور صدیق اکبر و فاروق اعظم کے مقدس جسموں کو مصر میں لے آئیں اور یہاں ان کا مقبرہ بنائیں تو خلائق کا رجوع اسی طرف ہو جائے۔ حاکم مصر کو یہ بات بڑی پسند آئی لہذا اس نے اس کے لئے ایک بڑا عالیشان مکان بنوایا اور اپنے ایک معتبر شخص کو جس کا نام ابو الفتوح تھا اس مقصد کے لئے مدینہ منورہ کی طرف ۱۲ھ میں روانہ کیا۔ اہل مدینہ کو اس کی پہلے ہی سے اطلاع تھی۔ ابو الفتوح کو دیکھ کر ایک قاری نے سونۃ التوبہ بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا جس میں آئہ ذیل کو نہایت پر زور اور موثر آواز میں تلاوت کیا۔

اَلَا تَقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْا اٰیٰمَہُمْ وَهَمَّوْا بِاِخْرَاجِ  
الرَّسُوْلِ وَهُمْ يَدُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاَتَّخِشُوْهُمْ فَاَللّٰہُ  
اَحَقُّ اَنْ تُخْشَوْہُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (یعنی مسلمانو! تم ان لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ ڈالا۔ اور رسول کے نکالنے کا ارادہ کیا اور تم سے چھڑ خانی بھی اول انہوں نے شروع کی۔ کیا تم ان لوگوں سے ڈرتے ہو۔ پس اگر تم ایمان رکھتے ہو۔ تو ان سے کہیں بڑھ کر خدا حق رکھتا ہے کہ تم اس سے ڈرو)

خدائے جبار کا یہ پر عظمت و مہیت کلام سن کر اہل مدینہ کے دلوں میں حرکت و ہیجان عظیم پیدا ہوا اور قریب تھا کہ ابو الفتوح

معا اپنے ہمراہیوں کے مار ڈالا جائے اس کا ابو الفتح کے دل پر  
بہت برا اثر ہوا اس نے ارادہ بد سے رجوع کیا اور کہا اے اہل مدینہ  
میرے لئے قتل ہو جانا اس سے بہتر ہے کہ میں اس موضع شریف پر  
ہاتھ ڈالوں اسی رات کو ایک ہوائے تندہ جی چلی کہ زمین ہلنی تھی۔ اور  
اونٹ پالان اور گھوڑے زینوں سمیت لڑکتے پھرتے تھے۔ اس سے  
ابو الفتح اور بھی ڈر گیا اور بے نیل مرام مدینہ سے رخصت ہوا۔

(۳) روافض حلب کا خسف | محدث طبری ریاض نصرہ میں  
تحریر کرتے ہیں کہ ایک قوم

روافض حلب میں سے امیر مدینہ کے پاس بہت سے اموال و  
تخائف لے کر حاضر ہوئی اور رشوت دے کر اس بد مذہب اور  
طاع امیر کو راضی کر لیا کہ وہ چوری چوری شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
کی مقدس لختوں کو نکال ڈالیں۔ چنانچہ بواب حرم کو بلا کر اس نے  
حکم دیا کہ رات کو ان لوگوں کو داخل حرم کر دینا۔ اور کسی امر میں  
مداخلت نہ کرنا۔ جب سب اہل مدینہ سو گئے تو یہ اشخاص پہاڑ کے  
کدال لے کر یاب اسلام سے اندر گھس گئے مگر یہ شیاطین ابھی منہر  
شریف کے پاس بھی نہ پہنچے تھے کہ سب کے سب بھگدڑاٹات و مہاب  
اس ستون کے پاس جو زیارت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس واقع ہے۔ زمین  
میں دھس گئے۔ امیر انتظار سے اکتا کر خود موقع پر آیا اور انکے  
خسف کا اثر دیکھ کر حیران و ششدر ہو کر رہ گیا۔ طبری نے اس روایت

کو ثقات راویوں کی طرف منسوب کیا ہے اور یہ روایت اکثر مورخین  
مدینہ نے بھی بیان کیا ہے۔ مقام خسف کو صحن حرم میں سرخ پتھر  
لگا کر نمایاں کیا گیا ہے۔

## جَنَّتُ الْبَقِيعِ

مدینہ منورہ کے شرقی دروازوں میں سے ایک باب البقیع بھی ہے  
اس کے باہر ایک مسطیل حصار ملتا ہے جو عظیم الشان قبرستان کو  
محیط ہے جسے جنت البقیع اور بقیع الخرقہ بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس  
میں غرقہ کے بہت سے درخت ہیں۔ فصیل شہر اور اس کے درمیان  
ضرب الجنازہ عائل ہے۔ باب الجمعہ سے جو مشرق مغرب کی طرف  
کو جاتی ہے وہ بقیع کے شمال کی طرف سے گذرتی ہے اس کے گرد  
گرد گھوروں کے ٹکستان ہیں۔ بقیع میں عام طور پر قبریں بچتے ہیں  
اور ان کے گرد لکڑی اور آہنی جالی اور سہارے صاحب مزار کا نام  
پتھر پر کندہ کر کے لٹکا دیتے ہیں۔ جمعرات اور جمعہ کو اہل مدینہ زیارت  
مزارات کو جنت البقیع میں جاتے ہیں اور شاخ ریحان اور خرمالے  
جا کر قبروں پر ڈالتے ہیں تاکہ مدفونین کو ثواب پہنچتا رہے قبروں  
پر پھول دار پودے بھی لگاتے ہیں۔ ہمارے ہاں کی قبروں کی  
طرح یہاں وحشت نہیں برستی بلکہ انس و رغبت زیادہ ہوتی ہے



اس قبرستان میں مشہور بزرگانِ دین کے مزارات از عہد نبویؐ زیارت گاہ مسلمان چلے آتے ہیں بڑی بڑی مقدس ہستیوں گنبد کے نیچے آرام فرما ہیں۔ عربی میں گنبد کو قبة کہتے ہیں اس کی جمع قباہ ہے جنت البقیع میں متعدد قباہ ہیں ہر قباہ اپنے پیچھے آسودہ بزرگوں میں سے ایک مشہور بزرگ کے نام پر مشہور ہے۔ ہم ان قبوں کی فہرست معہ ان مقدس ہستیوں کے جو ان میں آرام فرماتے تھے درج ذیل کرتے ہیں (لیکن آجکل وہاں ایک بھی قبة نہیں ہے)

شمار	نام قبة مبارکہ	اسمائے بزرگانِ آسودہ	کیفیت
۱	قبة سیدنا عثمان بن عفان پہلے یہ جگہ ایک باغ حسن کو کب کی تھی پھر بقیع میں شامل کر دی گئی۔	حضرت ذوالنورین عثمان بن عفان خلیفہ ثالث جو ۱۸ ذوالحجہ کو فرقتہ سبائی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔	بڑا عالیشان قبة تھا۔ مزار کے گرد جالی کا کٹھن تھا پہلے آپ کے مزار کی زیارت کر کے پھر دوسروں کی طرف جاتے ہیں۔
۲	قبة سیدنا ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ) بھی محرم گریا گیا ہے۔	۱) سیدنا ابراہیم ابن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۲) عبدالرحمن بن عوف ۳) حضرت سعد بن ابی وقاص ۴) حضرت سہیل زید جو اول الذکر ہر دو صحابہ کے ساتھی زمرہ عشرہ مبشرہ میں	عشرہ مبشرہ (دس جنتی) اور صحابہ ہیں جن کی نسبت حضور صلعم نے بارہ جنتی ہونے کی خوشخبری دی ہے دو کے مزار حضور کے پاس ہیں نیز حضرت عثمانؓ اور جو تھے حضرت علیؓ میں حضرت طلحہؓ و

لہ ان کے اور وہاں کافر حضور علیہ السلام نے خود سنگریزوں اور پتروں سے پختہ کیا تھا۔

شمار	نام قبہ مبارکہ	اسلمائے بزرگانِ آسودہ	کیفیت
۲		داخل ہیں (۵۱) حضرت عثمان بن مظعون جو سب سے پہلے جنت البقیع میں مدفون تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاون سے شہید ہوئے تھے مدفون ہوئے۔	و ذی بصر کے قمرات بصرہ کی طرف عثمان بن مظعون جو سب سے پہلے جنت البقیع میں مدفون تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاون سے شہید ہوئے تھے مدفون ہوئے۔
۳	قبہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ قوا ازواج مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبور میں سے صرف دو کے نشان باقی ہیں۔	۱۱ حضرت عائشہ صدیقہ ۱۲ بنت ابوبکر صدیق ۱۳ حضرت صفیہ ۱۴ حضرت ام سلمہ ۱۵ حضرت زینب ۱۶ بنت ریحش ۱۷ جویریہ ۱۸ حضرت حفصہ ۱۹ حضرت ام سلمہ ۲۰ حضرت زینب ۲۱ بنت ریحش ۲۲ جویریہ	اس قبہ میں سوائے حضرت خدیجہ الکبریٰ و میمونہ کے باقی تمام اہمات المؤمنین مدفون ہیں سب کے نام باہر ایک تختی پر لکھے ہوئے ہیں لوگ ادبا اندر نہیں جاتے جس طرح حضور صلعم کے مزار مقدس پر سوائے یار غار و رفیق غمگسار یعنی حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق کے کوئی نہیں جاسکتا ایسی طرح حضور کی ازواج مطہرات کی خوابگا کے پاس قدم فرسانی کرنا واضح ہے ادبی سمجھا گیا ہے۔
۴	قبہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۱ سیدتنا زینب بنت جحش ۱۲ سیدتنا زینب بنت جحش	حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے حضور کی چار و خیر اربعین





شمار	نام قبہ مبارکہ	اسمائے بزرگانِ آسودہ	کیفیت
۵			نہ حضرت علیؓ کے مزار کا پختہ پتہ ہے۔ نہ اس سر مبارک کا
۶	قبہ حضرت عقیلؓ ابن ابی طالب	۱۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ ابو صفیان بن الحارث بن عبد المطلب (۳) ابو نزیہ حضرت عقیلؓ ولد امام مسلم	حضرت عقیلؓ حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے۔ حضرت معاویہؓ کے پاس بہت عرصہ شام میں رہے۔ انہی کے عہد میں وفات پائی۔
۷	قبہ حضرت فاطمہؓ بنت ام سعد	شہید کوثرؓ حضرت فاطمہؓ والدہ حضرت علیؓ	انہوں نے حضور علیہ السلام کے عہد میں وفات پائی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خود قبر میں اتر کر دفن کیا تھا۔
۸	قبہ امام مالکؓ ؓ	(۹) امام مالکؓ عاشق رسول مقبول و مہاجر مدینہ	امام مالکؓ ان چار آئمہ فقہ میں سے ایک ہیں جن کی دنیا مقلد کے ہیں۔
۹	قبہ حضرت ابوسعیدؓ خدریؓ بیر بن جنت البتقع	حضرت ابوسعیدؓ خدریؓ رضی (راوی احادیث)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی ہیں۔ انہی کے والد مالک بن منان تھے جن کا فرزند حید اللہ کے مزار کے پاس ہے۔



شمار	نام قبر مبارکہ	اسما کے نزدیک آنسو	کیفیت
۱۰	قبر اعمات البیہود قدیم جنت البقیع متصل دیوار شہر (پناہ)	(۱) حضرت صفیہ والدہ مجددہ حضرت زبیر بن العوام (۲) عائشہ بنت عبدالمطلب تھیں اور یہی ایک مسلمان ہوئیں تھیں بعض اردی بنت عبدالمطلب کے مشرف یا سلام ہونے کے قائل ہیں۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور ہمزلف حضرت زبیر کی والدہ حضرت صفیہ حضور کی پیمبری تھیں بعض اردی بنت عبدالمطلب کے مشرف یا سلام ہونے کے قائل ہیں۔
۱۱	قبر سیدتنا حلیمہ سوریہ سیدتنا حلیمہ سعدیہ	یہ حضور علیہ السلام کی منظور دایہ ہیں۔	یہ حضور علیہ السلام کی منظور دایہ ہیں۔

جنت البقیع ہی میں حضرت عمر بن عاص فاتح مصر دفن ہیں۔  
حضرت ابن خلدون ماسمی حضرت عبداللہ بن مسعود بن ابوشامہ بن عمر بن  
سعد بن معاذ بن سعد بن زوارہ کے منارات بھی یہیں ہیں۔ یہیں گنج شہیداں  
سے جہاں واقعہ (جو عہد یزید عنید میں پیش آیا) کے شہداء دفن  
ہیں۔

جنت البقیع کا گوشہ گوشہ بزرگوں اعدا و لباء اللہ سے معمور ہے  
قیامت کے دن قبر سے سب سے پہلے رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم اٹھیں گے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی



پھر جنت البقیع کے تمام مدفون پھر مکہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں آرام کرنے والے۔

جنت البقیع سے ایک حدیث کے مطابق ستر ہزار اور دوسری کے مطابق ایک لاکھ اولیاء اللہ بروز قیامت محشور ہوں گے۔ اور اس وقت ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب (عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) و اخت عینی حضرت حمزہؓ کا مزار جنت البقیع سے شمال کی طرف ایک قبہ میں برب سڑک دروازہ شہر سے وائیں طرف واقع ہے۔

## حضور علیہ السلام کے والد ماجد کا مزار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ آمنہ کے شکم مبارک میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد سیدنا عبد اللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم اپنے ماموں سے ملنے یثرب کو تشریف لے گئے اور وہیں بیمار ہو کر چوبیس سال کی عمر میں انتقال فرمایا جہاں آپ کا مزار زیر قبہ ہے۔ وہاں ایک محلہ شہر مدینہ میں آباد ہے اور اس کا نام آپ کے نام نامی پر توفیق سیدنا عبد اللہ ہے آپ کے قبر پر سبز غلاف پٹا رہتا ہے جس میں سفید ریشم سے آپ کا اسم گرامی بافتہ ہے۔ لیکن بخدیوین نے جہاں جنت البقیع کے تمام قبوں کو گرایا وہیں

اسے بھی محذوم کر دیا۔

زیرِ یارت حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہما کے قریب ایک گنبد میں

حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہما آسودہ ہیں اہل مدینہ کو انکا بڑا احترام ہے۔ اور ان کی جھوٹی قسم کوئی نہیں کھاتا۔ ان کے متعلق مشہور ہے کہ یہ جنگ اُمد میں شہید ہو گئے تھے حضور کے منہ سے اُن کی والدہ کے پوچھنے پر نکل گیا۔ کہ وہ زندہ ہیں اور بھیجے آرہے ہیں۔ خدا نے اپنے رسول کی بات کی صداقت کے لئے انہیں زندہ کر دیا۔ چنانچہ وہ گھر آئے اور اپنی والدہ سے ملے اور پھر فوت ہوئے۔

دعائے زیارت ذوالنورین | السلام علیک یا سیدنا عثمان

بن عفان السلام علیک یا من استجیت منک ملئکة الرحمن  
السلام علیک یا من زین القرآن بتلاوقہ ونور الحراب بامامة  
وصاح اللہ تعالیٰ فی الجنة السلام علیک یا ثالث الخلفاء الوشد  
رضی اللہ تعالیٰ عنک وارضاک احسن الموطاء وجعل الجنة منزلا  
مسکنک ومحلک وما والک السلام علیک ورحمة اللہ و  
برکاتہ۔

یعنی سلام ہو آپ پر اسے ہمارے سردار عثمان بن عفان سلام ہو  
آپ پر اسے جن سے خدا کے فرشتے بھی جیا کرتے ہیں۔ سلام  
ہو آپ پر قرآن کو تلاوت سے زینت دینے والے اور محراب کو امامت

سے منور کرنے والے اور جنت میں اللہ کے چراغ سلام ہو آپ پر اسے  
 خلفائے راشدین میں سے تیسرے آپ سے اللہ راضی ہوا اچھی طرح  
 راضی ہونا اور آپ کو فردوس بریں میں جگہ دی۔ آپ پر اللہ کا سلام  
 رحمت اور برکتیں ہوں۔ نعم ما قنت ۛ

بے بہنوی زہرا کے بنے ہزار ہا حیدر کے  
 بڑے رتبے ہیں والنورین واما پیغمبر کے

دعائے زیارت اہمات المومنین | السلام علیکم یا ازوج  
 رسول اللہ السلام علیکم یا ازوج بنی اللہ السلام علیکم  
 یا ازوج حبیب اللہ السلام علیکم یا ازوج المصطفیٰ رضی  
 اللہ تعالیٰ عنکم وارضاکم احسن الرضیٰ وجعل الجنة منزلكم  
 ومسکنکم ومحکمکم ومما واکم السلام علیکم ورحمة اللہ  
 وبرکاتہ ۛ

یعنی سلام ہو آپ پر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک  
 بیویو! سلام ہو آپ پر اسے نبی اللہ کی ازوج مطہرات۔ سلام ہو آپ  
 پر اسے حبیب اللہ کے گھر والو۔ سلام ہو آپ پر اسے مصطفیٰ کی  
 اہلبیت۔ راضی ہوا آپ پر اللہ تعالیٰ اچھی طرح اور اس نے آپ  
 کو جنت میں جگہ دی آپ پر خدا کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں ۛ  
 نبی کی بیویوں امت کی ماؤں کا جو دشمن ہو  
 اُسے تو آپ کو شر شیر مار دے ہو نہیں سکتا



وَعَلَى زِيَارَتِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّعُمْ أَلَسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَنَاتِ  
رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَنَاتِ بَنِي اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَنَاتِ  
جَبِيْبِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا بَنَاتِ الْمُصْطَفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى  
وَأَرْضَاكُمْ بِأَحْسَنِ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَصَسَّكُمْ وَ  
مَحَلَّتْكُمْ وَمَا وَكُنَّ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ -

یعنی سلام ہو آپ پر اے رسول اللہ کی بیٹیو۔ سلام ہو آپ  
پر اے نبی اللہ کی لڑکیو! سلام ہو آپ پر اے جَبیب اللہ کی بیٹو  
اختِرخِتر و اختِرخِتر! سلام ہو آپ پر اے مُصْطَفَى کی صاحبزادو! آپ کو  
اللہ تعالیٰ نے بہترین خوشنودی کی نعمت عطا کی اور آپ کی قیام  
گاہ اور دارالقرار بہشت کو قرار دیا۔ آپ پر اللہ کی رحمت اور  
برکات نازل ہوں۔

امام حسینؑ کے مبارک اور اُن کے والدین کے مرقن

میں اختلاف عظیم

حضور فاطمۃ الزہراءؑ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کی وفات سے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں ان کے مرقن کے متعلق تین  
مختلف اقوال ہیں۔ ۱۔ آپ اسی جگہ وفادہ گئیں۔ جہاں کہ فوت ہوئیں  
چنانچہ اس قول کے مطابق آپ کا مزار حرم نبوی میں ہے (۲) امام

ابامحسن نے وصیت کی تھی کہ اگر مجھے رسول اللہ کے پہلو میں جگہ نہ ملے  
 تو مجھے میری والدہ کے پاس دفن کر دینا۔ چنانچہ وہ موخر الذکر مقام پر  
 مدفون ہوئے لہذا حضرت فاطمہؑ کی قبر حنت البقیع میں ہے۔ (۱) قلعہ  
 عباسؑ کے جنوب میں ایک جگہ ہے۔ جہاں کے متعلق بیان کیا جاتا  
 ہے کہ اپنے والد بزرگوار کے غم میں آدمیوں میں رہنے سے فقیر ہو کر  
 حضرت فاطمہؑ نے اس مقام کو اپنی اقامت گاہ بنا لیا تھا۔ جہاں وہ ایکلی  
 بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ یہ جگہ بیت الحزن (عکدہ) کے نام پر موسوم  
 ہو گئی۔ اب یہاں ایک مسجد ہے جسے مسجد بیت الحزن کہتے ہیں۔ ایک  
 روایت کی رو سے حضرت فاطمہؑ یہیں آرام فرما ہیں۔

**حضرت علیؑ نے جب مسلمانوں سے قتال کر کے صلح کر**  
 لی اور برضا و رغبت حضرت معاویہؓ کو نصف مملکت اسلامیہ کا سلطان  
 تسلیم کر لیا۔ اور ایک مراسلت شائع کی کہ ہماری جنگ کوئی دینی  
 اختلاف کی وجہ سے نہ تھی۔ بلکہ صرف حضرت عثمانؓ کے قتل پر فساد  
 برپا کیا اور جدال و قتال پر نوبت پہنچی تو شیعان علیؑ دو گروہ میں  
 متفرق ہو گئے۔ ایک گروہ (روافض) تمام صحابہ اکرامؓ پر اور دوسرا  
 گروہ (خوارج) حضرت علیؑ پر تبراً کہنے اور ان کو خارج از اسلام بتانے  
 لگا۔ اور نوبت باینجا رسید کہ انہی میں سے ایک شخص عبدالرحمن ابن  
 ملجم نے رمضان سنہ ۴۰ھ میں حضرت علیؑ کو کوفہ میں شہید کر دیا۔ اس  
 خوف سے کہ خارجی شیعہ آپ کی لاش کی بیجرتی نہ کریں۔ حضرت

علیؑ کو رات کے اندھیرے میں کہیں دفن کر دیا گیا۔ اور کسی کو نشان  
نہ مل سکا۔ بتایا گیا۔ بعد ازاں قیاس سے کئی مقامات پر آپؐ کی قبر کا نشان  
کھڑا کر دیا گیا۔ چنانچہ ایک نشان بچھ میں ہے اور ایک مدینہ میں بھی  
ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ ۸۷ھ میں قبر عباسؓ یعنی شہید  
حسینؓ و عباسؓ میں ایک قبر جانب قبلہ کھدواتے تھے کہ زمین کے  
اندر سے ایک تابوت لکڑی کا مکلا اس پر سرخ پوشش تھی۔ اور  
چمکدار پتیل کی میخیں چڑی ہوئی تھیں۔ ان میں چمک دمک ویسی  
ہی قائم تھی۔ رنگ وغیرہ نہیں لگا تھا۔ اور تعجب کی بات ہے کہ  
پوشش بھی پرانی نہیں ہوئی تھی۔ لوگوں کو یقین ہوا کہ یہ تابوت  
حضرت علیؑ کا ہے۔ جس کو امام حسینؓ نے یہاں لا کر دفن کر دیا  
ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

امام حسینؓ و ہم محرم ۱۱ھ میں بمقام کربلا شہید  
کوفہ کی غداری کا شکار ہو گئے۔ آپؐ کا سر مبارک کاٹ کر دمشق  
پہنچایا گیا۔ وہ سر کہاں مدفون ہوا؟  
اس کے متعلق بھی اخبار مختلفہ و اقوال متنوعہ ہیں کوئی اُس کا  
دمشق میں دفن ہونا بتاتا ہے۔ کوئی مصرؓ میں کوئی کربلا میں اور

لے یہاں سر امام مسجد مدینہ حسینؓ ہوا فتح مصر کے اندر ایک مختصر قبر میں ہے جس کے چاروں  
طرف خوشنما برقی جالی مٹی ہے۔ ایک صندوق خیرات کے لئے رکھا ہے اور بہت سے  
چاندی کے چراغ مسلمانوں کی طرف سے وقف ہیں۔



کوئی مدینہ میں آخری روایت کے متعلق یوں بیان کیا جاتا ہے۔  
 کہ یزید نے حضرت عمرو بن عاصؓ عامل مدینہ کو میرا نام حسینؓ بھیجا۔  
 جنہوں نے اسے کفن دے کر بغزت و احترام بقیع میں ان کی والدہ سیدۃ  
 النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کر  
 دیا۔

ان بزرگانِ ثلاثہ کے مدفن میں اختلاف خدا تعالیٰ کی طرف سے  
 ایک حکمت پر مبنی ہے۔ خدائے علیم کو معلوم تھا کہ ایک عالمی فرقہ ان کو  
 خدائی مرتبہ تک پہنچا دے گا۔ اس لئے اس کی تکذیب کیلئے قبروں  
 کے صحیح نشانات بھی ظاہر نہ ہونے دیئے تاکہ گمراہوں پر ثابت ہو جائے  
 کہ اللہ بس اور باقی ہوس ہے۔

## مدینہ منورہ کی دیگر زیارات

مکان حضرت ابوالیوب انصاریؓ | حضرت ابوالیوب انصاریؓ  
 ہی وہ خوش قسمت تبرکوار  
 تھے جن کے گھر کو بعد ہجرت حضور علیہ السلام کی اقامتِ اول کا شرف  
 حاصل ہوا تھا۔ اسی وجہ سے یہ مکان محفوظ اور زیارت گاہِ مسلمان  
 ہے۔ یہاں دو گانہ ادا کیا جاتا ہے اور تبرکات بھی برائے زیارت  
 موجود ہیں۔

## مشہد سیدنا عثمانؓ

جہاں جامع قرآن حضرت عثمانؓ کی بانی  
باغیوں کے ہاتھ سے قرآن مجید پڑھنے

شہید ہوئے تھے۔ اس مکان کو مسلمانوں نے خیر اندیش مسلمانین  
خلیفہ کی یادگار کو قائم رکھنے کے لئے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ اُس پر کھڑا  
مشہد سیدنا عثمانؓ ہوئے سہری حروف میں تحریر ہے  
یہاں بھی زائرین دو گانہ ادا کرتے ہیں اور اس کا ثواب شہید مظلوم کو  
پہنچاتے ہیں یہ مشہد مشیخت جلیلہ کے متصل اور دار عشرہ مبشر کے  
بالمقابل ہے۔ لیکن توسیع مسجد حرم کے سلسلہ میں منہدم کر دیا  
گیا ہے۔

## دار عشرہ مبشر

یہ مسلمانوں کا دار الندوہ یا ایوان پارلیمنٹ  
(ہے) اسی میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ  
پر مسلمانوں نے بیعت کی تھی۔ یہیں سے جمہوری سلطنت کی بنیاد  
پڑی۔ اور مسلمانوں کی بہتری کے لئے والی امر کے انتخاب میں عام  
حق وراثت پر قابلیت و دینداری کو ترجیح دی گئی۔ اسی کی برکت سے  
مسلمان دنیا میں سرسبز و کامیاب ہوئے۔ اور آج اسی اصول پر  
دنیا کی مہذب اقوام عمل پیرا ہیں۔ دار عشرہ مبشرہ میں دس خاص  
جنتوں کے نام جن کی طرف یہ مقام منسوب ہے دیواروں پر لکھے ہوئے  
ہیں۔ وہ عشرہ مبشرہ یہ ہیں۔ (۱) سیدنا ابو بکرؓ (۲) سیدنا عمرؓ (۳) سیدنا  
عثمانؓ (۴) سیدنا علیؓ (۵) سیدنا طلحہؓ (۶) سیدنا زبیرؓ (۷) سیدنا سعدؓ

(۸) سیدنا سعیدؓ (۹) سیدنا عبدالرحمنؓ (۱۰) سیدنا عبیدہؓ۔  
میں نے حفظ کے لئے ان مبارک ناموں کو ایک شعر میں گن دیا  
ہے تاکہ مسلمان یاد کر لیں۔

دس وہ قطعی جنتی اصحاب خیر المرسلین  
خدمت دین ہے گویا جن کی جنت زر خرید  
ہیں وہ ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ اور زبیرؓ  
ابو عبیدہؓ و سعدؓ و طلحہؓ عبدالرحمنؓ و سعیدؓ

مزار سیدنا حمزہ و دیگر زیارت احمد  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے چچا حمزہؓ بن عبدالمطلب

کا مزار مدینہ سے جانب شمال تین میل کے فاصلہ پر ہے باب مجیدی  
سے راستہ ملتا ہے۔ یہ مزار دامن کوہ اُحد سے نصف میل درے میں ہے  
غزوہ اُحدؓ میں ہوا تھا۔ اسی میں حضرت حمزہؓ و جنتی کے حربہ سے  
شہید ہوئے تھے اور مسلمانوں کو چشم زخم پہنچا تھا۔

مزار ایک عالیستان قبہ میں ہے (جسے اب بخیلوں نے منہدم کر  
دیا ہے) اندر داخل ہوتے ہی ہمیت سی چھا جاتی ہے کیوں نہ ہو اس اُحد  
ورسولہ (شیر خدا و شیر مصطفیٰ) کی خواہ گاہ ہے۔ قبر بہت طویل و سرلیض  
ہے ارغوانی رنگ کا نخل کا غلاف مطلقاً پڑا رہتا ہے۔ چاروں طرف  
ہشت و صافی جالی ہے۔ مرقہ کے ایک طرف مسجد ہے جس میں خوبصورت

لے در حقیقت آرا اللہ حضرت غزوہ کا قبہ جو حضور صلعم نے عطا فرمایا تھا حضرت علیؓ کی بے بدین نقب و صریح کیا



نقش و نگار اور نہری قطعات آویزاں ہیں۔ (مخدیوں نے یہ سب کچھ نوح کھسوٹ لیا ہے) سید الشہداء حضرت حمزہؓ کا عرس ۱۲ رجب المرجب کو بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا تھا۔ مدینہ و اطراف مدینہ سے مسلمان حاضر ہوتے ہیں۔ مگر مجالس سماع اور دیگر قابل اعتراض حرکات جیسے طائفوں کا آنا سلام کرنا اور ناچنا گانا جو ہندوستان میں ہندو گول کے اعراس پر ہوتا ہے یہاں کا تو کیا ذکر کل سرزمین عرب میں اس کا نام تک نہیں (خدا ہندوستان کو بھی ان بدعات سے پاک کرے آمین۔

اور ان کے بھانجے حضرت حمزہؓ کے سر ہانے  
**عبداللہ بن حبش رضی** ایک ہی قبر میں آرام فرما ہیں حضور علیہ السلام کے علمبردار حضرت مصعب بن عمیرؓ بھی یہیں ایک علیحدہ مزار میں آسودہ ہیں۔

قبر کے باہر ”گنبد شہیدان“ ہے جو ستر شہدائے اُحد کو آغوش میں لئے ہوئے ہے پاس ہی ایک باؤلی ہے جس میں نہر کا پانی گرتا ہے۔ اس کے آگے مسجد بنایا ہے جہاں دور کوت نماز پڑھتے ہیں۔ دیوار میں ایک پتھر نصب ہے جس میں حضور علیہ السلام کے دندان مبارک کے نشان موجود ہیں۔ کوہ اُحد میں وہ گرٹھا بھی موجود ہے جس میں جنگ کرتے کرتے حضور علیہ السلام گر گئے تھے اور مشہور ہو گیا تھا۔ کہ آپ شہید ہو گئے جس سے بعض صحابہؓ اوسان بلختہ ہو کر ادھر ادھر نکل گئے تھے اور پھر خبر صحیحہ معلوم ہونے پر حضورؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آج ہوئے تھے اور کفار کو بھاگتے ہی بن پڑی تھی۔

**مقامات متبرکہ سے انتفاع** | جو مقامات بزرگان دین کی رہائش وغیرہ کی وجہ سے

متبرک ہو گئے ہیں۔ ان کو بیکار طور پر محفوظ نہیں رکھا گیا۔ بلکہ ان پر عالیشان مکان بنا کر زائرین کو ان میں راحت پہنچائی جاتی ہے چنانچہ مکان سیدنا ابوبکر صدیقؓ، مکان سیدنا عمرؓ، مکان سیدنا علیؓ، باغ سیدنا طلحہؓ، زاویہ جناب محبوب سبحانیؓ، مکان حضرت نیم داری انصاریؓ وغیرہ استعمال میں آکر مسلمانوں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اسبطح حضرت خلفائے راشدین وغیرہ کے ناموں پر تعمیر شدہ مساجد بھی اہل اسلام کے کام آ رہی ہیں۔

**پانچ متبرک مساجد** | مساجد خمسہ پنج مساجد کی زیارت کرنے کا ہر ایک زائر کو حکم ہے۔

یہ پانچ مساجد یہ ہیں۔

۱۔ مسجد النبیؐ جو منامہ میں واقع ہے (۱) مسجد ابوبکرؓ صدیق جو عین الزرکا کے نزدیک ہے (۲) مسجد عمرؓ جو منامہ کے باب قبا کے قریب ہے۔ (۳) مسجد علیؓ جو بعض لوگ (مصلیٰ عید) بھی کہتے ہیں۔ اور جو منامہ کے زقاق الطیار میں ہے (۴) مسجد بلالؓ

# مشہور مساجد مدینہ منورہ

مسجد النبی مسجد قبا اور مساجد خمسہ کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں۔ اس جگہ کی دیگر مشہور تاریخی مساجد کا حال بصورت نقشہ پیش کرتے ہیں۔

نمبر شمار	نام مسجد	محل وقوع	کیفیت
۱	مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہ قبلتین	شہر سے جانب شمال مغرب بفاصلہ ۱ میل نزدیک وادی عقیق	اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور صلعم اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ چکے تھے کہ بیت المقدس سے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آگیا پس باقی دو رکعت نماز اس طرف رخ کر کے ادا کی اس لئے اس مسجد کا نام مسجد قبلتین یعنی دو قبلوں والی مشہور ہو گیا۔
۲	مسجد بنو نضر یا مسجد بخلہ	جانب مشرق از جنت البقیع	اس مسجد کے جانب جنوب کی پہاڑی (حرہ) میں ہمت سے پتھر ہیں جن پر رسول اللہ صلعم کے نشانات و آثار ہیں ایک پتھر پر حضور کی کہنی کا نشان ہے اور ایک پر بخلہ (خجر دلدل نامی) کے سم کا جو مقوقس والی مصر نے ہدینا بھیجی تھی ایک اور پتھر ہے جس پر جلوہ فرما کر حضور نے ایک فارسی سے قرآن شریف سنا تھا اس پتھر پر اگر بے اولاد عورت بیٹھے تو صاحب اولاد ہو جاتی ہے۔



نمبر	نام مسجد	عمل وقوع	کیفیت
۳	مسجد الجبلہ یا غامکہ	حوالی قبا کی وادی میں	حضور حبیب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو پہلا جگہ آپ نے یہیں بیٹھا تھا۔
۴	مسجد فضیح یا مسجد الشمس	قبا سے جانب مشرق	مسجد فضیح اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ حرمت حرم کا حکم نازل ہونے پر صحابہؓ نے فیض (تشریف نما) کو جو وہ بی رہے تھے ساغر و خم توڑ کر بہا دیا تھا اور مسجد الشمس اس لئے کہ ایک بلندی پر واقع ہے اور طلوع آفتاب کے وقت آفتاب کی کرنیں اس پر پڑتی ہیں۔ یہودی نبی نصیر کیساتھ لڑائی کے دوران میں حضورؐ نے چھ رقتہ تک یہیں نماز ادا فرمائی تھی۔
۵	مسجد نبی قریظہ	مسجد الشمس کے مشرق میں	یہ مسجد اس جگہ ہے جہاں حضور علیہ السلام بعد غزوہ خندق بدھد یہودی قریظہ کا محاصرہ کرنے کے لئے فروکش ہوئے تھے اور پچیس روز کے محاصرہ کے بعد حسب فیصلہ حضرت سعد بن معاذ اس نامہ مجاہد قوم کے جوان مرویست و نابود کر دیئے گئے تھے۔
۶	مسجد مشربہ ام ابراہیم	مسجد نبی قریظہ سے بجانب شمال حوالی مدینہ (بلند حصہ) میں	یہ مسجد اس جگہ ہے جہاں سیدنا ابراہیمؑ کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ زفر کا ایک باغ تھا۔ اسی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔

پرچہ	نام مسجد	محل وقوع	کیفیت
۷	مسجد الابواب	بیتع سے شمال کی طرف	یہاں حضورؐ نے امت کے لئے تین دعائیں کہیں ۱، وہ قحط میں مبتلا ہو کر لاک نہ ہوں ۲، غائب غرق میں گرفتار نہ ہوں ۳، باہمی قتال و جنگ نہ جدال نہ کریں۔ پہلی دو دعائیں مقبول ہو گئیں تھیں۔
۸	مسجد الفتح یا مسجد الاحزاب	مسجد قبلتین سے مشرق کی طرف بفاصلہ نصف میل	یہاں حضور علیہ السلام نے غزوہ خندق یا انزاب کے موقع پر تین روز نماز پڑھی اور دعا مانگی تھی جس کا یہ اثر ہوا کہ مشرکین کہ یار باذن کا طوفان نازل ہوا اور وہ ٹوک دم بھاگ گئے اور پھر گھبی مدینہ کا رخ نہ کیا مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو دعا اس مسجد میں مانگی جائے وہ ضرور نہیں ہوتی۔
۹	مسجد سلیمان نارسی	مسجد الفتح کے نیچے جانب جنوب	حضرت سلیمانؑ نارسی کے نام نامی پر یہ مسجد مشہور ہے۔
۱۰	مسجد علیؑ	مسجد سلیمان نارسی کے نیچے	یہ دراصل جنگ میں حضرت علیؑ کا خیمہ تھا۔
۱۱	مسجد ابو بکرؓ	مسجد علیؑ کے قریب پہاڑ کی چڑ میں	یہ تمام مساجد اس جگہ ہیں جہاں غزوہ انزاب واقعہ ہوا تھا جہاں جہاں کسی مشہور صحابی نے قیام فرمایا

نام مسجد	حل وقوع	تاریخیت
		وہاں مسجد تعمیر کر دی گئی خلیفہ ولید اموی اور اس کے جانشین ان کی بنائے مت کے متکفل رہے
۱۲ مسجد الرایہ (جند کی مسجد) یا مسجد الزباب	ایک پہاڑی زباب نامی پہر واقع ہے	یہاں حضور علیہ السلام کا علم نصب تھا خلیفہ ولید نے یہاں مسجد بنوادی (جزء اللہ)
۱۳ مسجد جبل ثواب	مسجد الفتح والریہ کے درمیان	جبل ثواب کی مشرقی و شمالی پر مسجد الرایہ اور مغربی پر الفتح واقع ہے یہ مسجد مقام بلذ پر نہایت مفرح و مروح اور منور ہے۔ مدینہ منورہ اور ذیہ مطہرہ وہاں سے صاف نظر آتا ہے۔
۱۴ مسجد وقت الاسلام	بیت سے جابت جنوب مشرق ڈیرہ میل پر ہے	یہاں حضور علیہ السلام سے دو معجزے ظہور پذیر ہوئے ۱) کھجور کی خشک لکڑی سرسبز ہو کر پھل لائی ۲) ایک سال جب مسلمان حج کرنے نہ جاسکے تو یہیں سے حضور نے ان کو کعبہ و عرفات کا منظر دکھا دیا۔
۱۵ مسجد عنین	مقبرہ حضرت حمزہ کے جنوب میں جبل الرمات پر	غزوہ احد کے روز حضور نے اپنے نیر انگڑوں کو یہاں دشمن کی کمین میں مکیں فرمایا تھا بعض کہتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ کے یہیں حربہ لگا تھا۔
۱۶ مسجد الولوی یا مسجد العسکری	جبل عنین کے شمال کنارہ پر	بعض کا بیان ہے کہ مسجد عنین سے رمی ہو کر حضرت حمزہؓ نہیں آکر جہنم بحق تسلیم ہوئے تھے مگر یہ مقام قبۃ المسیر بتایا جاتا ہے۔



علاوہ ان مساجد کے چالیس اور مساجد کے نام بھی کتب میں مذکور ہیں مثلاً مسجد نبو عبد الاشمل - مسجد نبو حارثہ - مسجد نبو حرام - مسجد الفسح - مسجد السقیا - مسجد نبو یاضہ - اور مسجد نبو ناظمہ مگر اب ان کا پتہ نہیں۔

## حجاز میں بخدیوں کی تاریخ

بخند حسب فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مندرجہ صحیح بخاری مطلع قرن شیطان ہے اور یہ فرمان حضور علیہ السلام نے اس وقت صادر فرمایا جب ایک بخندی نے آپ کو شام و یمن کے لئے دعائے برکت مانگتے دیکھ کر بخند کے لئے بھی دعا مانگنے کی درخواست کی حضور نے اس کے بار سوم اصرار و دعاء پر فرمایا - هُنَاكَ الْوَلَاةُ زَلْ وَالْفِتْنُ وَبِهَا كَطْلُعُ قَرْنِ الشَّيْطَانِ - یعنی اس میں زلزلے اور فتنے برپا ہوں گے اور اس میں سے قرن شیطان (شیطانی گروہ یا شیطانی سینگ) نکلے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ دو قرن نکلیں گے۔ علماء نے ایک قرن سے سیلہ کذاب مراد لیا ہے اور دوسرے سے ابن عبد الوہاب جس کا فتنہ بخند سے اٹھا اور عرب و ہند پر چھا گیا۔

ابن عبد الوہاب جسے شیخ بخند بھی کہتے ہیں ملک بخند میں جو حجاز سے مشرق کی طرف ہے - ۱۱۵ھ میں پیدا ہوا اور ۹۲ برس زندہ رہ کر ۲۰۵ھ میں مر گیا۔

اسکی تمام تعلیم کالب لباب اور اسکا مشین مقبول ان الہی کی تعلیم و تحریم  
 کے نقوش مٹانا تھا۔ پس بزرگان دین کو وسیلہ پکڑنے کی ممانعت ان کے  
 ماتر کی توہین ان کے مقابر کی تدفین ان کی بارگاہ میں حاضر ہونے  
 کو جرم قرار دیا جانا۔ سب اسی متمر و انہ تعلیم کے اثرات و نتائج ہیں۔  
 اسی تعلیم سے متاثر ہو کر ۱۲۱۴ھ میں پیر و ان شیخ بخدے کر بلائے  
 معلیٰ کو برباد اور اس سے اگلے سال طائف میں قتل و غارت کا بازار گرم  
 کیا۔ مسلمانوں کے اموال پر بطور مال غنیمت قبضہ کیا اور اس میں سے  
 خمس امیر بخد کے لئے حصہ نکالا۔ گویا سب مسلمان کافر ہیں (حضرت ابن  
 عباسؓ کے مقبرہ کو توڑا۔

۱۲۱۸ھ میں داخل مکہ ہو کر قبہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبہ  
 مولد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور قبہ خدیجہ کبریٰ وغیرہ کو منہدم کیا  
 اور کہا کہ ہم نے طاغوتوں کا نام و نشان مٹا دیا ہے (فقوہ باللہ من ذلک)  
 یہی شیطانی لشکر جب ۱۲۲۱ھ میں مدینہ منورہ پہنچا تو اس نے جنت البقیع  
 کے تمام قیامت گرا دیئے۔ اور حضورؐ پر درود و سلام پڑھنے سے روک دیا  
 اور حضورؐ کے روضہ مطہرہ کو صنم اکبر کہہ کر جب شیخ بخد کے دو چیلے اوپر  
 چڑھے تو فوراً اگر کرنی النار ہو گئے۔

زبالہ بقعر سقر آمدند بدو زخ و دواں چوں شر آمدند  
 جب ان کی دراز و ستیان حد سے گزر گئیں تو حکم سلطان المعظم  
 مصطفیٰ الزائع مصری افواج ان بے ادبوں کی تادیب کے لئے روانہ

ہوئیں اور مدینہ منورہ ۱۲۷۶ھ میں ان کے منحوس قدم سے پاک ہو گیا  
اور ان قبوں کے دشمنوں کی پندہ سوکھو پریوں کے قبوں سے قبۃ  
المرئوس تیار ہوا۔ تاکہ بے ادبوں کے لئے عبرت ہو۔ الغرض مقلدان  
شیخ بخدا گئے سال تک ملک حجاز سے نابود ہو گئے۔ ان کا سپہ سالار  
مضانقی قسطنطنیہ لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ اسلامی فوج طوسون پاشا  
خلف الرشید محمد علی پاشا والئی مصر کے ماتحت ندیم سومیل بلغار کرتی  
ہوئی بخدی امیر عبداللہ بن سعود کے سر پر جا پہنچی جس نے جان کی  
امان مانگی اور سلطان الفلم کا وفادار غلام بن کر رہنے کا اقرار کیا۔ پاشا  
موصوف نے اس کی سوگند پر اعتبار کر کے بخدی پھر اسے بخش دیا۔

مگر ابن سعود نے پھر عہد شکنی کر کے پر پرزے نکالے اس دفعہ  
محمد علی پاشا نے مکمل طور پر اس کی سرکوبی کا عہد کر لیا اور اپنے  
دوسرے بیٹے ابراہیم پاشا کو اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا اور خود  
فوج واسلمہ سے اس کی مدد کرتا رہا۔ بخدی چھ مہینے تک لڑتے رہے  
آخر ان کا بادشاہ گرفتار ہوا۔ اور ۱۲۷۶ھ میں بعد سلطان محمود ثانی  
دار الخلافت میں اس کے نام سعود وجود سے دنیا کو پاک کیا گیا اور حجاز  
نے ایک سو برس کے لئے بخدی فتنہ سے نجات پائی۔ بخدیوں کے اس  
استیصال پر قاہرہ اور قسطنطنیہ میں بڑی خوشیاں منائی گئیں کہ بزرگان  
دین اور تہذیب کے دشمن بخدیوں کا قلع قمع ہو گیا۔ منہدم مہ متبرک  
عمارین از سر تو جوادی گئیں۔ الحمد للہ علی ذالک۔



پہلی جنگ عظیم میں جب ترک چاروں طرف سے دشمنوں میں گھر  
گئے تو نجدیوں کو عیسائیوں کی شر برپھر سرائٹھانے کا موقع مل گیا۔  
ترکوں کی حلیف سلطنت جس کا صدر مقام حائل تھا۔ یہ لوگ پہلے تباہ  
کر چکے تھے۔ حسین شریف مکہ بھی ان کا خواجہ تاش تھا اس نے پہلے  
ترکوں سے بغاوت کی پھر حجازیوں اور حجاج وزائرن کو قتل کیا۔ آخر  
شہ دینے والوں نے بھی اس غلام سے دست کرم کھینچ لیا۔ ۱۳۴۲ھ میں  
بغدی غلام پھر بڑھا اور طائف و مکہ و مدینہ میں پھر وہی حشر برپا کر  
دیا۔ جو سو سو سال پہلے اسی کے بہنام ابن سعود نے برپا کیا تھا۔ اب  
ماثر و مقابر مٹانے کے ساتھ مریدان شیخ نجد نے ان مساجد کو بھی قبے  
گرا کر ویران کر دیا ہے جو کسی اسلامی یادگار کا پتہ دینی تھیں چنانچہ  
مسجد جن مسجد بوقتیں مسجد انا اعطینا ک الکواثر مسجد بلال وغیرہ  
مہدم گردی گئیں۔

صرف خانہ کعبہ مسجد و روضہ نبوی باقی ہے اللہ ان کا محافظ  
ہو۔ ورنہ بے ادب بخاری تو ہر قابل عظمت شے کو برباد کرتا عین  
ثواب سمجھتے ہیں۔

پیش آدم نہ بھکایا نہ تسلیم و نیاز  
یہ خطا کرتے ہی شیطان کا ایمان گیا  
فخر آدم کے درمیں یہ بھی سر نہ بھکے  
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

# کیا ماثروں و مقابر کا قیام خلاف شرع و عیب ہے

جہاں تک تاریخ اسلام رہنمائی کرتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرونِ اوّل کے مسلمانوں نے ماثروں و مقابرِ انبیاء و اولیاء کو بہرِ قرار رکھا ہے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں شام و بیت المقدس فتح ہوا جس میں انبیاء علیہ السلام کے بیشتر مقابر و ماثر تھے۔ مگر کسی مسلمان نے ان کے انہدام کی کوشش نہ کی۔ وہیں ایک درخت تھا جس کے نیچے بیٹھ کر حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام تعلیم دیا کرتے تھے اسے بھی محفوظ رکھا گیا۔ مکہ میں جہاں بی بی صاحبہ ثلاثی آب میں دوڑی تھیں وہاں سعی فرض قرار دی گئی۔ جہاں محبوبانِ خدا کے قدم (بر صفا و مروہ) آئے تھے انہیں شعارِ اللہ قرار دیا گیا۔

جہاں حضرت ابراہیم نے شیطان کے کنکرے مارے تھے وہیں بھی مارے کا حکم ہے جس جگہ آپ کعبہ میں کھڑے ہوئے تھے وہاں سجدہ کرنے کا حکم ہے۔ فاتخذوا من مقامِ ابراہیم مصلیٰ۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حواج کو تشریف لیجاتے ہیں راہ میں مولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام آتا ہے۔ جبرائیل عرض کرتے ہیں کہ یہاں دو گانہ نقل ادا کریں۔ افسوس ہے بخدیوں کی عقل پر کہ انہوں نے مولدِ انبی صلی اللہ علیہ وسلم (جو فخر چلے ہیں) کو جہاں

مسلمان اپنے مالک کے سامنے سرسجود ہوتے ہیں۔ منہ دھو کر دیا۔  
اگر ان کے قصب کا یہی عالم رہا تو وہ ایک دن مقام ابراہیم کو بھی  
اکھڑ پھینک دیں گے اور خانہ کعبہ کو بھی ڈھا دیں گے کہ خدا کی طرف  
سے جو جہت و مکان کی قید سے منہ رہے کیوں ایک انسانی بنا کر وہ  
مکان کو منسوب کیا جائے۔ حجر اسود کی کیوں تعظیم کی جائے۔ کیونکہ  
یہ محض ایک پتھر ہے۔

قبروں پر عمارت بنانے کا مسئلہ۔ مدینہ میں حضرت عثمان بن مظعون  
حضور علیہ السلام کے سامنے فوت ہوئے حضور نے ان کے مزار پر ایک  
بڑا اونچا پتھر نشان کے طور پر نصب فرمایا۔ جو اس امر کی دلیل ہوا کہ  
قبر کو برائے نساخت بلند بنا سکتے ہیں۔ اپنے فرزند سیدنا ابراہیم  
کے مزار پر سنگریزے چن دیئے تاکہ محفوظ رہے جس سے ثابت ہوا کہ  
قبر کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔

قبر کا زیر سقف اور چار دیواری کے اندر جائز ہونا خود اس امر سے  
ثابت ہے کہ حضور اسی حجرہ میں دفنائے گئے جس میں فوت ہوئے۔ اگر  
کہا جائے کہ یہ بات انبیاء کے لئے خاص ہے تو پھر سوال ہوگا کہ  
کیوں حضرت صدیق اکبرؓ اس جگہ پیوند خاک کئے گئے۔ اور پھر حضرت  
عمر رضی اللہ عنہ نے خود حضرت عائشہ صدیقہ سے درخواست کر کے اپنا  
مرقد حجرہ میں بنوایا حضرت میمونہ ام المؤمنینؓ جو فوت ہوئیں تو وہ اسی  
مقام پر دفن کی گئیں جہاں حضورؐ سے ان کا کھاج ہوا تھا اور وہ ایک



چھت اور دیواروں والا مکان تھا۔

پھر قبور پر سائیان استاد کرنا زمانہ صحابہ سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں قبور کے زیر سقف و درمیان چار دیواری بننے کے جواز میں ہیں۔ اب یہی قیہ و گنبد کی بخت سواس کے متعلق عرض ہے کہ یہ بھی ایک چھت کی قسم ہے ہمارا ہو تو سقف کہیں گے گول ہو تو قیہ ابتدائے اسلام میں جب کہ مسلمانوں کے مکان کچے تھے ان کی مساجد و قبور بھی کچی تھیں جب خدا نے انہیں خوشحالی دی تو جہاں انہوں نے اپنے مکانات پختہ بنائے اپنے مرنے کے مکانات کو بھی پختہ بنا دیا اور مسجدیں بھی رفیع الشان تعمیر کر دی۔

اگر عہد نبوی کے بعد کی تمام ایجادات بدعت ہیں تو پھر تو قرآن شریف و حدیث بھی بصورت موجودہ بدعت ہے پختہ مسجدیں بدعت ہیں بکے مکان بھی بدعت ہیں۔ لاؤ سپیکر۔ ہوائی جہاز۔ ریلیں ٹرانی جہاز۔ بجلی۔ موٹریں۔ الغرض تمام نئی چیزیں بدعت ہیں۔ اگر بخندمی ایسے ہی متبع سنت ہیں تو ان تمام اشیاء سے منتفع ہونا ترک کر دیں مگر نہیں وہ انہیں نہیں ترک کریں گے۔

کیا وسیلہ پکڑنا شرک ہے | بخندیوں کو صرف بزرگان دین سے دشمنی ہے ان کو وسیلہ پکڑنا حرم

ہے۔ خود سب دنیا کے پاس سو مرتبہ حاضر ہوں گے اس سے مدد طلب کریں گے اس کے سامنے منتیں اور خوشامدیں کریں گے اور

بہ سب کچھ جائز ہو گا۔ مگر جب کسی مسلمان کو کسی بزرگ کے پاس جسے وہ خدا کا محبوب اور محض دینداری کی وجہ سے معزز جانتا ہے جاتا دیکھ لیں گے تو جھٹ کفر و شرک کا فتوے لگا دیں گے۔ اگر کوئی مصیبت آ پڑے تو کفار کے پاس بھی فریاد و استغااثہ کرنے سے نہیں جھکیں گے مگر اگر کوئی مسلمان اغثنیٰ یا رسول اللہ کہدے تو فوراً مشرک کہہ دیں گے۔ کیوں کہ ان کا مستغاث الیہ ایک کافر مشرک ہو سکتا ہے۔ مگر رحمۃ اللعالمین نہیں ہو سکتے لہذا ما قلت ۛ

یا رسول اللہ اغثنیٰ گر کہیں جائز نہیں  
ہو نہیں سکتا وہ نبی تک رحمۃ للعالمین  
وائے ناکامی کہ تجھ کو دیکھنا آتا نہیں  
ماہ و نیم ہیں اسی سے سب کے سب دشمن ہیں  
پھر نہ دیکھے ہم کو نور حق کی چشم دور ہیں  
شان محتاج الیہ دیکھ باعین الیقین  
دیدہ صدیق ثلثے شان شفیع الذین  
دیکھ جلوہ گر ہے بہر جا نور رب العالمین  
پڑھ کے بانور حاضر و ناظر ہے وہ نورین  
یا رسول اللہ پہنچا نہیں تجھ کو یقین  
تجھ کو پتہ کیا ہو علم قوت شیر غریں

آپ کے مشکل تو جھٹ حکام مانگیں ۛ  
ہو نہ مرو میں کے احوال کی جھٹ خبر  
نور حق کی چشم رحمت واپے ہر محتاج پر  
اور احمد سے ضیا پا کر ہے سوچ نور بیز  
میں خود محتاج احمد ہو کے پہنچے ہر جگہ  
چشم ظاہر میں سے تو محتاج کا قائل ہوا  
پھر کر جوہل سی چشم غلط بین کو تو دیکھ  
یہ چشمی چھوڑ کر چشم بصیرت کھول کر  
اگر اسٹاک شاہد اور پھر سب پر شہید  
بچے صد ہا میل تک ہے تار برقی کے نوا  
رستہ تار کو سمجھا بے خبر و محدود و تر

یا رسول اللہؐ جو ہم نے عقیدت کہا  
 دسترس تیری ہی ہے کوہ ہمالہ بھی بلند  
 جا ہی پہنچا بارگاہِ نور حق تک بالیقین  
 رفت احمدؑ کے آگے پست ہے عرش بریں  
 یا رسول اللہؐ کو یا یا حبیب اللہؐ کو  
 عین ایمان ہے کوہ بیشک کو اے مومنین

## مدینہ منورہ کی آب و ہوا

مدینہ النبی کی آب و ہوا پاکستان کے بہت کچھ مطابق ہے گرمیوں  
 میں چنداں گرمی نہیں پڑتی۔ صبح و شام سرد ہوا چلنی ہے ہاں سردیوں  
 میں خوب کڑکڑاتا جاڑا پڑتا ہے جس جگہ محبوب کا مقام ہو۔ وہاں کی  
 تکلیف بھی راحت معلوم ہوتی ہے۔ مدینہ محبوب الہی کا اور خواجہ کون  
 و مکاں کا شہر ہے یہاں کی آب و ہوا میں گرمی کسی قسم کی حدت و شدت  
 ہو تو بھی عاشقانِ جمال مصطفویؐ کیلئے عین فرحت و راحت ہے مگر قدرتا  
 مدینہ کی ہوا معتدل صحت افزا اور روح پرورد و مہذبیت ہے۔ متعدی  
 بیماری کا نام نہیں اور نہ ہی پچیس سال و ہفتہ و طاعون کا زور ہے  
 میٹھے پانی کی نہر حضرت معاویہؓ کے عہد سے شہر کے اندر جاری ہے  
 شہر سے باہر اکثر شیریں کنوئیں ہیں۔ جہاں سے پانی چیرسوں کے ذریعے  
 نکالتے ہیں۔ بیل یہاں کمیاب ہیں اونٹ اور گدھے جوئے جاتے  
 ہیں اب ٹیوب ویل کی برکت سے پانی کی کثرت ہے۔



نزل باران رحمت | مدینہ حضور رحمۃ للعالمین کا شہر ہے اس میں باران رحمت نہ ہو تو اور کہاں ہو

پھر یہاں بارش بھی باقاعدہ ہوتی ہے جسے جڑے کے موسم میں ہمیشہ رات کو موسم بہار میں ہمیشہ صبح کو اور موسم گرما میں ہمیشہ شام کے قریب مینہ برستا ہے اور یہ باقاعدگی غالباً مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے خاص ہے جسکا انگریز سیاح کو بھی اقرار ہے۔

## مدینہ منورہ کی پیداوار

میوے | مدینہ منورہ ایک سرسبز شہر ہے بارش یہاں باقاعدہ ہوتی ہے۔ نہریں اور چاہات موجود ہیں اسلئے یہاں سب کچھ پیدا ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ اگر لوگ کھاد کے فوائد اور استعمال سے واقف ہوں تو پیداوار میں بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے مگر یہ گڑھوں میں غرق ہو جاتی ہے اور زرعی زمین میں اسکو نہیں ڈالا جاتا۔ بہر حال مدینہ میں یہ میوے ملتے ہیں۔ انگور۔ انار۔ انجیر۔ آڑو۔ شفا لو۔ تر بوڑ۔ خربزہ۔ انار دانہ دار۔ اور میدان۔ تارنگی۔ لیموں۔ سنگترہ۔ کھجوریں۔ آٹم گڑی۔ بادام۔ پستہ۔ بخشش۔ منقہ۔ چلوڑہ۔ زرد آلو وغیرہ۔ علاوہ ازیں لبنان و فلسطین کے پھل بھی آتے ہیں۔

نرکاریاں | شلجم۔ چقندر۔ ٹماٹر یعنی سرخ بیگن۔ کرلیہ۔ بھنڈی

بند گو بھی۔ گو بھی کے پھول۔ کھیرے۔ کدو لو کی۔ سیم۔ لویا۔ گاجر۔  
سویا۔ میتھی۔ کشنیر۔ پیاز۔ لہسن۔ چولائی وغیرہ۔

**غلہ** | گندم۔ جو (کم تعداد میں) جو آر۔ باجیرہ۔ چاول (بہاں پیدا  
نہیں ہوتے) سرخ مریوں کے ساتھ ہندوستان سے آتے ہیں۔  
(گندم و شکر زیادہ تعداد میں مصر سے اور زیتون اور گھی شام سے  
آکر یہاں بکتا ہے۔

**دیگر اشیاء** | پنیر اور مکھن عمدہ ہوتا ہے بدوی لوگ کوستان  
سے عمدہ شہد۔ بلوری نمک اور روغن ملبان لاکر فروخت کرتے ہیں۔  
عمیرا بھی خالص ملتا ہے۔ اس کی گرہ چینی عمیرے سے بڑی ہوتی  
ہے اور ملتا بھی ارزاں ہے یعنی ۸ رنی تولہ اور آٹا طائف سے ہے  
اب جدید زمانہ کی تمام ضروریات فراہم ہوتی ہیں۔ ہالینڈ کاٹین  
بند دودھ اور دوسری اشیاء ملتی ہیں۔

## مدینوں کی شکل و شباہت اور اوضاع و اطوار لباس وغیرہ

مدینہ کے اصلی لوگ حیرت انگیز طور سے سفید رنگ ہیں بعض  
کے چہرے سرخ بال سیاہ اور بھوے ہوتے ہیں۔ آنکھیں چھوٹی لمبی  
کم گول چمکیلی سیاہی کی نسبت بھوری زیادہ ہوتی ہیں۔ سر چھوٹا کانوں

کی قطع بہت اچھی چہرہ لبہ اور بیضوی پیشانی بلند اور چوڑی ہوتی ہے مدنی اپنی ڈاڑھیوں میں خضاب لگاتے اور نہایت خوش مزاج ہوتے ہیں بدوں کی طرح غصہ و راور کڑوے نہیں ہوتے۔ لباس بہت نفیس پہنتے ہیں۔ مغز اور متمول آدمی ایک بالمش یا حبہ زرد۔ نارنجی سبز یا گلہابی رنگ کا پہنتے ہیں۔ ایک ہی قسم کا سبز یا گلہابی رنگ پہننے سے آدمی حقیر سمجھا جاتا ہے۔ طرہ پوش (ترکی ٹوپی) کو قبولیت حاصل رہی ہے اور سر کا قدیم لباس کو فیہ اور غفل اب شریف اور بدوی لوگوں میں جاری رہ گیا ہے۔

**مدنی عورتیں** | عورتوں کا لباس خوشنما ہوتا ہے۔ گھروں میں وہ چھینٹ یا کسی دوسرے کپڑے کی ایک صدی اس کے اوپر توب (یعنی سفید رنگ کی بڑی آستھیوں والا قمیض) گلے سے گھنے تنک پہنے رہتی ہیں۔ ان کے سراویل (یعنی پاجامے) ذرا تنگ اور چست ہوتے ہیں جب وہ باہر نکلتی ہیں تو اپنے سر پر ایک ریشمی یا سوئی کپڑا سفید یا نیلا چارخانہ جس کو ملاہ کہتی ہیں۔ ڈال لیتی ہیں۔ حجاز میں تمام عورتیں برقع سیاہ اوڑھتی ہیں۔ ہاتھ اور پیروں میں مہندی اور نشتر لگاتی ہیں جو ایک قسم کا رق ہوتا ہے۔ جو آملہ پھٹکری اور چونہ کے پانی سے بنایا جاتا ہے۔ لوں میں مانگ لگاتی ہیں اور بالوں کی پس یا پچیس چھوٹی چھوٹی رٹیاں گوندتی ہیں جن کو جدیلہ کہتی ہیں۔ عورتیں طرح طرح کے



زیور زیب بدن کرتی ہیں اور قسم قسم کی خوشبوئیں اور عطریات لگاتی ہیں۔

مردوں میں یہاں کسی قسم کا ماتمی لباس مروج نہیں اور نہ ہی عورتوں میں تھا۔ مگر اب ماتم کے اظہار میں عورتیں زیور اتار دیتی اور سفید کپڑے پہن لیتی ہیں۔

پہرہ | مدنی عورتیں پہرہ کی سخت پابند ہیں۔ کپتان رچرڈ سیاح (انگریز) کا بیان ہے کہ میں نے سوائے حبشی لونڈیوں کے ایک بار بھی مدینہ میں کسی عورت کا منہ نہیں دیکھا اگر عورتیں اپنے رشتہ داروں سے مصافحہ کرتی بھی ہیں تو اپنے ہاتھ کے گرد و مال پیٹ کر یا برقع کے کنارے سے انگلیاں ڈھک کر کرتی ہیں اور کسی حالت میں اور کسی بہانہ سے اپنا جسم برقع سے باہر نہیں کرتیں اور ذرہ بھر بھی اپنا چہرہ نہیں دکھاتیں۔

عربی بچوں کی بے باکی تاریخ کی روشنی میں | یہی انگریز سیاح بیان کرتا ہے

کہ عربوں کے بچے بڑے دلیر اور بے باک ہوتے ہیں۔ وہ جب باہم لڑتے ہیں تو مچھتروں اور کٹریوں سے کام لیتے ہیں سب سے پہلے ان کی نظر ہتھیاروں پر پڑتی ہے ہمارے کمرے میں پانچ پانچ برس کے لڑکے گھس آئے ایک نے مبرے پستولوں میں سے بھروسہ پستول اٹھا لیا۔ اور دوسرے لڑکے کے سر پر دے مارا خوش قسمتی سے

وہ مہر نہواؤرنہ مہلک حادثہ ہو جاتا یہ بچے ہتھیاروں کو ایسی تندہی سے  
 دیکھتے ہیں کہ جیسا کہ اٹھارہ اٹھارہ برس کے نوجوان دیکھیں۔ ایک سالہ  
 بچہ میرے زخمی پاؤں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ جب میں نے اسے کہا  
 کہ ہٹ جاؤ تو وہ بولا کہ میں اپنے باپ کی تلوار لا کر تمہارا گلا ایک کان  
 سے دوسرے کان تک کاٹ ڈالوں گا۔ ایک چھ برس کا لڑکا آ کر  
 میرا حقہ پینے لگ گیا اور دھوئیں کے بڑے بڑے کش نکالنے لگا۔  
 میں نے مذاقاً حقے کی نے سے اسے تاپنا شروع کیا اور کہا دیکھو تو  
 تمہارا قد اس نے کے برابر ہے بھی کہ نہیں۔ میری یہ حرکت دیکھ کر  
 وہ غصے سے نیلا پیلا ہو گیا۔ نے میرے ہاتھ سے پکڑ کر زمین پر رے  
 ماری۔ میری طرف سے بڑی خشناک تیز نظر سے دیکھنے لگا۔ اور  
 ایسا غضبناک ہوا کہ غصہ سے اس کی آنکھوں سے سرخ شعلے  
 نکلتے تھے۔ لڑکوں کی یہ بے باکی اس وجہ سے ہے کہ والدین ان  
 کو شوخی پر مارتے اور جھڑکتے نہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ بڑے  
 بے باک ہوتے ہیں۔ آج کل جاری لڑکے سائیکلوں پر پور ٹیل پیلو  
 لگائے پھرتے ہیں۔

## مدینہ میں ہندی سندھی

دو کتاب سفرنامہ المصطفیٰ میں لکھا ہے کہ مدینہ میں ہر قوم اور ملک

کے مسلمان آباد ہیں کیونکہ ان کا اعتقاد ہے کہ اس شہر مقدس میں  
مرنے سے وہ داخل جنت ہو جائیں گے۔ یہاں سندھی لوگوں کے سو  
خاندان بستے ہیں جو اپنی بزدلی، کم ہمتی اور مروانہ صفات کی کمی کی وجہ  
سے بہت ہی حقیر و ذلیل ہو رہے ہیں۔ بلوچ اور افغان لوگوں کی یہاں  
عزت کیجاتی ہے۔

مدینہ میں پاکستانی و ہندوستانی آبادکاروں کی اتنی تعداد نہیں  
ہے جتنی کہ مکہ معظمہ میں ہے۔ تاہم مدینہ کے بازاروں میں زبان اردو سنی  
جاتی ہے۔ پاکستانیوں نے اپنی خاص پوشاک یہاں بھی قائم رکھی ہے  
ہندوستانی عورتیں یہاں کھلے منہ پھرتی اور نہایت تنگ اور چست  
پاجامے پہنتی ہیں اس سبب سے اور دیگر وجوہات سے عرب اُن سے  
بھی حقارت سے پیش آتے ہیں مدینہ میں اُن کی چھوٹی چھوٹی دکانیں  
عطاری بزازی اور دوآفروشی کی زیادہ ہیں۔ چہرہ اور مکہ میں ہندوستانی  
مغسل لوگ جس قدر مصیبت برداشت اور فاقہ کشی کرتے ہیں۔ وہ  
یات مدینہ میں بالکل نہیں۔ مدینہ کے پاکستانی و ہندوستانی ماریع  
الکبال ہیں۔

اب تک پاکستانیوں نے اس ملک میں رہ کر اپنے خصائل و اطوار  
میں بہت کچھ اصلاح کر لی ہے اور اب وہ عربوں کی نگاہ میں عزت  
سے دیکھے جاتے ہیں۔ کپتان رپرڈ نے جو ہندوستانی عورتوں کی نسبت  
چبھتی سی کہی ہے وہ تمام ہندوستانیوں پر عائد نہیں ہو سکتی ہندو



ہیں بھی عورتیں کلمے منہ بازاروں میں نکلتی ہیں مگر وہ غریب اور ادنیٰ درجہ کی ہوتی ہیں کپتان مذکور کو اسی طبقہ کی چند عورتیں مدینہ کے کسی بازار میں چلتی پھرتی نظر پڑی ہوں گی اس سے اس نے قیاس کر لیا ہوگا کہ تمام ہندوستانی عورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں اور اسکا بہ قیاس کرنا اسی امریکین کے اندازہ کی مانند ہے جس نے محرم میں وار و لکھنؤ ہو کر شیعوں کو روتے پیٹتے اور سر میں خاک ڈالتے دیکھ کر یہ رائے قائم کر لی تھی کہ ہندوستانی مسلمان تمام دیوانے ہیں اور جوش جنون میں اپنے آپ کو پیٹتے رہتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانوں کو ایسے افعال سے کچھ سروکار نہیں۔

مکاناتِ مدینہ مختلف منزلوں اور حیثیتوں کے ہیں۔

## مکانات

ان میں پتھر زیادہ اور کٹری کم استعمال کی جاتی ہے۔ افسروں اور تاجروں کے مکانات نہایت عمدہ اور رفیع الشان ہیں۔ مکانات کے صحن بہت بڑے ہوتے ہیں ان میں کنواں اور مختصر باغ بھی ہوتا ہے۔ بالا خانوں میں کھڑکیاں اور جالیاں لٹکا کر انہیں خوب ہوادار بنا دیتے ہیں۔ پانچانہ مکہ کی طرح عرقیوں میں رہتا ہے۔ نہ ہنگی ہیں نہ ان کا کام۔

دو ایک کوچوں کے سوا باقی سب گلیاں تنگ ہیں اور انہیں گرد و غبار نہیں آسکتا کوئی گلی دوکانات سے خالی نہیں کوچہ و بازار و دوکانوں سے معمور ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ تجارتی شہر ہے۔

حمام | کپتان برٹن کو ایک حمام بہت خوبصورت دکھائی دیا جو اس کی

نگاہ میں قسطنطنیہ کے حمام کا نمونہ تھا۔ مگر مدراسی مسلم سیاح کو ایک حمام بھی خالی از نقص نظر نہ آیا۔ نظر اپنی اپنی خیال اپنا اپنا۔

مدینہ منورہ میں تین سو اسی رباط (مسافر خانے) ہیں۔ گورنمنٹ کی باسٹھ رباطیں ہیں ہر ایک

## مسافر خانے

میں دس سے لے کر پچاس آدمی ملازم ہیں ان کے اوپر ایک نگران مقرر ہے جس کی تنخواہ بیس اشرفی ماہوار مقرر ہے اور مکان سرکاری علیحدہ ملا ہوا ہے کچھ رباطیں جدید آیا و دکن اور دیگر مسلم والیاں ریاست کی بھی ہیں۔ جن میں ان کی ریاست کے باشندے رہ سکتے ہیں یا وہ جن کے پاس اجازت نامہ ہو جنکو اپنے ملک سے روانہ ہونے سے پیشتر حاصل کر لینا چاہیے مگر ان رباطوں کی نسبت کرایہ کے مکانوں میں زیادہ آرام ملتا ہے۔

دولت علیہ عثمانیہ کی طرف سے کئی ابتدائی مدارس

## مدراسے

اور مدارس رشیدیہ جاری تھے جہاں عربی ترکی اور فرنج میں تعلیم دی جاتی تھی ان میں فارغ التحصیل طلباء کو سرکاری ملازمت گیارہ اشرفی ماہوار کی مل جاتی تھی مسجد نبوی میں کئی مدرسے جاری ہیں اور ایک قومی مدرسہ بنام مدرسۃ المقاصد الحمید لیسنۃ العلوم الاسلامیہ ایک مصری مخیر تاجر نے جاری کر رکھا تھا ان مدرسوں میں دینی تعلیم ہوتی ہے۔ عقائد و فتنہ اور علم مباحثہ و ریاضی بھی سکھایا جاتا ہے۔ قرآن مجید قواعد تجوید کے ساتھ پڑھاتے ہیں اور علم نحو کی

بھی تعلیم کرتے ہیں۔ ۱۳۳۱ھ میں سرکار ترکی نے مدینہ یونیورسٹی کے قیام کا اعلان کیا تھا جو وعدہ اب پچاس برس بعد شاہ سعود کے ہاتھوں پورا ہونے والا ہے۔

مدینہ منورہ میں دو بڑے کتب خانے ہیں (۱) مدرسہ محمودیہ جو باب الرحمتہ و باب السلام کے

## کتب خانے

درمیان ایک عالیشان عمارت ہے (۲) کتب خانہ شیخ الحرم جو خارج باب جبرائیل پر ایک مشہور عمارت عالیشان گنبد کے نیچے ہے۔

اول الذکر کتب خانہ بعد نماز ظہر کھلتا ہے ہر دو میں کتابیں مینہ دار اماریوں میں قریب سے رکھی ہیں۔ فہرست کتب بھی موجود ہے کون سی کتاب چاہو مکلف فرش پر بیٹھ کر پڑھنے اور نقل کرنے کو مل جاتی ہے۔

حرم نبوی میں بھی ہر دو مذکورہ دو دواڑوں کی دیوار سے لگی ہوئی بہت سی صندوق نما الماریاں ہیں۔ جن میں حرم شریف کی وقف شدہ کتب و قرآن مجید رکھے ہوئے ہیں۔ بازاروں میں بھی استنبول مصر بیروت کی طبع شدہ کتب عربی بقیمت مناسب دستیاب ہو جاتی ہیں۔

مکہ معظمہ میں جو کام معلین و مطوقین کرتے ہیں وہی یہاں متروین سرانجام دیتے ہیں یعنی زائرین کو

## متروین

زیارت کرانا اور صلوة و سلام پڑھانا متروہ ہر قوم اور ہر ملک کے لئے



الک الک ہیں ان کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

(۱) پنجوقتہ نماز کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھانا (۲) شہر کی اندرونی و بیرونی زیارات پرے جانا۔ (۳) مکانات کرایہ پر لے لینا۔ (۴) چلتی دفعہ بس کرایہ پر کر دینا (۵) الوداعی سلام پڑھانا۔

یہ مزدورین بھی مطوفین سے زیادہ خوش خلق ہوتے ہیں مسافروں کو وہ جس قدر آرام پہنچاتے ہیں اس کے عوض ان کو جتنا دیا جائے کم ہے۔

اوقاف عثمانیہ سے ایک شفا خانہ باب السلام کے سامنے تھا جہاں غربا و مساکین کا علاج مفت کیا جاتا ہے۔

ایک لاکھ سالانہ خرچ تھا۔ انگریزی طرغیہ پر علاج نہایت اختیار سے کیا جاتا تھا۔ اسپتال کی صفائی بہت اچھی تھی مکان دو منزلہ اور ہوا دار تھا۔ اگر مرہین قضاء الہی سے فوت ہو جائے تو اس کی خیمہ و مکین سرکاری طور پر ہوتی تھی۔ مگر انگریزی علاج کو ابھی قبولیت عام صل نہیں ہوئی لوگ دیسی ادویہ کو پسند کرتے ہیں۔ اب سعودی دواخانے بھی جاری ہیں۔

انگریزی دواخانے | یہاں دوا انگریزی دواخانے بھی تھے۔ ادویہ کے نام فرانسیسی زبان میں تھے۔

مہتمم مدرسہ طبیہ قسطنطنیہ کے سند یافتہ تھے۔

ڈاک خانہ اور تار گھر | صرف ایک ہی ڈاک خانہ اور تار گھر

ایک ہی منزل میں نیچے اوپر ہے۔ فروخت کنندہ خود ہی سطوں پر ٹکٹ لگا کر رکھ لیتا ہے۔ لیٹر بکس کا رواج نہیں۔ تار وصول کرنے کیلئے دو شخص مامور ہیں ایک عربی تاروں کے لئے اور دوسرا فرینچ یا انگریزی کے لئے۔ تار کے لئے کسی فارم کی ضرورت نہیں صرف ایک کاغذ پر لکھ دینا کافی ہے۔ اہلکار آزادانہ کام کرتے ہیں کوئی دباؤ ڈال کر ان سے فوراً کام نہیں لے سکتا۔ عریتہ جیسے شہر میں جہاں زلزلوں کا ہجوم رہتا ہو۔ ایک ڈاک خانہ اور تار گھر بہت تنگانی ہے۔

**سواری کی گاڑیاں** | گاڑیاں سواری کے لئے دو قسم کی ہیں۔

(۱) فٹن یعنی وکٹوریہ (چار پیہ) جن میں چار آدمی بخوبی بیٹھ سکتے ہیں (۲) خچر کی گاڑیاں (دو پیہ) جن میں اندر چھ آدمیوں کی اور باہر دو کی گنجائش ہوتی ہے۔ ایک تو مشرکوں کی حالت اچھی نہیں اور دوسرا ان پر عرب بے تماشا خچروں کو دوڑاتے ہیں اس لئے فٹن کی سواری شغف سے بھی زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے البتہ فٹن کی سواری میں ایسا خطرہ نہیں۔

**سواری کے جانور** | تھوڑے سفر کے لئے گدھے اور خچر عام سواری کے جانور ہیں۔ اور ان کی سواری گاڑیوں

کی نسبت آرام دہ ہے گھوڑے بھی کسے کسائے مل جاتے ہیں زمین ہار اور بالان پوش۔ چونکہ دونوں کے کرایہ میں تھوڑا فرق ہوتا ہے۔ اسلئے کم مشق آدمی کو وہاں رکا بدلا زمین ہی کی سواری کرنی چاہیے۔

جو آرام وہ اور بے ضرر ہے۔

عربی گھوڑے جو دنیا میں مشہور ہیں وہ بوجہ بڑے قیمتی ہونے کے امرائے عرب ہی کی قسمت ہیں۔ عربی گھوڑے دوسروں سے کم سرکش اور زیادہ جفاکش ہوتے ہیں۔ یہ پورے چوبیس گھنٹے چل سکتے ہیں اور ساٹھ میل تک سوار کو ایک دن میں لے جاتے اور مہینوں ایسی منزلیں طے کر سکتے ہیں یہ رہوار نہ صرف سیرت میں بلکہ صورت میں بھی یورپ کی بہترین نسلوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ عراق، یمن اور نجد ان کی منڈی ہے۔

**اُونٹ** | ریگستان کا جہاز مشہور ہے یہ عرب میں بڑے کام کی چہین ہے۔ صحرائے بے آب و گیاہ میں چلنا اور کئی کئی روز بغیر خوراک کے سینکڑوں من بوجھ اٹھائے سفر کئے جانا اسی جانور کا خاصہ ہے۔ اور لائق و دوق بیابان میں طے منازل میں اور کوئی چار پایا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لاریوں کے استعمال سے پہلے حجاج و زائرین حرمین شریفین اس طاقتور اور جفاکش جانور کے بہت ہی مرہون منت رہے ہیں۔ کیونکہ یہ اسی کی طفیل وہ جدہ سے مکہ اور مکہ سے مدینہ کی طویل منزلیں باسانی طے کر لیتے تھے اور جب ان کی پشتوں پر خیمے بناتے ہیں تو جنگل میں منگل دکھائی دیتا ہے۔ سنئے مولانا جامی مدینہ کے شوق سفر اور بھرپور رواں میں اس مفید صحرائی جہاز کا کیسے دلکش پیرایہ میں ذکر کرتے ہیں۔



بانگِ جیل از قافلہ برخواست خیزلے ساریاں  
 بندش ز زانو پر کشا بہر حدی برکش نوا  
 ناکہ ز لہان عرب اسودہ از بچ و قعب  
 تیسے بغایت پر خطر خالی ز راہ دراہیر  
 ہست از سرب نو بوزجر شکوف و سولسو  
 بستہ بہر یک محلے بندشتہ دروے مقبلے  
 من ہم بغیر دناقہ خوش درخیل انشان ناکہ کش  
 نے ہیچ جانمزل مرانے دل یکس مائل مرا  
 رختم بہہ پیر احمد آہنگ رحلت کن سواں  
 ساز از نوئے جانفرا برے سبک بازگراں  
 طے میکند با صد طرب بکروزہ رہ در یکزماں  
 نے دروازہ چنے اترنے دروازہ افسے نشان  
 صد کشتی از ناکہ در و جاری شدہ میاواں  
 وز پے حدی کن پیچہ خوش لہجہ شیریں زبان  
 ناکہ کش اما ناکہ دوش باشد بدست دل غلغل  
 من ناکہ ز دل سر اسوئے حریم دل کشاں

یارِ مدینہ است ایں حرم کز خاکش آمد بویے جاں

یا ساحت بلع ادم یا عرصہ روض الجنان

متبرکات مدینہ | مدینہ منورہ سے مندرجہ ذیل تبرکات زائرین  
 ہمراہ لاتے ہیں۔ (۱) خاک شفا کے محلے مدینہ

کی ایک خاص مٹی جس کی ٹکیاں دوا کے حساب سے ملتی ہیں۔ ایک  
 سیاح نے اس خاک شفا کو ہیضہ اور دروزہ میں آڑا کر اکسیر پایا ہے۔

(۲) حجر مبارک کی خاک پاک جو بمشکل دستیاب ہوتی ہے۔ (۳) صندل

(۴) مہندی (۵) سات کنوئیں کا پانی (۶) حضور کے معجزہ سے جلی ہوئی

گٹھلی سے پیدا شدہ درخت کی کھجور (۷) بیدار (۸) وہ روغن زیتون

جو روضہ مقدسہ میں جلتا ہے۔ (۹) ان موم بتیوں کے ٹکڑے جو بیرونی

حجر شریف میں جھلتی ہیں۔ (۱۰) غلاف روضہ مطہرہ کا ٹکڑہ اگر ہاتھ آجائے

(۱۱) مسواک مدینہ منورہ -

**مہرین**

مدینہ منورہ کے مہر کند بڑے جا بکدست ہیں۔ پانچ منٹ میں نام اور نقش و نگار کندہ کر کے مہر حوالہ کر دیتے ہیں اور صرف ایک روپیہ چارج کرتے ہیں جو معمولی اجرت ہے اور مزہ یہ ہے کہ مہر پر پہلے لکھتے بھی نہیں ایکدم الٹا کھودنا شروع کر دیتے ہیں۔

**شغف اور شبری** | المباسفر آرام طے کرنے کے لئے اونٹ کے پالان پر دو کھٹولے پانچ پانچ فٹ لمبے کس

کر اس کی دونوں پسلیوں کے برابر لٹکا دیتے جاتے ہیں پھر اون کھٹولوں کی بیرونی طرف درختوں کی ٹہنیاں لگا کر اور ان کو باہم گول ملا کر اور چٹائی۔ قالین یا کوئی اور کپڑا منڈویا جاتا ہے اس طرح اونٹ پر ایک بنگلہ سا بن جاتا ہے جسے شغف کہتے ہیں اسی کو شایانہ طور پر فریق آراستہ کر لیں تو محل بن جائے شغف کا دروازہ آمد و رفت اونٹ کی گردن کی طرف ہوتا ہے اور ہوا کے لئے دم کی جانب۔ شغف بڑی آرام دہ چیز ہے۔ اس میں سو سکتے ہیں دونوں طرف وزن برابر رکھنا چاہیے۔ لیکن اس جھل اس کا رواج بالکل بند ہے۔ موٹروں لاریوں کا زور ہے۔

شب بوی جھولے یا گھوارے کا نام ہے اونٹ کی بہرہ و جانب دومن اسباب کس کر اُسکو اوپر باندھ دیتے ہیں دو آدمی لیٹر لگا کر بخوبی بیٹھ سکتے ہیں لیکن سو نہیں سکتے۔ شغف سے کم آرام دہ چیز شبری ہے

# ترکی عہد کے مدینہ منورہ میں رونق مہینہ

ماہ ربیع الاول | ربیع الاول وہ مبارک مہینہ ہے جس میں حضور  
 علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ اسی تقریب پر باوریں کو مدینہ  
 منورہ میں عید میلادِ بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی تھی۔ صحن مسجد  
 نبوی میں ایک چوبی منبر رکھا جاتا۔ اس کے سامنے اعیانِ شہر و حکام  
 قرینے سے بیٹھے۔ چاروں طرف انسران فوج کھڑے رہتے تھے۔ کل  
 مکان شہر اور مصافحات کے رہنے والے بڑے خلوص سے شامل ہوتے  
 تھے۔ درمیان منبر و حاضرین بہت سے مرضع بخور وان کھجاتے تھے جن  
 میں بخورِ عنبرین جلایا جاتا تھا۔ اغواتِ حرم بھی دست بستہ استاد ہونے  
 تھے۔ متعدد خطیب یکے بعد دیگرے ذکر و لاوت سرود کائنات سے  
 حاضرین کو محفوظ کرتے آخر میں سلام پڑھنے کے لئے ویسے ہی قیام کرتے  
 تھے جیسا کہ ہمارے ہاں بھی خفیوں میں رواج ہے۔ عجب دل کش  
 اور اسلام کی شان کی شان بڑھانے والا منظر ہوتا تھا اس کے بعد  
 حاضرین کی مفرح شربت اور نقل باوام سے تواضع کی جاتی تھی جو خاص  
 طور پر قسطنطنیہ سے بن کر آتا تھا خطیب کو پانچ پارچہ کا خلعت دیا  
 جاتا۔ اور بڑی شان و شوکت سے یہ مجلس مبارک ختم ہوتی۔

رجب المرجب | یہ مہینہ ہے جس کی تاریخ ۲۷ ر کو حضور



کو معراجِ حبیبی ہوئی جسکا ذکر دو جگہ قرآن شریف میں ہے اس روز  
بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اسی طرح مجلس منعقد کیجاتی تھی جس طرح  
کہ عید میلاد النبی کے دن۔

**رمضان المبارک** | رمضان شریف کا تمام مہینہ اہل طریقہ شریف  
نزدہ دار ہوتے ہیں نماز تراویح سے فارغ  
ہوئے تو مسجد نبوی کے میناروں پر چڑھ کر ذکر و تسبیح میں مشغول ہو  
گئے۔ اور حسن صوت سے سامعین کو محفوظ کرنے لگے۔ سحری اور افطار  
کے وقت ترکی قلعہ سے توپیں چلتی ہیں۔ تمام دن بازار بند رہتے ہیں  
اور رات کو کھلتے ہیں۔ مسجد نبوی میں کل تین ختم قرآن ہونے ہیں۔  
۲۵ کو مالکی کے مصلے پر ۲۷ کو شافعی اور ۲۹ کو حنفی مصلے پر ختم ہوتا  
ختم میں شیخ الحرم بنفس نفیس شریک ہوتے تھے اور سب ملکر حضور  
علیہ السلام پر درود و سلام پڑھتے۔

**شوال المکرم** | یہ عید الفطر کا مہینہ ہے روزہ داروں اور تراویح  
پڑھنے والوں کے لئے عید ہے مسجد نبوی میں جب  
خطیب صاحب خطبہ ختم کر کے منبر سے نیچے اترتے ہیں تو ترکی قلعہ سے  
۲۱ توپوں کی سلامی ہوتی۔ اس ماہ سعید میں عجیب منظر اور شانِ اسلامی  
کا ظہور ہوتا تھا۔ یہاں مسلمان تین روز عید مناتے اور ایک دوسرے  
کے گھر عید ملنے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہیں بہر سال عید مبارک  
ملے بہر روز کے واسطے ملاقات کے جدا جدا محلے مقرر ہیں۔ جس کے

ہاں عید مبارک کہنے جاتے ہیں وہ شیرینی سے تواضع کرتا ہے۔

## مدینہ منورہ میں غالب مذہب حنفی ہے

کپتان ریپڑواپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے ”جس طرح تمام دنیائے اسلام میں حنفیوں کی کثرت ہے اسی طرح مدینہ میں بھی سب سے زیادہ احناف ہی آباد ہیں ان سے دوسرے درجے پر شافعی مذہب کے لوگ ہیں جو کچھ تو مدنی ہیں اور باقی تمام بدوی یا ہر قبیلوں میں احنافی اور خارجی بھی آباد ہیں۔ پھر احنافیوں کے متعلق لکھتا ہے کہ جب سے ایک ایرانی نے بظاہر چڑھا دے اور نذرانے کے طور پر خوبصورت شالہ پھینک کر (حضرت) ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی قبور کو ناپاک کرنے کی کوشش کی تھی۔ جیسی سے عرب ایرانیوں کو نہایت نفرت اور تحقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور مکوں وغیرہ سے ان کی تواضع کرنے رہتے ہیں اور عمر کی قبر کے پاس کھڑا کر کے کہتے ہیں کہ ”اے خنزیر عمرؓ کے نام پر قاتحہ پڑھ کر ان کی جہد و جہد اسلامی پر مرجھا کہ“

مصلحہ متعصب شیعہ اس جرات کی بڑی تعریف کرتے ہیں شیراز میں جو شخص فخریہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو بکر و عمر عثمان میں سے کسی ایک کی بے ادبی کی ہے تو عوام اس کو بڑا بہادور اور قہر سمجھتے ہیں۔ بعض وقت شیعہ بیت اللہ میں بھی ایسے سفیرانہ کام کر کے مرتکب ہو جاتے ہیں ایسے موقعوں پر عرب تنوار سے مسلح ہو کر ایرانیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔

یہ رافضی لوگ شیطان کی طرح چین بچیں ہو کر اپنے محسود الوکبر و عمر کی قبر پر فاتحہ پڑھتے ہیں یا وہاں سے گذر جاتے ہیں اس موقع پر ان کا منہ تو دعاؤں سے بھرا ہوتا ہے اور ان کے دل اندر سے لعن و طعن کرتے ہیں۔

الغرض مدینہ میں مذہب اہل سنت و الجماعت کا زور ہے اور ان میں حنفی مسلمان بکثرت ہیں ان کا مصلیٰ خاص محراب نبویؐ ہے۔ مسجد نبویؐ میں تین جمعیے حنفی خطیب خطبہ پڑھتے ہیں اور ایک جمعیہ شافعی۔ مالکی خطیب کو جمعہ میں حصہ نہیں اور جنابلی خطیب ہی ندا رو ہے۔ حنفیوں کو جو حرمین شریفین اور دیگر بلاد اسلامیہ میں مجاہدت حاصل ہے اور کسی کو نہیں اکثر سلاطین اسلام ملت حنفیہ ہی کے خلقہ بگوش رہے ہیں۔ **وَاللّٰهُ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ** اس جملہ صرف سعودی خطیب جو جنابلی ہوتے ہیں خطبہ و وعظ کہتے ہیں۔

## مدینہ منورہ میں سات اور متبرک کنوئیں

اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم ذیل میں ان سات متبرک چاہات مدینہ کا نقشہ درج کرتے ہیں جو شفاء الامراض کے لئے مشہور ہیں۔ اور

اب ابن سعود ظالم نے ان مصلوں کو اٹھا کر اپنے عقیدے کا امام وہاں مقرر کیا ہے۔



## زائرین ان ساتوں کا پانی تیر کا ہمراہ لے آتے ہیں۔

نمبر شمار	نام چاہ	محل وقوع	کیفیت
۱	بیر عسید یا بیر خاتم اسم بیر الغلات بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ حضور کا ذہن مبارک اسیں سننے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا تھا۔	مسجد قبا کے پاس ایک باغ میں جو مغرب کو ہے	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں صحابہ کرام اس کی منڈیر پر کنوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھا کرتے تھے حضرت عثمانؓ اپنے عہد خلافت میں اسی طرح بیٹھے تھے کہ وہ انگوٹھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو بحقیقت خلیفہ پہنچی تھی اس میں گر گئی اور بڑی تلاش سے یہی نہ ملی اس واقعہ سے اس کا نام بیر خاتم مشہور ہو گیا۔ آج کل غیر آباد ہے۔
۲	بیر الغرس	مسجد قبا سے شمال مشرق کو بقدر نصف میل	یہ بھی بہت بڑا کنواں ہے حضورؐ نے اس کے کنارے بیٹھ کر وضو کیا ہے آپ کو غسل بھی حسب وصیت اسی چاہ سے دیا گیا تھا۔
۳	بیر رومہ ثم بیر عثمان (پہلے سے قلیب منفی بھی کہتے تھے۔	وادی عقیق میں مسجد قبلتین سے شمال کی طرف ۵ میل ازمینہ۔	جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو صرف اس چاہ کا پانی میٹھا تھا۔ یہودی اس کا مالک پانی قیمت لیکر دیتا تھا۔ مسلمانوں کو بڑی تکلیف تھی آخر عثمانؓ عقی نے اسے بیس ہزار درہم پر خرید کر اسے مسلمانوں کیلئے وقف کر دیا اور حسب ارشاد نبوی آب کو شرکے مالک

نمبر شمار	نام چاہ	محل وقوع	کیفیت
			بن گئے۔ آہ ہاغیوں نے اس مسلمانوں کے سیراب کرنیوالے خلیفہ کو پیاسا شہید کر دیا۔
۴	بیر لضا بعد خیل (کھجوروں کے باغ) میں ہے۔	مدینہ کے شمال مغربی دروازہ کے باہر جیل احمد کے راستہ کے دائیں طرف	اس کنوئیں کے پانی کی تاثیر مشہور ہے کہ تین روز کے غسل سے بیمار کو شفا ہو جاتی ہے۔
۵	بیر اقصیٰ	قریب جنت البقیع جانب چپ براہ مسجد قبا۔	مسجد مائدہ کی زیارت کو جاتے ہوئے یہ کنواں راستہ میں پڑتا ہے ایک باغ میں واقع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نہایا کرتے تھے اور اس کے پانی کو آپ نے جسم کیلئے صحت بخش فرمایا ہے۔
۶	بیر حاو	باب جمیدی کے باہر در باغ سینا حضرت طلحہؓ	اس کنواں کے سامنے امیر بخارا کا مکیہ ہے حضور علیہ السلام اس کے درختوں کے ساتھ میں بڑے شوق سے آرام فرمایا کرتے تھے۔
۷	بیر عین	مسجد قبا کے مشرق میں مسجد الشمس کی راہ میں درمیان باغ	۳

قبة الروس و ہابیہ | اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس جگہ ابن عبد الوہاب  
 الملقب بہ شیخ نجدی کے دیہاتی گروہ کی  
 کھوپریوں کا دفن ہے۔ یہ قبة باب عنبر یہ کے باہر اور رقبہ حضر کے درمیان  
 واقعہ تھا۔ دوبارہ آل سعود کے اقتدار حاصل کرنے کے بعد اس کو مسمار  
 کر دیا گیا۔

## جھگڑا مٹانے کا طریق

مسلمانوں کو حکم ہے کہ جب قرآن شریف پڑھا جائے تو چپ ہو جائیں  
 اور اسے سنیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی ان الفاظ  
 میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تاکید ہے اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ  
 عَلٰی النَّبِیِّ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا  
 یعنی بالتحقیق اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود  
 بھیجتے ہیں۔ اسے ایمان والو تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود  
 و سلام بھیجو جیسا کہ بھیجنے کا حق ہے پس حکم الہی سن کر ہر مسلمان پر  
 فرض ہو جاتا ہے کہ جب اسے نبی کریم علیہ السلام و التکریم پر درود  
 بھیجنے کا حکم ہو تو سب کام چھوڑ کر مشغول درود ہو جائے۔ مدینہ منورہ  
 حضور علیہ السلام کا شہر ہے۔ اس حکم کی تعمیل وہاں نہ ہو تو اور کہاں  
 ہو۔ اسلئے وہاں یہ طریقہ جاری ہے کہ جب دو شخص آپس میں لڑتے



جھگڑتے ہوں اور ان کے جھگڑے کا کسی طرح خاتمہ ہی نہ ہو تو ایک شخص  
 اٹھ کر کہہ دیتا ہے کہ صل علی النسب یعنی نبی کریم پر درود پڑھو یہ  
 مجال نہیں کسی مسلمان کی کہ اس ارشاد کی تعمیل کے لئے ہم تن مصروف  
 نہ ہو جائے۔ پس یہ واجب الاذعان حکم سن کر متخاصمین اپنے دوست  
 و زبان کو روک لیتے اور مشغول درود و سلام ہو جاتے ہیں اور گلے مل  
 کر اپنے عارضی پیدا شدہ عناد و مخاصمت کو محو خاطر کر دیتے ہیں۔  
 پڑھو مومنو معطفے پر درود محمد حبیب خدا پر درود

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلق محمد والدہ واصحابہ اہل بیتہ اجمعین بوجہ تک یا ارحم الراحمین

## عمی شادی کی رسمیں

مدینہ میں شریعت اسلامیہ نافذ ہے۔ اس لئے اسکے خلاف کون کر سکتا  
 ہے۔ لڑکے والا جا کر لڑکی والے سے رشتہ کرتا ہے مہر حسب حیثیت  
 باندھا جاتا ہے حسب بیان کپتان برٹن معززین و شرفا شہر کی لڑکیوں  
 کا ہر تین سو پونڈ بندھتا ہے اور چونکہ اس کا نصف فوراً ادا کر دیتا  
 ہوتا ہے۔ اس لئے مدنی اکثر بڑی عمر میں شادی کرتے ہیں۔ قاضی  
 لڑکی کے وکیل کے ذریعے جو اس کا قریبی رشتہ دار ہوتا ہے عقد نکاح  
 باندھنے سے پہلے لڑکی کی رضا مندی حاصل کر لیتا ہے نکاح کے  
 بعد عریس اپنی عروسہ (دولہن) کے گھر جاتا ہے۔ پھر رتہ (یعنی روتق

جلوس) کے ساتھ حرم نبوی میں زیارت کر کے دلہن دُلہا کے گھر آکر آباد ہو جاتی ہے۔ دعوت ولیمہ عربی (دولہا) کا باپ اپنے مکان پر رشتہ داروں اور دوست و احباب کو دیتا ہے۔

**مہینیت** | کی رسم بہت ہی سادہ ہوتی ہے۔ نہ نذاریہ (کریہ پر رونے والی عورت) نہ کوئی رشتہ دار عورت و فن کے وقت موجود ہوتی ہے۔ مرد تو ایک طرف لڑکوں کو چلا کر رونا بھی مجبوز خیال کیا جاتا ہے۔ عرب ایام شبیر ثواری ہی سے مرد ہوتا ہے۔ ہر اہل سنت و الجماعت کا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کے سامنے لا کر رکھ دیتے اور محراب عثمانی میں نماز جنازہ پڑھ کر جنت البقیع میں دفن کر دیتے ہیں۔

**مدینہ میں مروجہ زبان** | مدینہ میں کیا کل حجاز و سرزمین عرب کی زبان عربی ہے۔

اور یہ اسی زبان کو قبول عام حاصل ہے کہ جہاں جہاں عرب آباد ہوئے وہاں کے باشندوں نے اپنی زبان چھوڑ کر عربی کو اپنی مادری زبان بنا لیا۔ جیسا کہ اہل مراکش و مصر نے کیا ہاں اس اختلاف کا یہ اثر ضرور ہوا کہ عربی میں زبان کی قدیمی فصاحت اور لہجہ قائم نہ رہا۔ چنانچہ جہاں عربوں سے عجمیوں کا زیادہ میل ملاپ ہے۔ وہاں تلفظ بدل گئے ہیں قاف کی جگہ گاف استعمال ہونے لگا جتنی (میراجی) کی بجائے ہگی مروج ہو گیا ہے وغیرہ پھر بھی

مدینوں کی عربی (گووہ بدویوں جیسی فصیح نہیں) قاہرہ اور مسقط کی عربی سے جو بہت بگڑ گئی ہے بہت اچھی ہے۔ مدینہ کے بازاروں میں ترک کی فارسی اور اردو بھی کچھ نہ کچھ بولی اور سمجھی جاتی ہے مگر سیاح کو ضرور اسماء الاشیاء سے واقف ہونا چاہئے تاکہ اسے دقت نہ پیش آئے۔

### مدینہ میں سوائے جُرائم

مدینہ میں احکام شرعی کے مطابق مجرموں کو سزا دی

جاتی ہے۔ ملائی اور زانیہ کے لئے اگر بیاہے ہوں تو سنگسار کرنے کی در نہ سوڑہ لگانے کی سزا مقرر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ اور جدہ کی طرح یہاں بھی فاحشہ عورتیں نہیں پھوٹے چھوٹے جرموں پر بھی درے لگائے جاتے ہیں اگر وہی جرم دوبارہ کیا جائے تو مجرم کو شہر سے جلا وطن کر دیتے ہیں۔ مدینہ کی عورتیں بہت عصمت مآب عفت انتاب ہیں وہ صرف بیاہ شادی و عورت ختنہ زیارتوں کے لئے باہر نکلتی ہیں۔ گھروں میں خانگی کام انجام دیتی رہتی ہیں۔ اس بارہ میں ان کا اخلاق انگریزی عورتوں سے اچھا ہے۔ مدینہ میں شراب نہیں بکتی نہ کوئی مدنی شراب پیتا ہے دیں (کپتان برٹن) جب تک مدینہ میں رہا صرف ایک بوتل پر قناعت کی۔ میں نے بوتل کو رنگ کر اس میں خوشبو ڈال کر اس طرح بنا لیا تھا کہ بالکل دوائی کی بوتل معلوم ہوتی تھی۔

لے الفضل یا شہدات بر اکا عدلہ یہ مضمون تمام کپتان برٹن کے سفرنامہ سے ماخوذ ہے۔



حضرت شیخ سعدی کا یہ مقولہ کیسا صادق ہے ۛ  
 چوں بود صل گوہرے قابل      تہریت را درواثر باشد  
 بیچ صیقل نکو نداند کرد      آہنے را کہ بد گہر باشد  
 خر عیسے اگر بمکہ نہ رود      چوں بیاید ہنوز جز باشد  
 آہ کینان بر تن ! ہم تجھے واقعی بد قسمت کہیں گے کہ اسلام کی پاک  
 تعلیم کے نمونے تو نے بچشم خود دیکھے اس کی خوبی کا قائل ہوا مگر افسوس  
 تو مسلمان نہ ہوا ۔

اسلام سے پہلے دنیا میں  
 غلام بدترین حالت میں تھے

مدنیہ میں غلاموں سے سلوک

ان سے جانوروں کا سا سلوک کیا جاتا تھا اور ان کا کوئی حق مسلم نہ تھا  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ غلام تمہارے بھائی  
 ہیں۔ خدانے ان کو تمہارا زیر دست بنایا ہے پس ان کو وہی کھلاؤ جو  
 خود کھاؤ وہی پہناؤ جو خود پہناؤ اور مشکل کام دے کر انہیں تکلیف نہ دو  
 بلکہ خود ان کا ہاتھ بٹاؤ۔ ایک مسلمان اپنے غلام کو مار رہا تھا حضور نے  
 دیکھ کر اسے آواز دی کہ جان لے حق تعالیٰ اس سے زیادہ قدرت  
 رکھتا ہے جتنی کہ تجھے اس غلام پر حاصل ہے۔ یہ سن کر اس نے توبہ  
 کی اور غلام کو آزاد کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اگر تو اسے آزاد نہ کرتا تو آگ  
 تجھ پر لازم ہو جاتی ۔

جب حضور علیہ السلام نے تبلیغ رسالت کی تو بہت سے اشخاص غلامی

کی حالت میں کفار کے پاس گرفتار ہلاتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ و دیگر متمول صحابہؓ نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ چنانچہ انہی میں سے ایک بلالؓ تھے جن کو حضرت عمرؓ سیدی کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ شرع میں کئی گناہوں کا کفارہ غلام کی آزادی مقرر کیا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام مساوات پیدا کرنے آیا ہے نہ کہ لوگوں کو غلام بنانے کے لئے یہ اسلام ہی کی پاک تعلیم کا اثر ہے کہ ہندوستان میں خاندان غلامان حکمران رہا ہے بردہ فروشی مملکت عثمانیہ میں نافوٹا منع تھی۔ مگر مکہ و مدینہ میں لوگ حاجیوں کے لباس میں افریقہ وغیرہ سے غلام لا کر بیچ دیتے ہیں جن کو متمول آدمی خرید کر بھلتی باڑی کا کام کراتے ہیں اور بعض دفعہ نیک چلن اور خوش اطوار غلام کا اپنے خاندان کی کسی لڑکی سے بیاہ بھی کر دیتے ہیں۔ اور اسی طرح خود عورتوں کو آزاد کر کے نکاح میں لے لیتے ہیں۔ برخلاف اس کے اب تک جو مذہب کہلانے والے ملک امریکہ میں غلاموں سے برا سلوک کیا جاتا ہے وہ ناگفتہ بہ ہے بڑی بے رحمی سے انکو ماتے اور اہانت کرتے ہیں۔ تنگابھوکا چارپایوں کی طرح قید رکھتے ہیں۔ اور طاقت سے زیادہ ان سے مشقت لیتے ہیں اور خاص کر حیب کہ وہ سیاہ رنگ کے ہوں تو ان کا آزاد کرنا کارگزار سمجھا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ اسلام ایسے وحشیانہ سلوک سے بیزار ہے اور ممالک اسلامیہ میں غلام بہت ابھی حالت میں ہیں اور رفتہ رفتہ آزاد ہو رہے ہیں۔



# اہالی مدینہ کے ساتھ ترکوں کی مراعات

اہالی مدینہ سے بڑے حسن سلوک کیساتھ پیش آتے رہے ہیں اور جس قدر انہوں نے مدینہ والوں کو رعایتیں دے رکھیں گی کوئی اور نہیں دے سکتا۔ کپتان رچرڈ جس نے عربی فارسی میں مہارت کامل حاصل کر کے افغانوں کے بھیس میں <sup>۱۵۲۸</sup> میں سفر حجاز کیا اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے کہ اہل مدینہ پر کوئی ٹیکس یا محصول نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسا یہ ہونے کی وجہ سے گورنمنٹ ان سے زمین کا لگان بھی وصول نہیں کرتی۔ وہابیوں نے اپنی چند روز حکومت میں مدینوں پر بصورت اجناس و زر نقد ٹیکس لگا دیا تھا۔ اس لئے اہل مدینہ وہابیوں کا نام سننے ہی ان پر لعن و نفرین کرنے لگتے ہیں۔ علاوہ اس رعایت کے مدینوں کو جو قسطنطنیہ جاتے ہیں علی قدر مرہم ایک بڑی رقم جسے رقم اکرام کہتے ہیں ملتی ہے اور اس کے چار درجے ہیں۔ (۱) ۹ سو روپیہ کی رقم مدینہ کے سید اور اماموں کو عطا کی جاتی ہے (۲) چھ سو روپیہ ہر اس شخص کو دیا جاتا ہے جو مدینہ میں غیر ملکی غریب مسافروں کو اپنے گھر میں انار کران کی مہانداری اور خاطر و تواضع کرے۔ (۳) ساڑھے چار سو روپیہ کا کیسہ زر ہر اس شخص کو دیا جاتا ہے جو مدینہ میں پیدا ہوا اور مدینہ ہی میں بمعہ اہل و عیال سکونت پذیر



ہو۔ (۴) تین سو روپیہ کی فیصلی اس شخص کو عطا ہوتی ہے جو مصر و ہندوستان سے نقل مکان کر کے مدینہ میں جا آباد ہوا ہے۔

آہ! بد نصیب حجازیو تمہاری غداریوں نے تم سے یہ تمام رعایات چھین لیں کاش کہ تم ترکوں جیسے غریب پرور اور حسن قوم سے غداری نہ کرتے اور تم کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا شریف غدار نے ترکوں سے غداری کر کے نہ صرف اپنے آپ کو مصیبت میں ڈال دیا بلکہ حجازیوں کو بھی عرصہ نامعلوم تک بے شمار نکالیف میں مبتلا کر دیا۔ انا للہ۔

مندرجہ بالا رقمیں قسطنطنیہ میں مدیر الحرم کی تصدیق پر وکیل الحرم کی معرفت ان لوگوں کو عطا ہوتی تھیں جو قسطنطنیہ جا نہیں اور جن لوگوں کی باری سفر کرنے کی نہیں ہوتی تھی وہ مدینہ میں رقم اوقاف و صدقات کے آنے کے منتظر رہتے تھے جو ہر سال دمشق قافلہ کیساتھ مدینہ روانہ کی جاتی تھی۔ یہ رقم درجہ وار جن لوگوں میں تقسیم کی جاتی تھی وہ یہ ہیں۔ (۱) علماء و مدرسین جو حرم میں وعظ کہتے اور علم دین کی تعلیم دیتے ہیں۔ (۲) امام و خطیب (۳) آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۴) فقہا غریب طلباء ملا اور حفاظ جو لڑکوں کو قرآن مجید پڑھاتے ہیں (۵) عام مساکین مدینہ۔ اہالی شہر اور مہاجرین۔

خزانہ سلطانی سے خدام حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تنخواہیں دی جاتی تھیں۔ ان کو میزان پانچ لاکھ روپیہ سالانہ بے شیخ حرم کو ساڑھے ستر ہزار ماہوار ملتا تھا۔ جو ہمارے ہندوستان کے والسرائے کی تنخواہ سے

کسی طرح کم نہیں اسب طرح درجہ بدرجہ دیگر تمام خادمانِ حرم کے روزینے مقرر تھے جو محلِ شامی کے ذریعے سلطانی خزانہ سے سالانہ آئے تھے اور حجاج وزائرین پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جاتا تھا اسی طرح جو ہدایا و تحائف سلطان المعظم کی طرف سے مدینہ میں بھیجے جاتے تھے۔ وہ بھی تین لاکھ روپیہ کی مالیت کے ہوتے تھے۔

گذشتہ عالمگیر جنگ میں ترکوں کے خلاف بہت سی زبردست دہلی یورپ اٹھ کھڑی ہوئیں اور انہوں نے عربوں کو درغلا کر ترکوں کے خلاف کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب عراق اور فلسطین کے صوبے ان کی حکومت سے نکل گئے۔ مدینہ منورہ کی ہجرت کو قائم رکھنے کے لئے ترکوں نے اسے بے لڑے خالی کر دیا اور اس طرح اہل مدینہ ان کثیر التعداد فوائد سے محروم ہو گئے جو ترکوں کی بدولت انہیں حاصل تھے۔

## آج کا مدینہ منورہ

مدینہ منورہ کے شہر میں وہی جاذبیت اور دلکشی موجود ہے جو کہ ہمیشہ سے اس کا خاصہ رہا ہے۔ دنیا کے کسی بھی دوسرے شہر کیلئے اتنے دل نہیں لڑ پتے۔ اتنی آہیں نہیں کھینچی جاتیں۔ ہجر و فراق کے قصیدے نہیں کہے جاتے۔ عشاق کی نظروں میں تو محبوب کی ہر شے پیاری موتی

ہے لیکن راقم الحروف کا تجربہ ہے کہ جو لوگ خوش اعتقادی میں یقین نہیں رکھتے۔ وہ بھی یہاں پہنچ کر اس شہر کے گرویدہ اور منوالے ہو جانے میں۔ ان کو بھی یہ کہے بغیر نہیں بنتی ہے

ختم آں شہرے کہ آنجا دلبرست

تمنا ہے رختوں پر تیرے روضہ کے پانی پینا  
قصصِ حبیبِ حق تو لے طائرِ روح مقید کا  
زندگی کیا ہے مدینے کے کسی کوچے میں تو  
موتِ پاکِ ہند کے ظلمتِ سکے کی زندگی

یہ ہے مدینہ منورہ ایک نہایت پیارا اور مسکراتا ہوا شہر۔ اس کی فضا نور سے معمور ہے۔ اس کے گلی کوچوں میں پھرنے سے دل کو ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا جیسے اپنے اصلی وطن میں چل پھر رہے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضوری اور قرب کا ہر وقت احساس رہتا ہے اس شہر کو جو فضیلت اور شرف حاصل ہے حضور کی ذات سے ہی ہے آپ نے بھی اس شہر کے لئے بہت دعائیں کی ہیں اور یقین ہے کہ مولا کریم نے اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش پوری کی ہے اور مدینہ منورہ کو مکہ معظمہ سے دو گنی برکت عطا کی ہے۔ ساری دنیا میں سنو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے نوے مدینہ منورہ پر نازل ہوتی ہیں اور باقی دس تمام دوسرے شہروں میں غور کیجئے کون سا دوسرا شہر ہے جو اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

شہر مدینہ مکہ کی طرح پھیلا ہوا نہیں ہے۔ نئی عمارات کی وہ بہت کم ہیں ہے جو کہ مکہ معظمہ میں دیکھی جاسکتی ہے یہ شہر میدانِ خطہ



میں واقع ہے اور جبل اُحد کے دامن میں آباد ہے حضور علیہ السلام کی آرام گاہ شہر کے وسط میں ہے۔ تو تعمیر مسجد نبوی میں دو صحن بنائے گئے ہیں۔ صحن میں کھڑے ہو کر محراب نما دروازوں کے اوپر دیکھا جائے تو اصحاب کبار اور عشرہ مبشرہ کے نام دائروں میں لکھے ہوئے ہیں۔ صحن کے میدان میں کنکریوں کا فرش ہے اور مستطیف حصہ میں سنگ مرمر اور سنگ سیاہ کا۔ دیواروں میں ملکہا رنگ کا پتھر بھی استعمال ہوا ہے۔ یہ حیثیت مجموعی مسجد نبوی کی تعمیر پر کافی محنت کی گئی ہے اور واغیر سر باہر استعمال کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تو تعمیر مسجد نبوی کا جو نقشہ دیا گیا ہے اس کو غور سے دیکھنے پر ساری تفصیل واضح ہو جاتی ہے۔ چار دروازوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ پہلے باب السلام۔

باب رحمت۔ باب جبریل۔ باب النسا اور باب مجیدی موجود تھے۔ اب باب عمر فاروقؓ۔ باب عثمان غنیؓ۔ باب سعود اور باب عبدالعزیز بھی بنائے گئے ہیں۔ سرشام ہی مسجد نبوی کے برقی ٹمقے اور فلور سنٹ ٹیو ہیں روشن کر دی جاتی ہیں اور صبح طلوع آفتاب تک روشن رہتی ہیں۔ روشنی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ دن کا گمان ہوتا ہے۔ مسجد کی چھت پر اور دیواروں میں ٹیو ہیں نہایت کارگیری سے نصب کی گئی ہیں۔ مسجد کی روشنی کے لئے اور اس کے برقی پنکھوں کے لئے علیحدہ برقی مشینیں (جنرلیٹر) کا پاور ہاؤس موجود ہے۔ وضو کے لئے جانب غروب ایک بلڈنگ وقف موجود ہے جس میں ٹونٹیاں اور غسل خانے

موجود ہیں۔ اس کی دکانات اور اس کے ہوٹلوں کی آمدنی تمام تر مسجد نبوی کی دیکھ بھال پر خرچ کی جاتی ہے۔ باب السلام کے سامنے ایک کھلا میدان موجود ہے۔ جو شام عینہ تک جاتا ہے۔ جب رات کو مسجد کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو زائرین اور مسافر اس میدان میں آکر پڑھتے ہیں۔ اور نصف رات گئے تہجد کے لئے پھر مسجد نبوی میں داخل ہونے کے لئے منتظر رہتے ہیں۔ مسجد نبوی کا اصلی پرانا حصہ جو ترکوں کے سلاطین کا تعمیر کردہ ہے اور جس میں تمام متبرک مقامات حضور کی آرام گاہ (حجرہ عائشہ صدیقہؓ) اور گنبد خضراء۔ ریاض الحجۃ۔ محراب نبوی، محراب عثمانی، اور مقام اصحاب صفہ شامل ہیں۔ اس طرح رہنے دیا گیا ہے۔ سمت کعبہ کی دیوار پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ننالوے نام اور درود شریف نہایت عمدہ خط میں لکھے ہوئے ہیں۔ قرآنی آیات اور احادیث مشہورہ بڑے اہتمام سے لکھی ہوئی ہیں۔ اس حصہ میں سب سے زیادہ جاذب توجہ حضور سرور کائنات کی آرام گاہ ہے۔ زائرین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنے کے لئے پیچھے قبلہ کی طرف کرتے ہیں اور جالیوں کے اس جھروکے کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں جو بائیں طرف واقع ہے اور دوسرے دونوں سے فراخ ہے۔ یہ مقام آپ کے چہرہ مبارک کے بالکل سامنے ہے حضور اپنے امتیوں کو معروضات پیش کرتے ہوئے بخوبی دیکھتے ہیں۔ یہ ادب و احترام کا مقام ہے۔ یہاں پر آواز دہنجی کرنے سے اعمال کے اکارت

جلتے کا خدشہ ہے۔ مناسب آداب کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 دین و دنیا کی نعمتیں مانگی جاتی ہیں اور وامن مرا کو بھرا جاتا ہے۔ آپ پر  
 سلام پیش کرنے کے بعد فوراً سادائیں بجانب ہٹ کر دوسرے چھرو کے پر  
 خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام پیش کیا جاتا  
 ہے اور پھر اس سے کچھ سرک کر خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ پر سلام پڑھا جاتا ہے۔ یہ دونوں اصحاب کبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی ارامگاہ میں بھی رفیق ہیں اور قیامت میں بھی حضور کے ساتھ ہی اٹھنے  
 حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جالیوں کے اوپر جو ترکوں کے  
 زمانہ کے پردے بنز سائن کے لگے ہوئے ہیں۔ زائر رحم کو ضرور کھٹکتے  
 ہیں۔ اگر موجود مقتطین کے نزدیک ان کا بدل دینا روا نہیں ہے تو کم از کم  
 ان کو اتار ہی دیا جائے۔ ان پردوں کا کپڑا گل کر تار تار ہو چکا ہے۔ اور  
 رنگ سیا ہی مائل ہو چکا ہے۔ حضور کے فضائل و حسنات کے متعلق بعض  
 اقوال اور احادیث جو مسجد نبوی میں ابھرے ہوئے لفظوں میں لکھی ہوئی  
 تھیں۔ سیاہ روغن سے مٹا دی گئی ہیں۔ بعض کو چونا بھر کر دیوار کے  
 برابر کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح روضہ پاک کی جالی میں پیتل کے ڈھلے ہوئے  
 لفاظ میں سے لفظ "یا" کے لفظ کاٹ ڈالے گئے ہیں۔ اس مذابہ حرف  
 سے حضور کو یہاں بھی نہ پکارا جائیگا۔ تو اور کہاں پکارا جائیگا۔ بہر حال  
 تا بھی بسا غنیمت ہے کہ ہر مکتبہ فکر کے افراد یہاں آکر بلند آواز سے  
 لصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہتے ہیں اور ان کو



روکنے کی کسی میں ہرات نہیں۔

مسجد نبوی کی تعمیر نو میں پانچ کی بجائے چار مینار رکھے گئے ہیں۔  
 دو مینار جو اصل مسجد کے کونوں پر جانب جنوب ہیں۔ وہی ترکوں کے  
 زمانہ والے ہیں اور دو مینار جو جانب شمال اب بنائے گئے ہیں زیادہ بلند  
 اور پر شکوہ ہیں حج کے ایام میں ان پر سرشام ہی بجلی کے قمقمے روشن  
 کر دیئے جاتے ہیں جو صبح تک روشنی کا سیلاب پھیلاتے رہتے ہیں۔  
 صحن مسجد سے باغ فاطمہ اور کنواں میرالہی کو دور کر دیا گیا ہے اور  
 جگہ ہموار کر کے نماز کے لئے صحن میں شامل کر دی گئی ہے۔ کنویں کی  
 جگہ ایک چھوٹا سا چوترا بنا ہوا ہے جس پر دھوپ گھڑی بنی ہوئی ہے  
 اور اس کی مدد سے سورج کی شعاعوں سے وقت معلوم کیا جاتا ہے  
 حرم نبوی کی پرانی تصاویر میں جو کھجور کے درخت صحن کے اندر دکھائے  
 گئے ہیں وہ اب قصہ پارینہ ہو گئے ہیں۔

مسجد نبوی کی شرقی جانب گلیوں میں سے ہوتے ہوئے تین منٹ  
 میں ہم جنت البقیع میں جا پہنچتے ہیں۔ اب کسی قبر پر قبۃ یا کتبہ نہیں  
 ہے۔ البتہ صدر دروازہ کے اندر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر اکثر سنگ مرمر  
 کے کتبے اکٹھے رکھے ہوئے ملتے ہیں۔ ان پر اصحاب کبار کے نام اور  
 آیات کندہ ہیں۔ جو ترکوں نے بڑی محنت سے لکھوائی تھیں۔ حالات  
 سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ مستقبل میں ان کو بھی یہاں سے اٹھا کر کہیں  
 غائب کر دیا جائیگا۔ بہر حال اتنا بھی بسا غنیمت ہے کہ جنت البقیع کو

ایک چار دیواری سے گھیرا ڈال دیا گیا ہے اور مشہور شخصیات کی قبور پر  
نشانی کے طور پر چند پتھروں کا ڈھیر لگا دیا گیا ہے۔

مدینہ منورہ کی دیگر زیارات میں سے مکان حضرت ابوالیوب انصاریؓ  
تو موجود ہے جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بوقت ہجرت ورود فرمایا تھا  
شہید سیدنا عثمانؓ، وار عشرہ مبشرہ اور دار خاندان وغیرہ مسمار ہو چکے  
ہیں۔ دار خاندان کی جگہ پر مرحوم سلطان ابن سعود نے ایک چھوٹا سا محل  
نعمیر کروایا تھا جو پاکستان کے سابق گورنر جنرل ملک غلام محمد کو تحفہ  
میں دے دیا۔ لیکن ملک غلام محمد کے فوت ہونے کے بعد ان کی اولاد  
اس کو فروخت کرنا چاہا۔ ان کے اس فعل کی سب طرف سے مذمت  
کی گئی چنانچہ سعودی حکومت نے ان کو اس کام سے حکماً باز رکھا۔ مدینہ میں  
مکان ہونا ایک بڑی سعادت ہے اور آخرت کی بخشش اور شفاعت  
رسول کا باعث ہے۔ لیکن خدا کی شان ہے جن کو یہ میسر ہے وہ اس  
کی قدر دانی نہیں جانتے۔ اور جن کے دل میں اس کی تمنا ہے ان کو  
یہ موقع میسر نہیں۔

عام تاثر یہ ہوتا ہے کہ عرب کے ملک میں اونٹ کے بغیر گزر نہیں ہو  
سکتی۔ لیکن آج کل موٹر لاریوں اور ٹریکسوں کی بہتات ہے اور سڑکیں  
پر اونٹ کا چلنا ممنوع ہے۔ عرب بہت اچھے ڈرائیور ہیں۔ بڑی چابکدستی  
سے گاڑیوں کو چلاتے ہیں۔ سعودی عرب میں ایئر لائنز کے جہاز بھی ہوائی  
سفر میں کافی آسانیں بہم پہنچا رہے ہیں۔

گھروں میں گندگی کے لئے غرقی سے کام لیا جاتا ہے۔ جو چھ ماہ یا سال کے بعد کبھی صاف کرائی جاتی ہے۔ اس میں گرنے والی شے کا دوبارہ حاصل ہونا قریب قریب ناممکن ہے اس شہر میں خاک و بطلقہ کا وجود نہیں ہے گندگی پھیلانے والے جانور اور پرندے موجود نہیں ہیں۔ گواہیاں نہیں ہوتا۔ حرم شریف کے صحن میں کبوتر کثرت سے ہوتے ہیں۔ اور یہ پاس اوب وہ گنبد خضر کے اوپر سے نہیں گذرتے بلکہ ان کی ڈار گنبد کے پاس پہنچتے پر دو حصوں میں بٹ جاتی ہے اور ادھر ادھر سے گذر جاتے ہیں۔ زائرین صحن میں دانہ بغرض ثواب ڈالتے رہتے ہیں۔ کبوتر بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے۔ اتنی تعداد میں کبوتر اڑنے پھرنے ہیں۔ لیکن ان کی ہیٹ دیکھنے میں نہیں آتی۔ اس شہر کے جانور بھی موڈ ہیں۔ کیوں کہ باادب بامراد بے ادب بے مراء۔ اہل مدینہ کے اخلاق اور خندہ روئی کا تو زمانہ قائل ہے۔ نہایت جلیبی اور محبت سے گفتگو کرتے ہیں۔ شامع عینہ میں ایک عرب و کانداز کے پاس میرا ایک واقف پاکستانی باشندہ کام کرتا تھا میں فرصت کا وقت نکال کر روزانہ کچھ دیر کے لئے اس کے پاس چلا جایا کرتا تھا۔ وہ عرب میرے لئے روزانہ کوکا کولا منگوا کر پیش کر دیا کرتا۔ میرے اصرار کے باوجود اس نے اپنی اس عادت کو نہ چھوڑا۔ نہ ہی اس نے مجھے اس بات کی اجازت دی کہ میں کہاں جانا کم کر دوں۔ اسی طرح عربوں کی مہانداری کا بہترین نمونہ مدینہ منورہ میں دیکھا جاتا ہے۔



آبادی کا بہت سا حصہ غربت کا شکار ہے بعض لوگوں کو نان تنہیہ بھی  
 نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ گداگری بہت عام ہے چھوٹے چھوٹے بچے مقرر آدمی  
 اور برقعہ پوش غریب عورتیں عام بھیک مانگتی ہیں بحالات موجودہ اس غربت  
 کا کوئی جواز نہیں حجاز کی سرزمین سونا اگل رہی ہے اور اتنی دولت پیدا  
 ہو رہی ہے جو ساری آبادی کو دنیوی احتیاج سے بے نیاز کر دینے کے  
 لئے کافی ہے۔ لظاہر ان کا گزر زائرین کی خیرات پر ہے۔ مدینہ منورہ میں  
 زائرین حصول ثواب کی غرض سے کسی سائل کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتے لیکن  
 یہ صرف حج کے موسم کی بات ہے۔ معلوم نہیں سارا سال ان غریبوں پر کیا  
 گزرتی ہوگی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسی ہیں۔ اب تصویر کا  
 کا دوسرا رخ دیکھئے۔ آبادی کا جو حصہ منوں ہے وہ بہت ہی فضول خرچ  
 اور خود غرض ہے۔ ان کے دم سے مارکیٹ میں کٹوروں ریال کا مال بھرا  
 پڑا ہے۔ بلند بالا عمارت تعمیر ہو رہی ہیں۔ جدید ترین موٹریں سڑکوں پر  
 دوڑتی پھرتی ہیں۔ نشادیوں کی بھرمار ہے۔ اسی دولت کی لیل پل میں غریب  
 عوام کا کوئی حصہ نہیں۔ انہیں زائرین کا دست نگر بنا دیا گیا ہے۔ اس  
 غربت کا اصل علاج حکمران خاندان کے ہاتھ میں ہے۔ باقاعدہ تنظیم اور تعلیم  
 سے اس قومی بیماری کو دور کرنا چاہئے۔ غریب قوم کی خودداری اور وقار  
 کو قائم کرنا نہایت ضروری ہے۔ اسی سے عالم اسلام کی عزت میں اضافہ  
 ہو سکتا ہے۔ زائرین کو بھی چاہئے کہ سید کو نہیں صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 پاس رہنے والوں کو گدائی کا سبق نہ پڑھائیں۔ جو کچھ دیا جائے صرف

مستحقین کے ہاتھوں میں دیا جائے۔

مدینہ منورہ میں بھی مکہ معظمہ کی طرح ہر طرح کی شے دستیاب ہو جاتی ہے۔ اگرچہ یورپی مصنوعات وہاں سے قدرے منہگی ملتی ہیں لیکن یہاں کے ملکوں کے مقابلے میں پھر بھی یقیناً سستی ہیں۔ وہاں کھانے کی اشیاء بھی باافراط اور سستی مل جاتی ہیں۔ روٹی گھروں میں پکارسنے کا رواج نہیں۔ ہر باشندہ روٹی، بڈیل روٹی اور نان بازار سے خریدتا ہے چینی عمدہ قسم کی بارہ آنے یا زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ کی سیر مل جاتی ہے عمدہ سے عمدہ کپڑا ایک روپیہ فی گز ہے۔ بوسکی چار روپیہ گز ہے۔ گوشت کچھ گراں ہی ملتا ہے۔ یعنی عام حالات میں چار روپے فی میبر اور جج کے دنوں میں چھ روپے سیرنگ۔ لٹھا بڑے عرض کا یا بڑے توپے احرام کیلئے معقول قیمت پر دستیاب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے حجاج کرام کو اب اس بات کی ضرورت نہیں کہ لمبی چوڑی اشیاء ساتھ لے کر سفر کریں۔ وہاں ہر چیز سستی مل جاتی ہے۔ اور وہیں سے خریدنی چاہیئے۔ اس طرح مقامی باشندوں کی اعانت کا ثواب بھی مل جاتا ہے۔ گھڑیاں آپ کو ہر دکان پر سستی مل جاتی ہیں۔ بلکہ ہر دکاندار گھڑیاں ضرور بیچتا ہوا نظر آئے گا۔ سیٹھنری بیچنے والا۔ نسیمیں فروخت کرنے والا۔ کتابوں کا بیوپاری غرضیکہ ہر تجارت کیساتھ گھڑیاں بیچی جاتی ہیں۔ اسی لئے وہاں کے ہر معمولی مزدور اور ہر چھوٹے بڑے کی کلائی پر آپ رسٹ وایچ ضرور دیکھیں گے۔ طالب علم بنگلوں میں ٹرانسپورٹ ریڈیو دبائے پھرتے ہیں۔ غرضیکہ سامان کی افراط ہے۔ درد



درو مند دل کو صرف یہ بات کھٹکتی ہے کہ اس فراوانی میں مدینہ شریف کے  
 غریب عوام کا کوئی حصہ نہیں اور ان کو بخشش مانگنے کا وضا کرنا پڑتا ہے  
 اگر حکومت اپنی اصلاحات میں گدگری ختم کرنے کا پروگرام بھی شامل کرے تو  
 یہ ایک خدمت ہوگی۔ مستحقین کے لئے محتاج خانے قائم کرنے چاہئیں اس  
 کے لئے سرمایہ کی فراہمی کا سوال ہی نہیں۔ لیکن اصلاح احوال کا ارادہ ہوتا  
 ضروری ہے۔ حکومت کے علاوہ شیوخ اور دیگر متول حضرات کو بھی ناداروں کی  
 اصلاح کا بیڑا اٹھانا چاہیے۔ امیر لوگوں کو چاہئے کہ اپنی دولت کو اسلامی اقدار  
 پر حاوی نہ ہونے دیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ ایک بڑا المیہ ہو گا۔ سعودی عرب  
 کے اخبار "القاسم" کی رپورٹ منظر ہے کہ سعودی عرب میں بھی عورتوں نے  
 مغربی طرز کے تنگ اور چست لباس کا استعمال شروع کر دیا ہے اس اخبار  
 نے اس رجحان کی سخت مذمت کی ہے اور حکومت سعودیہ سے مطالبہ کیا ہے  
 کہ اس طرح کی بے پردہ عورتوں کے خلاف خواہ وہ مقامی ہوں یا غیر ملکی ہوں۔  
 سخت کارروائی کی جائے "القاسم" نے اس وبا کا ذمہ دار خاتون ڈاکٹروں اور  
 نرسوں کو قرار دیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ عورتیں اب شیطان کے کارخانے میں  
 تیار شدہ تنگ اور چست لباس پہن کر جن سے ان کے جسم کی نمائش ہوتی۔  
 ہے بازاروں میں درازانہ گھومتی پھرتی ہیں جس سے حقیقی شفیق اور پرہیزگار  
 لوگوں تک کا ایمان خطرہ میں پڑ گیا ہے۔ مناسب ہے کہ ایسی عورتوں پر  
 بھاری جرمانہ کیا جائے (کوستان مورخہ ۹/۲) لیکن مدینہ شریف اس  
 فیشن کی دبا سے بہت کم متاثر ہو رہا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے یہاں مکہ معظمہ



کی طرح عالیشان اور بلند و بالا عمارات کی بہتات نہیں ہے۔ دنیا کی آخری پناہ گاہ مدینہ منورہ ہی ہے۔ کیوں نہ ہو آخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن شفقت ہے۔ آپ کا یہ فرمان برحق ہے کہ مدینہ منورہ برے لوگوں کو اپنے میں سے اس طرح نکال دیتا ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ مدینہ منورہ برے لوگوں کو اپنے میں سے اس طرح نہ نکال پھینکے جس طرح لوہے کی میل کو دور کر دیتی ہے۔ آپ کی یہ حدیث شریف حرم مدینہ کی مسجد نبوی میں جلی حروف سے آپ کو لکھی ہوئی نظر آئے گی۔ ان الایمان لیأذوالی المدینہ کما تاذوالحیة الی حجرہ (متفق علیہ) تحقیق ایمان مدینہ کی طرف اس طرح رجوع کرے گا۔ جیسے سب اپنے سوراخ میں واپس آتا ہے ان فرامین نبوی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مدینہ منورہ میں ہمیشہ ایمان کو عروج حاصل رہیگا۔ سارے گروہ عرض پر مسلمانوں کے لئے بہترین پناہ گاہ مدینہ منورہ ہی ہے۔ اس کے حق میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے برکت کی دعائیں کی ہیں۔ اس لئے یہ شہر مومنین صالحین کیلئے خاص ہے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک مسلم کو مدینہ منورہ کی زیارت نصیب کرے اور اس کی برکتوں سے ہم سب کو فیضیاب کرے۔ راقم بھی اپنے حق میں اس دعا کیلئے قارئین سے درخواست کرتا ہے۔ فواللہ۔

۔ تمام شد۔

# کتاب رس نظامی

۴۰/-	فردوری	کافذ گیز فوٹو آئٹ طباعت	صحیح البخاری	کافذ گیز فوٹو آئٹ طباعت
۵۰/-	کنز الدقائق	مع حاشیہ اعزاز علی	صحیح مسلم	"
۲۵/-	کنز الدقائق تجلیاتی	فوٹو آئٹ طباعت	جامع ترمذی	"
۳۰/-	شرح جامی	مع حاشیہ تلاعصام آئٹ طباعت	نسائی شریف	عبد طباعت
۱۰/-	شرح وقایہ اولین	"	موطا امام مالک	مع حاشیہ
۶/-	شرح وقایہ آخرین	"	موطا امام محمد	عبد طباعت
۲۰/-	دیوان حماسہ	مع حاشیہ مولانا اعجاز علی مرحوم	امام ماجہ شریف	"
۲۵/-	مقامات حریری	مع آؤ و شرح و ترجمہ مولانا محمد میاں سیالوی	ابوداؤد شریف	"
۳۰/-	دیوان منقبتی	"	طحاوی شریف	"
۲۰/-	سلم العلوم	"	مشکوٰۃ شریف	فوٹو آئٹ طباعت
۲۵/-	مطوٰر مل رح	"	ہدایہ اولین	"
۳۰/-	کافیہ	"	ہدایہ آخرین	"
۷/۵۰	ملا حسن	"	بیضاوی (درسی)	فوٹو آئٹ طباعت
۷/۵۰	شرح عقائد	"	صامی مع شرح حامی	فوٹو آئٹ طباعت (دکیز)
۵/-	سراجی	"	"	(میکینیک)
۲۰/-	شرح تہذیب کلاں	"	بلالین شریف	"
۶/-	اصول التاشی	"	نور الانوار	"
۱۰/-	منفصل فہرست کتب کے لئے ایک پوسٹ کارڈ مجموعائی ہے	"	نقصر المعانی	مع حاشیہ دسوی آئٹ طباعت

تفصیلی کتابیں

د ب نظامی کی ان کتب کے علاوہ ہر قسم کی دہائی، عربی، اردو تاریخی ادبی کتب اور قرآن مجید ہم سے طلب

ناشرین، ملک سراج الدین ایڈیٹر، پبلشرز، کشمیری بازار، لاہور (۸)

خاص رعایت

کتاب خانہ

راجہ ان کتب